احکامِ شریعت

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

مسلک اہل سنّت کے مطابق روزمرّہ شرعی مسائل کا مستند مجموعہ

احکامِ شریعت

تینوں حصے مکمل معہ ملفوظات

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قادری قدس سرہ العزیز

شبیر برادرز ۴۰۔ بی اردو بازار لاہور

فون ——— ۷۶۲۳۲۵۰۶

marfat.com

نام کتاب ——— احکام شریعت (مکمل تین حصے)
نام مصنّف ——— اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی رح
سال طباعت ——— ۱۹۹۶ء
ناشر ——— تنویر برادرز۔ اردو بازار لاہور
قیمت ——— ۹۰/- روپے

marfat.com

فہرست

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
	حصہ اوّل	
۱	مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور حرام ہیں، چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ صاف نہیں کیا جا سکتا، ان کا کھانا مکروہ تحریمہ ہے، جھینگا مچھلی ہی کی ایک قسم ہے۔ مگر اس کا نہ کھانا اولیٰ ہے۔	۲۹
۲	یارسول اللہ، یا ولی اللہ، یا علی مشکل کشا کہنا اور وسیلہ جانتے ہوئے ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔ ثبوت اور دلائل۔	۳۲
۳	پولیس کی وردی اور کافروں جیسی دھوتی پہن کر نماز ادا کرنا۔	۳۴
۴	کافر کا جوٹھا کھانے سے پرہیز ضروری ہے۔	۳۵
۵	ظہر کی چار سنتیں پڑھنے کے بعد سہواً فرض کے بجائے چار سنتوں کی نیت کر لے۔ دو سنتیں پڑھ کر آخری دو میں فرض کی نیت کرے تو کوئی حرج نہیں۔	۳۸
۶	فرض کی آخری دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سہواً سورت پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔	۴۰
۷	بندوق سے مرا ہوا جانور حرام ہے۔ البتہ موت واقع ہونے سے پہلے ذبح کر لیا جائے تو حلال ہے۔	۴۵
۸	تفریحاً شکار کرنا حرام ہے۔	۴۷
۹	قلعی کئے بغیر تانبے کے برتن میں کھانا پینا اور وضو کرنا مکروہ ہے مٹی کے برتنوں میں کھانا زیادہ اچھا ہے۔	۴۸
۱۰	اس عقیدے کے ساتھ فاتحہ وغیرہ دلانا کہ فلاں درخت پر شہید رہتے	۴۹

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
	ہیں، محض واہیات اور خرافات ہیں۔	۴۹
۱۱	والدین کے حقوق۔	۵۰
۱۲	نماز وتر میں دعائے قنوت کی جگہ قل ہو اللہ پڑھنا۔	۶۱
۱۳	پتنگ اڑانا اور اس کی ڈور لوٹنا۔	۶۲
۱۴	کتے اور کبوتر پالنے اور بٹیر و مرغ بازی وغیرہ کا حکم۔	۶۳
۱۵	کتے کا پکڑا ہوا شکار۔	۶۶
۱۶	نمازی کے آگے سے گزرنے کی پوری تفصیل۔	۶۹
۱۷	سلام کے جواب کا جائز طریقہ۔	۷۲
۱۸	مزامیر کے ساتھ قوالی سننا۔	۷۸
۱۹	اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ناخن چومنا مستحب ہے خطبے میں نہیں۔	۸۲
۲۰	اولیاء کرام کے مزارات پر روشنی کرنا اور چادریں چڑھانا۔	۸۴
۲۱	محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد نام رکھنا حرام ہے۔ غفور الدین نام رکھنا ممنوع ہے، کلب علی، کلب حسن، غلام علی وغیرہ ناموں کے ساتھ محمد کلب علی یا محمد غلام کہنا مناسب نہیں۔ بدر الدین، تاج الدین وغیرہ نام بھی اچھے نہیں۔ علی جان، محمد جان نام جائز نہیں۔ احادیث میں محمد و احمد نام کے فضائل۔	۹۰
	بد مذہب کی بخشش نہیں ہوگی۔ مولوی عبد الحئی لکھنوی کا ایک فتویٰ الہام اور احتمال کیا ہے۔	"
	جو شخص اپنے آپ کو حضور علیہ التحیۃ والثناء کا مملوک نہیں مانتا ایمان کی حلاوت سے محروم ہے، حضور علیہ السلام مالک جہاں ہیں۔	"
۲۲	موسم سرما اور گرما میں زوال کا وقت۔	۱۱۶

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۲۳	ایمان اور کمالِ ایمان۔	۱۱۹
۲۴	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق عقیدہ۔	۱۲۰
۲۵	غلّہ خریدنے کے لیے پیشگی روپیہ لینا اور نرخ مقرّر کرلینا۔	۱۲۲
۲۶	بیع غلّہ کی وہ صورتیں جو سود ہیں۔	۱۲۳
۲۷	شہر میں کئی جگہ جمعہ ادا کرنا۔	۱۲۴
۲۸	طلاق کی قسمیں۔	//
۲۹	زکوٰۃ کا نصاب اور بعض دوسرے مسائل۔	۱۲۵
	صدقہ فطر کا وزن اور اس کے مسائل۔	//
۳۰	مسجد میں ہنسنا اور دنیا کی باتیں کرنا۔	۱۲۷
۳۱	حرام روپے کو نیک کاموں میں خرچ کرنا۔	//
۳۲	محصول چنگی کی ملازمت۔	۱۲۸
۳۳	کفار کی قسمیں۔ بدترین کفّار کون ہیں۔	۱۲۹
۳۴	مسجد میں مانگنا۔	۱۳۰
۳۵	خیرات کا ناجائز طریقہ۔	۱۳۲
۳۶	مسجد کے بعض آداب۔	//
۳۷	قبر پر قرآن شریف پڑھانے کی جائز صورت	۱۳۳
۳۸	بیمار کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ مکمّل تحقیق۔	۱۳۴
۳۹	ثوّاب کی مستحسن صورتیں جو وہابیہ کے نزدیک بدعت ہیں۔	۱۳۵
۴۰	تمباکو کھا کر قرآن پاک اور درود شریف پڑھنا اور وظائف کرنا۔	۱۳۶
۴۱	ہمسایوں کے حقوق۔	۱۳۸
۴۲	نیاز اور فاتحہ ——— فاتحہ کا طریقہ	۱۳۹
۴۳	سیاہ خضاب لگانا حرام ہے۔ زرد یا سُرخ خضاب درست ہے۔	۱۴۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۴۴	قادیانی، رافضی، تبرائی، یہودی اور نصرانی کا ذبیحہ۔	۱۴۰
۴۵	قادیانی، رافضی اور اہل کتاب کے ساتھ نکاح۔	۱۴۱
۴۶	بیع صرف اور سود کی بعض صورتیں۔	۱۴۲
۴۷	ذبیحہ کا ایک اہم مسئلہ۔	۱۴۳
۴۸	والدین کے حقوق۔	۱۴۴
۴۹	شیعوں کی مجلس میں جانا، مرثیے سننا اور ان کی نیاز لینا حرام ہے۔	
	محرم میں سوگ کی علامت سبز اور سیاہ کپڑے پہننا ممنوع ہیں۔	〃
۵۰	محرم سے متعلق بعض ناجائز کام۔	〃
۵۱	شانوں تک بال رکھنا سنت ہے۔ اس سے زیادہ حرام ہیں۔	۱۴۵
۵۲	امامت کن لوگوں کی جائز، حرام یا مکروہ ہے۔ داڑھی منڈانے اور شرعی حد سے کم رکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمہ ہے	۱۴۶
۵۳	عورت اور مرد کے حقوق۔	۱۴۷
۵۴	ننگے سر نماز پڑھنا۔	۱۴۸
۵۵	ذبح کرتے وقت اگر ساری گردن کٹ جائے تو ذبیحہ حلال ہے۔	〃
۵۶	تیجے کے چنے صرف فقیر کھائے۔ بزرگوں کی فاتحہ تبرک ہے سب کھا سکتے ہیں۔	۱۴۹
۵۷	ذبح پر اجرت لینے والے کی امامت درست ہے۔	〃
۵۸	بزرگوں کا شجرہ پڑھنے کے فوائد۔	۱۵۰
۵۹	مسجد میں کھانا پینا۔	۱۵۲
۶۰	دو بہنوں سے بیک وقت نکاح اور ان کی اولاد۔	〃
	حصہ دوم	۱۵۵

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۱	مغرب کا وقت۔	۱۵۵
۲	زکوٰۃ کے چند مسائل۔ قربانی کا وجوب۔	۱۵۶
	ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے گائے کی قربانی نہ کرنا سخت حرام ہے	"
	نماز قضا کی نیّت۔	
۳	قضا نمازیں پڑھنا۔	۱۵۸
۴	عورت عدّت کے ایّام کہاں پورے کرے۔	"
۵	امامت کے متعلق ایک ضروری مسئلہ۔	۱۵۹
۶	طوائف کا بیٹا اگر مسائل سے واقف ہو تو اس کی امامت درست ہے	"
۷	کون سی دعوت سنّت ہے، کون سی نہیں۔	۱۶۰
۸	شبِ معراج کے بارے میں ایک جھوٹی روایت۔	۱۶۱
	طوائف کی حرام آمدنی سے میلاد شریف پڑھنے کا حکم۔	
	مجلس میلاد میں، ذکرِ ولادت کے بعد شہادتِ امام حسین رضؓ اور واقعاتِ کربلا کا ذکر منع ہے۔	"
	سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک غلط روایت۔	"
	رافضیوں کی مرثیہ اور سوز خوانی کی مجلسوں میں شرکت حرام ہے۔	"
	میلاد شریف پڑھنے کی اُجرت مقرر کرنا۔	
	شبِ معراج حضور کے نعلین شریف کے ساتھ عرش پر جانے کی روایت غلط ہے۔	"
	حضورؐ کے والدین کو عذاب میں جاننا افترا ہے۔	"
	شرعی احکام کو جانتے ہوئے تسلیم نہ کرنا گمراہی ہے۔	
۹	مدینہ طیبہ میں رہائش۔	۱۶۵
	انگریز کے عہدِ اقتدار میں ہندوستان سے ہجرت۔	"

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۱۰	تحریکِ خلافت میں حصّہ نہ لینے کی وجہ۔	۱۶۵
۱۱	درخت یا اس کا پتہ تسبیح میں غفلت پر سزا کی وجہ سے گر جاتا ہے۔	۱۶۶
۱۲	ذکرِ خداوند تعالیٰ ضمیر مفرد سے ہو یا ضمیر جمع سے۔	۱۶۷
۱۳	کس عمر میں بچّے کو بسم اللہ شروع کرائی جائے۔	۱۶۸
۱۴	اپنے مرشد کے وصال کے بعد کسی دوسرے بزرگ سے بیعت۔	//
۱۵	جمعہ کے دن احتیاط الظہر۔	۱۶۹
۱۶	داڑھی منڈے کے بارے میں اگر علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر تو سلام میں ابتدا نہ کرے۔	//
۱۷	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پشتوں کو درود و فاتحہ جائز ہے۔	//
۱۸	یزید پلید کا اسلام و کفر۔	۱۷۰
۱۹	غنی صدقہ کھا سکتا ہے یا نہیں۔	//
۲۰	فرشتوں پر درود و فاتحہ۔	//
۲۱	یہ نذر کہ کام ہو گیا تو نذر مسجد میں لے جاؤں گا، امیر غریب سب کھا سکتے ہیں۔	۱۷۱
۲۲	مردے کی طرف سے دیا جانیوالا کھانا صرف غریب کھائے۔	//
۲۳	پیٹھا حلال ہے۔	//
۲۴	ختنہ کی تقریب میں عام دعوت کی جا سکتی ہے۔	//
۲۵	نماز، روزہ، حج اور صدقہ وغیرہ ادا کئے بغیر کوئی شخص مر جائے تو یہ کیسے ادا ہوں۔	۱۷۲
۲۶	وراثت کے متعلق ایک مسئلہ۔	//
۲۷	عورتوں کا مزارات پر جانا ممنوع ہے۔	
	اولیاء اللہ اپنی قبروں میں تصرّف فرماتے ہیں۔ ان کے تصرّف کے	۱۷۳

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
	خلاف ایک بیہودہ دلیل۔	
۲۸	مزامیر کے ساتھ قوالی حرام ہے۔	۱۷۳
۲۹	قبر سے چراغ کی روشنی ظاہر ہونا صاحبِ قبر کی بزرگی کی علامت ہے یا نہیں۔	۱۷۴
۳۰	قبر پر درخت لگانا اور قبرستان کی حفاظت کے خیال سے چاردیواری بنانا درست ہے۔	"
۳۱	زندہ بزرگ وصال یافتہ بزرگوں سے ہمکلام ہوتے ہیں۔	۱۷۵
۳۲	اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے اسمائے مبارکہ بے شمار ہیں۔	"
۳۳	سورۂ فاتحہ اور اخلاص میں بھی حضور کی نعت ہے۔	"
۳۴	وصال یافتہ بزرگ خواب میں اپنے مرید کو شریعت کے موافق کوئی کام بتائے تو کرنا چاہیئے۔	۱۷۶
۳۵	حضرت علی کے لال کافر کو مارنے کا قصہ درست نہیں۔	"
۳۶	استنِ حنانہ آخرت میں جنت کا درخت بنے گا۔	"
۳۷	فرعون وغیرہ کا خدائی دعویٰ اور منصور کا نعرۂ انا الحق۔	"
۳۸	زمین کی مالگزاری مالک دے، زمین میں پانی اور پانی میں مچھلی ٹھہرے تو زمین کا مالک مچھلی کا مالک نہیں۔	۱۷۷
۳۹	نماز میں رکوع و سجود کی کثرت کے بجائے طولِ قیام اچھا ہے۔	
	نماز میں ٹوپی گر جائے تو اٹھا کر سر پر جمالے۔	"
	رکوع میں کسی کے لیے دیر کرنا۔	
	دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا تو پھر قیام کی طرف نہ لوٹے	"
	فرض قرأت کی مقدار۔	
۴۰	عورت کی خواہش کے برعکس شوہر اسے حج پر نہ جانے دے۔	۱۸۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۴۱	نماز کا وقت جا رہا ہو تو شوہر کے حکم کی تعمیل کے بجائے نماز پڑھے	۱۸۰
۴۲	مجلس میلاد شریف میں قیام کے متعلق وہابیہ کے سوال کا جواب۔	//
۴۳	کسی باطل فرقے کے عقائد کو اچھا سمجھنا کفر ہے۔	۱۸۱
۴۴	تعدیل ارکان نہ کرنا گناہ ہے۔	//
۴۵	عورت کو مرید ہونے کے لیے خاوند کی اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں۔	۱۸۲
۴۶	کفو کا مسئلہ۔	//
۴۷	پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھی، دوسری میں قصداً اس سے پہلی پڑھی تو گناہ کیا۔	//
۴۸	خطبہ جمعہ میں غیر عربی الفاظ کو ملانا سنّتِ متواترہ کے خلاف ہے۔	۱۸۳
۴۹	شرعی سفر۔	//
۵۰	مکروہ اوقات میں تلاوتِ قرآن بھی ٹھیک نہیں۔	//
۵۱	آیات میں وقف۔	//
۵۲	بھنگ چرس وغیرہ تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی گناہ ہے۔	۱۸۴
۵۳	بعض کفریہ کلمات۔	//
۵۴	طلاق کے متعلق ایک ضروری مسئلہ۔	۱۸۵
۵۵	ایامِ حمل میں طلاق نہ دے، ویسے ہو جائے گی۔	//
۵۶	آیات کی ترتیب بدل جانے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔	//
۵۷	سود کی بعض قسمیں۔	۱۸۶
۵۸	قربانی کس پر واجب ہے۔	//
۵۹	معنی میں فساد اگر ہزار آیتوں کے بعد بھی ہو تو نماز نہ ہوگی۔	۱۸۷
۶۰	اذان غلط ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔	//
	بالغ کی نماز نابالغ کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ نابالغ کی اذان کا مسئلہ	//

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۶۱	سحری ختم ہونے کے بعد حقہ پینا۔	۱۸۷
۶۲	ایک نگ کی ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی چاندی کی انگوٹھی جائز ہے۔ گھڑی کا سونے چاندی کا چین مرد کے لیے حرام ہے۔ دوسری دھاتوں کا چین بھی منع ہے۔	۱۱
۶۳	مرد کو سونے کے بٹن جائز ہیں۔	۱۸۸
۶۴	مرد کو چاندی کے زنجیر والے بٹن جائز نہیں۔	۱۱
۶۵	فجر یا ظہر کی سنتیں نہ پڑھنے والا امام؟	۱۱
۶۶	خفتہ شخص کو نماز کے لیے جگا دینا چاہیئے۔	۱۸۹
۶۷	کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔	۱۱
۶۸	صرف ایک تکبیر کہہ کر رکوع میں جماعت کے ساتھ شامل ہونا۔	۱۱
۶۹	غسل اور فجر کی نماز۔	۱۱
۷۰	فرض نماز ہو یا تراویح، داڑھی منڈانے یا حدِ شرع سے کم رکھنے والے فاسق کے پیچھے درست نہیں۔	۱۹۰
۷۱	شرعی داڑھی۔	۱۱
۷۲	قضا نماز طلوعِ آفتاب کے کم از کم بیس ۲۰ منٹ بعد پڑھی جا سکتی ہے۔	۱۱
۷۳	میت کے گرد قبر کو پختہ بنانا صحیح نہیں۔	۱۱
۷۴	یہود و نصاریٰ اور غلط فرقے والوں کی ملازمت۔	۱۹۱
۷۵	عورت کے لیے پردہ اور زیارتِ والدین۔	۱۱
۷۶	ذکر جہر کی جائز حد۔	۱۹۲
۷۷	نماز کلمہ وغیرہ نہ جاننے والا سیکھنے سے بھی انکار کرے تو اسے نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیئے۔	۱۱
۷۸	تعلیم کی خاطر وہابی سنی بن کر مناظرہ بھی صحیح نہیں۔	۱۱

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۷۹	اخلاق میں بھی کافروں کو اچھا کہنا گناہ ہے۔	۱۹۳
۸۰	لاوارث کا ترکہ۔	"
۸۱	نماز اور عذابِ الٰہی کی تحقیر کرنے اور قادیانی کی حمایت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔	۱۹۴
۸۲	قادیانیوں سے میل جول حرام ہے۔	"
۸۳	بدمذہبوں سے معاملات رکھنے والا فاسق امامت کے قابل نہیں۔	۱۹۵
۸۴	جہیز عورت کا حق ہے۔	"
۸۵	حوض کی فصیل مسجد میں شامل نہیں ہوتی۔	۱۹۶
۸۶	نکاح کن عورتوں کے ساتھ جائز یا ناجائز ہے۔	"
۸۷	روافض عام طور پر مرتد ہے، ان سے میل جول حرام ہے۔	"
۸۸	میت کے لیے صدقہ اور اسقاط۔	۱۹۷
۸۹	افیون کی تجارت۔	۱۹۸
۹۰	پیر سے بھی پردہ کیا جائے عورتوں سے ربط ضبط رکھنے والے پیر کی بیعت نہ کی جائے۔	"
۹۱	بیمہ کے متعلق شرعی حکم۔	"
۹۲	نسب کا تعلق باپ سے ہے۔	۱۹۹
۹۳	آخری چہارشنبہ کی کوئی حقیقت نہیں۔	۲۰۰
۹۴	مسجد میں بھی پیر یا استاد کی تعظیم جائز ہے۔ عالمِ دین کے قدموں کو بوسہ دینا درست ہے۔	"
۹۵	عورت اجازت کے بغیر کہاں جا سکتی ہے۔	۲۰۱
۹۶	قرضدار پر نالش کے سلسلے میں محنتانہ جائز ہے یا نہیں، سود یا نفع؟	۲۰۳

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۹۷	ولدالزنا ہونے کا شک شرعی باپ کے ترکے سے محروم نہیں کرتا۔	۲۰۴
۹۸	ولیمے کی دعوت اور ختنے کا اعلان، نیوتے کی رسم، رامچندر وغیرہ نبی نہیں تھے۔	۲۰۷
۹۹	درخت یا اس کا پتہ تسبیح سے غفلت کے باعث کٹ جائیں تو سزا کے بعد تسبیح میں مشغول نہیں ہوتا۔	۲۱۰
۱۰۰	کفار کے ساتھ موالات کے حرام ہونے پر مبسوط بحث۔	۲۱۳
	مرتد بیوی کے متعلق بعض احکام۔	
۱۰۱	مسجد کے اندر جمعہ کی اذانِ ثانی سنت اور خلفائے راشدین کے عمل کے خلاف ہے مکہ معظمہ میں بھی یہ اذان خارج مسجد ہوتی ہے۔ حدیث اور فقہ کے خلاف رواج پر عمل کرنا برا ہے۔ بدعت کیا ہے۔ مُردہ سنت کو زندہ کرنا ثواب ہے۔ اور یہ علماء کی ذمہ داری ہے۔ اگر حوض کی فصیل پہلے سے حوض کے لیے مختص کی گئی ہو تو مسجد سے خارج ہے۔ لکڑی کا منبر سنت نبوی ہے۔	۲۲۶ ۱۱ ۱۱
۱۰۲	عبدالمصطفےٰ نام کے جواز میں دلائل۔	۲۳۵
۱۰۳، ۱۰۴	ناپاک گھی کو کیسے پاک کیا جائے۔	۲۳۷
۱۰۵	اتنی مونچھیں کہ منہ میں آئیں، حرام ہیں۔	۲۳۸
۱۰۶	جمعہ کے خطبے میں سلطانِ اسلام کا نام لے کر دعا کرنا۔	۲۳۹
۱۰۷	شال سر پر ڈال کر نماز ادا کرنا۔	۲۴۰
۱۰۸	ولدالزنا کی نماز جنازہ اور تدفین۔	۱۱
	ملفوظات اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴۲ تا ۲۵۵	
	مرض اٹھرا کے لیے تعویذ۔	۲۴۲

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
	بڑا چراغ کیسے روشن کیا جائے۔	۲۴۳
	آیاتِ قرآنی سے دماغ کی خرابی کا علاج۔	۲۴۵
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کمبل اوڑھتے تھے۔	//
	پیراہن کیا ہے۔	//
	مسجد میں موم بتی جلانا۔ ولائتی چربی کی موم بتی۔	۲۴۶
	نماز کے متعلق ایک مسئلہ۔	//
	جماعت اوّل اصل ہے۔ جماعتِ ثانیہ صرف جائز ہے۔	۲۴۷
	نماز جنازہ کی تین صفیں۔ ذبیحہ کی سری چوراہے میں پھینکنا حرام ہے	//
	نکاح کا خطبہ بھی کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔	۲۴۸
	اُستاد طالب علموں سے کام کرا سکتا ہے یا نہیں۔	//
	میلاد خواہاں کے ساتھ امرد نہ ہو۔	//
	دولہا کے ابٹن ملنا۔ نمازِ قصر کا ایک مسئلہ۔	//
	وطنِ اصلی اور وطنِ اقامت۔ وہابی نکاح پڑھائے تو کیا حکم ہے۔	۲۴۹
	ولیمہ زفاف کی سنّت ہے۔ نکاح کے بعد چھوہارے لوٹنا جائز ہے	//
	سیاہ خضاب کا استعمال۔ جہاد کی غرض سے خضاب لگانا۔	//
	نماز قصر نہ ہو اور قصر پڑھ لی جائے تو کیا کرے۔	۲۵۰
	مسجد ویران بھی ہو چکی ہو تو بھی اس کی زمین کی بیع حرام ہے۔	//
	نماز جنازہ میں جلدی کی حکمت۔	//
	قبرستان میں میّت کے ساتھ مٹھائی وغیرہ لے جانا منع ہے۔	//
	حرمتِ مصاہرت۔	۲۵۱
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تمنا میں عورتوں کا مرجانا۔ استفاط	//
	کا کفارہ دشمنی کے عاقدین کا اختیار۔ خطبے کے وقت ہاتھ میں	

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
	عصا نہ رکھنا اولیٰ ہے۔	۲۵۱
	دیہات میں جمعہ و عیدین۔	"
	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا۔	۲۵۲
	گلے میں تانبے، پیتل وغیرہ کا تعلل لٹکانا۔	"
	غیر محرم جوان عورتوں کے سلام کا جواب۔	"
	سنت الفجر اوّل وقت میں پڑھنا۔ بغیر سنت پڑھے ظہر کی امامت۔	"
	جمعہ کی پہلی چار سنتیں اگر خطبے کی وجہ سے رہ جائیں تو نماز کے بعد پڑھے۔	"
	ہندو کو آڑھت کا کمیشن۔ دستِ غیب اور کیمیا کے لیے دُعا کرنا۔	"
	علمِ باطن کا ادنیٰ درجہ۔	۲۵۴
	غیر عالم کا وعظ کہنا۔	۲۵۵
	عالم کون ہے۔	"
	مجاہدے میں عمر کی قید۔	"
	حصّہ سوم	۲۵۶
۱	شطرنج اور تاش کا کھیل۔	"
۲	سود اور رشوت سے توبہ۔	"
۳	لباس کے بارے میں قاعدۂ کلیہ۔	۲۵۷
۴	قبر کا طواف یا سجدہ ناجائز ہے۔ اسے بوسہ دینا منع ہے۔	"
۵	نقالوں کو پیسے دینا۔	۲۵۸
۶	ایک دوسرے کو آم کی گٹھلیاں مارنا منع ہے۔	۲۵۹
۷	بیل، بکرے وغیرہ کو خصّی کرانا۔	۲۶۰

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۸	وہابیوں کے پاس بچّوں کو پڑھانا سخت حرام ہے۔	۲۶۱
۹	اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو انگریز کی ملازمت میں حرج نہیں۔	//
۱۰	جس جوتے پر جھوٹا کام کیا ہو، مرد کے لیے بھی مکروہ ہے۔	//
۱۱	بیوی کی میّت کو دیکھا جا سکتا ہے، چھُوا نہیں جا سکتا۔ عورت غسل بھی دے سکتی ہے۔	۲۶۲
۱۲	بدمذہبوں کے پریس میں ملازمت یا ان کے غلط عقائد کو لکھنا چھاپنا سخت گناہ ہے۔	۲۶۳
۱۳	نامحرم اندھا بھی ہو تو پردہ کیا جائے۔	۲۶۷
۱۴	کبوتر بازی، مرغ بازی وغیرہ حرام ہیں۔	//
۱۵	گیارہویں شریف کی فاتحہ میں کیا پڑھے۔	۲۶۸
۱۶	حقّے کے پانی سے وضو۔	۲۶۹
۱۷	سوتی یا اُونی موزے پر مسح۔	//
۱۸	حالتِ جنابت میں سلام کا جواب دینا۔	۲۷۰
۱۹	آیاتِ قرآنی کو بے وضو ہاتھ لگانا۔	۲۷۱
۲۰	معذور کے لیے نماز کے چند مسائل۔	//
۲۱	جنبی کے پسینے سے کپڑے ناپاک ہوتے ہیں یا نہیں۔	۲۷۲
۲۲	پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز ہوگی یا نہیں۔	۲۷۳
۲۳	شُبہ سے ناپاکی۔	//
۲۴	مُردہ جانوروں کی ہڈی پاک ہے۔	۲۷۵
۲۵	بچّے کا پیشاب ناپاک ہے۔	۲۷۶
۲۶	ناپاک لحاف کو پاک کرنا۔	//
۲۷	نجاست کا ایک مسئلہ۔	۲۷۷

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۲۸	نجاست کے بارے میں ایک اور مسئلہ۔	۲۷۷
۲۹	ہندوؤں کی اشیائے خوردنی مسلمان کے لیے جائز ہیں۔ مگر تقویٰ یہ ہے کہ پرہیز کیا جائے۔	۲۷۸
۳۰	لوح محفوظ کیا ہے۔	۲۷۹
۳۱	لوح محفوظ کی تحریر۔	//
۳۲	نسخ صحف میں ہے یا لوح میں۔	//
۳۳	ترکِ تدبیر اور اسباب پر مکمل اعتماد۔	۲۸۰
۳۴	سبقئ ازلی اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔	//
۳۵	حاکم حقیقی اللہ عزّ وجلّ ہے۔	//
۳۶	انبیاء کا علمِ غیب۔	۲۸۱
۳۷	حُقّے کا استعمال۔	۲۸۲
۳۸	حُقّے کے متعلق مزید تحقیق۔	۲۹۱
۳۹	بدمذہبوں کو دوست رکھنے والا امام۔	۲۹۵
۴۰	حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹ جائز ہے نہیں۔	۲۹۶
۴۱	حق حاصل کرنے کے لیے زبردستی کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۳۰۲
۴۲	فقہی مسائل میں مسلک کے علماء کی سند	//
۴۳	نماز عشاء کے وتر اور فرض۔	۳۰۳
۴۴	اثباتِ نبوت کے متعلق احادیث کے حوالے۔	۳۰۵
۴۵	عورت کن مردوں یا عورتوں کے سامنے جا سکتی ہے۔	//
۴۶	چاندی سونے کی گھڑیاں استعمال کرنا یا اعمال کے نکتۂ نظر سے سیم و زر کے چراغ جلانا۔	۳۱۸
۴۷	میّت کی تعزیت کی خاطر آنے والوں کی تواضع۔	۳۱۹

marfat.com

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
۴۸	جنّت میں روایت باری تعالیٰ۔	۳۲۷
	ماں باپ کے رکھے ہوئے نام اور لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے نام۔	،،
۴۹	اُستاد بدعقیدہ ہو جائے تو شاگرد اس کی تعظیم کرے یا نہ کرے۔	۳۳۲
۵۰	انبیاءِ کرام کی معصومیّت۔	۳۳۳
۵۱	کلمۂ توحید کا ذکر۔	۳۳۴
۵۲	کپڑے یا بدن کے کسی حصّے کی نجاست۔	۳۳۵
۵۳	ہلالِ عید نظر آنے کے بارے میں۔	۳۳۷
۵۴	پہلے دن کے بجائے دوسرے دن نمازِ عید پڑھنا۔	۳۴۰
۵۵	کسی درگاہ کا متولّی تولیّت کو منتقل کرنا۔	۳۴۱
۵۶	متولّیٔ اوقاف کی تولیّت۔	۳۴۴
۵۷	نماز بہ تعجیل پڑھنے والے کو ٹوکنا، کافروں، مشرکوں کو سلام کرنا اور ان کی تعظیم کرنا، نصاریٰ کو عادل کہنا اور ان کی کچہریوں کو صالت کہنا اور خلافِ دین باتوں کی لکھائی چھپائی۔	۳۴۷
۵۸	داستانِ امیر حمزہ کا عمرو عیار۔	۳۴۹
۵۹	اخبار اور شہادتِ شرعیہ۔	۳۵۰
۶۰	شہادت کی صورت میں "اشہد" کہنا ضروری ہے یا نہیں۔	۳۵۱
۶۱	روزے میں جبراً جماع کرنے پر صرف قضا ہو گی یا کفّارہ بھی؟	،،
۶۲	روزے میں کان کے ذریعے دماغ تک پانی کا جا پہنچنا۔	۳۵۲

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تعارف کتاب و مُصنّف

احکامِ شریعت

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسانی زندگی کا جو نسبعہ حیات قرآن اور اسوہ رسول کی صورت میں دیا ہے اسے شریعت کہتے ہیں اور یہی اسلامی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کرتی ہے۔ ہماری زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اسلام میں واضح احکامات موجود ہیں۔ ان احکامات میں عقائد عبادات انصاف معاش سماج ثقافت جہاں دیگر معاملات زندگی شامل ہیں اور اسلامی شریعت ان تمام موضوعات پر مسائل کے سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

اسلامی مسائل کا ماخذ قرآن و سنت قیاس اور اجماع ہے۔ اسلامی زندگی کے بنیادی اصول قرآن و سنت میں موجود ہیں مگر ایسے مسائل جو ہر خطہ کے مخصوص ماحول اور وقت گزرنے کے ساتھ اقدارِ زندگی میں تبدیلی کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں کتاب و سنت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں قیاس اور اجماع سے حل کیا جاتا ہے۔ طلوع اسلام سے لے کر آج تک سینکڑوں اللہ کے بندوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں آئے دن کے پیچیدہ مسائل کا جواب دیا اور بے شمار شرعی مسائل کی کتب آج تک لکھی جا چکی ہیں۔ احکام شریعت بھی انہی کتب کی ایک کڑی ہے جو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی تصنیف کردہ ہے۔

احکام شریعت ان سوال و جواب کا مجموعہ ہے جو اعلیٰ حضرت پر وقتاً فوقتاً شرعی احکام کے سلسلے میں کیے گئے ان میں زیادہ تر مسائل روزمرہ کی زندگی کے متعلق ہیں۔ یہ مسائل تین حصوں پر مشتمل ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت کے ملفوظات بھی ہیں۔ مسائل کے جوابات میں خوبی یہ ہے۔

marfat.com

کہ جن مسائل کے بارے میں کوئی واضح قرآنی حکم موجود ہے تو آپ نے پہلے اسے بیان کیا پھر اپنے جواب کی حمایت میں سند کے طور احادیث پیش کی ہیں۔ اگر کوئی مسئلہ قرآن و سنت میں واضح نہیں تو اسے سابقہ اہل سنت کے فتاووں کی مدد سے حل کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح یہ حقیقت بالکل واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے احکام شریعت کے مسائل کے جوابات میں بڑی دور اندیشی سے کام لیا ہے اور جوابات میں حق بات کہی ہے۔ ان خوبیوں کے پیش نظر روزمرہ کے مسائل جاننے کے لیے ہر عاقل اور بالغ مسلمان کے لیے اس کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت برصغیر پاک و ہند کی وہ شخصیت تھی جو تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں علم و عرفان کی دنیا میں مثل آفتاب چمکی اور برصغیر میں فروغ اسلام کے لیے انھوں نے گراں قدر خدمات اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو تاریخ پاک و ہند میں ایک سنہری باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ اہل اسلام کے عظیم محسن اور رہنما تھے۔

خاندان اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے آباؤ اجداد کا تعلق پٹھان خاندان کے قبیلہ بڑیچ سے تھا جو کسی زمانے میں قندھار میں رہتے تھے لیکن عہد مغلیہ میں وہاں سے ہجرت کر کے ہندوستان آگئے اور یہاں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کے خاندان کے اکثر افراد مغلیہ دور میں معزز عہدوں پر فائز رہے۔ آپ کے جد امجد حضرت محمد سعید اللہ خان صاحب شش ہزاری منصب پر فائز تھے اور شجاعت جنگ آپ کا خطاب تھا۔ ان کے صاحبزادے سعادت یار خاں صاحب کو حکومت کی طرف سے مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیل کھنڈ بھیجا گیا۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا صوبیدار بنانے کا شاہی فرمان آیا۔ لیکن وہ ایسے وقت آیا جبکہ وہ بستر مرگ پر تھے۔

marfat.com

پیدائش آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے آپ کا نام محمد رکھا گیا لیکن آپ کے والد ماجد اور دیگر عزیز و اقارب شفقت اور پیار سے احمد میاں کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ مگر آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا نام احمد رضا رکھا اور بعد ازاں آپ اسی نام سے مشہور ہوئے۔

شجرہ نسب آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن حضرت مولانا رضا علی خان مولانا حافظ محمد کاظم علی خان بن شاہ محمد اعظم خان بن مولانا محمد سعادت یار خان بن مولانا سعید اللہ خان آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان اور جد امجد مولانا رضا علی خاں اپنے زمانے میں متحدہ ہندوستان میں معروف عالم دین اور بلند پایہ مفتی اور صاحب دل تھے۔

حصول علم آپ نے دینی علوم اپنے والدِ ماجد ہی سے حاصل کیے آپ کے والد چونکہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ اس لیے اُنھوں نے خصوصی توجہ سے آپ کو ابتدا میں قرآن پاک ناظرہ پڑھانا شروع کیا حتیٰ کہ صرف چار برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد صرف و نحو کی کتابیں مولانا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان سے حاصل کیے۔ تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت حاصل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیبِ سر فرمائی۔

فتویٰ نویسی آپ کے والد ماجد نے تعلیم سے فارغ ہوتے ہی فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ آپ نے پہلا فتویٰ دستار بندی کے اگلے روز ۱۵ شعبان ۱۲۸۶ھ کو لکھا۔ اس کے بعد آخری دم تک فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ "فتاویٰ رضویہ" آپ کا بلند پایہ شاہکار ہے اور بارہ ضخیم جلدوں میں ہے جو فقہ حنفی کا نہایت تحقیقی جامع اور قابل قدر ذخیرہ ہے۔

marfat.com

علوم وفنون میں بلند مقام کا حصول

آپ نے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا اور خاص کر درسی کتب میں کمال درجہ تک مہارت تھی۔ اس میں شک نہیں کہ آپ نے درسی علوم اپنے اساتذہ سے حاصل کیے لیکن ان درسی علوم کے علاوہ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر بے شمار علوم حاصل کیے اور خاص کر مندرجہ ذیل علوم میں آپ کو وہ عروج اور کمال حاصل ہوا کہ جس کا اعتراف محققین اور علماء کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام نحو، صرف، معانی، بیان، منطق، بدیع، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیت، ریاضی، ہندسہ، قرأۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، تعت، ادب، ارثما طبق، جبد و مقابلہ، حساب سینی، لوگارثاث، توقیت، مناظرہ و مرایا، اکر، ریحات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیت جدیدہ مربعات، زائرچہ، عروض و قوانی، نجوم، فن تاریخ، نظم و نثر فارسی، وغیرہ۔

محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ "ایک بار صدر اکہ مایۂ ناز (مقامات) شکل حمامی اور شکل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتابی کی (وہی کیفیت؟) دیکھی تو اپنی تحقیق بیان فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ حمامی کی حماریت بے پردہ ہوگئی اور عروسی کا عروس ختم ہوگیا۔ مسئلہ بخت و اتفاق شمس بازغہ کا سرمایہ تفلست ہے۔ مگر اس بارے میں اعلیٰ حضرت کے ارشادات جب مجھ کو ملے تو اقرار کرنا پڑا کہ ملا محمود اگر آج ہوتے تو اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کرنے کی حاجت محسوس کرتے۔ اعلیٰ حضرت نے کسی ایسے نظریے کو کبھی صحیح و سلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم رہ سکے اگر آپ وجود فلک کو جاننا چاہتے ہوں اور زمین و آسمان دونوں کا سکون سمجھنا چاہتے ہوں اور سیاروں کے بارے کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہوں تو ان رسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰ حضرت کے رشحات قلم ہیں اور یہ راز آپ پر ہر جگہ کھلتا جائے گا کہ منطق و فلسفہ و ریاضی والے

marfat.com

اپنی راہ کے کس موڑ پر کج رفتار ہو جاتے ہیں۔

بے مثل قوت حافظہ

اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ بے نظیر تھی۔ آپ کی بے مثل ذہانت اور حیرت انگیز قوت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تکمیل فتویٰ میں جو حضرات آپ کے معاون ہوتے جب انہیں کوئی جزئیات فقہ کتب فقہ میں نہ ملتیں تو آپ ان کی راہنمائی فرماتے اور یہاں تک فرما دیتے کہ یہ فلاں کتاب جلد فلاں کے فلاں صفحہ اور سطر میں ہے اور واقعی جب فقہ کی کتب میں وہ جزئیات تلاش کی جاتیں تو وہ واقعی اسی کتاب اور صفحہ پر ہوتیں جہاں اعلیٰ حضرت نے بتایا ہوتا۔ مولانا حسین احسان ابتدائی تعلیم میں آپ کے ہم سبق تھے۔ ان کی روایت ہے کہ "شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ کبھی چوتھائی سے زیادہ کتاب اُستاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھ کر یاد کر کے سنا دیا کرتے"۔

آپ کی قوت حافظہ کا اندازہ اس طرح بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے افتاء وغیرہ کی مشغولیت کے باوجود صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ بعض لوگ آپ کے نام کے ساتھ حافظ کا لفظ لکھ دیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ان بندگانِ خدا کا کہنا غلط نہ ہو ہمیں قرآن پاک یاد ہی کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں عشاء کے بعد تراویح میں حافظ صاحب سے پارہ سن کر دور فرما لیتے اس طرح رمضان شریف کے تیس دنوں میں پورا قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا انعام بھی تھا اور حافظے کی کرامت بھی۔

اگر کوئی با آوازِ بلند قرآن پاک پڑھ رہا ہوتا اور اعراب کی غلطی کرتا تو آپ کتنے ہی مصروف کیوں نہ ہوتے اسے فوراً ٹوک دیتے تھے اور اصلاح فرما کر یہ بھی بتا دیتے کہ وہ کس پارے کے کس رکوع کی کس آیت کے کس لفظ پر لغزش کا شکار ہوا ہے۔

بیعت و خلافت

آپ میں حصولِ روحانیت کا جذبہ فطری طور پر موجود تھا اور جونہی آپ جوان ہوئے تو اس میں خود بخود نکھار پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ لیکن راہنمائی کے لیے پھر بھی کسی رہبر کامل کی ضرورت تھی۔ چنانچہ آپ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان

marfat.com

کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت شاہ آل رسول مارہروی اپنے دور سلوک وطریقت میں امام الاولیاء تھے اور انھوں نے یک نگاہ میں آپ کو کامل کر دیا پھر آپ کے مرشد نے آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔

یہ دیکھ کر دیگر حاضرین کو رشک ہوا اور عرض کی حضور! اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! تم "احمد رضا" کو کیا جانو۔ یہ فرما کر رونے لگے اور فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا اور فرمایا کہ یہ چشم وچراغ خاندانِ برکات ہیں اوروں کو تو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بالکل تیار آئے تھے انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

آپ کو صوفیاء کے مختلف سلاسل میں خلافت حاصل تھی۔ مگر سلسلہ قادریہ کو آپ نے بہت فروغ دیا۔

سعادت حج وزیارت حرمین

بیعت سے ایک سال بعد یعنی ۱۲۹۵ھ حج میں آپ کو اپنے والدین کی معیت میں پہلی بار حج بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں حرمین وشریفین کے اکابر علماء اور شیوخ سے آپ کی ملاقاتیں رہیں مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمٰن سراج وغیرہم۔ ان دو حضرات سے آپ نے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ اسی سفر مقدس میں آپ نے نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی۔ بعد از نماز امام شافعیہ حسین بن صالح بغیر کسی تعارف کے آگے بڑھے اور اعلیٰ حضرت کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی پیشانی کی طرف دیکھتے رہتے ہیں اور جوشِ عقیدت میں ان کے منہ سے نکلتا ہے۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنَ۔

بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں۔

بعد ازاں شیخ حسین بن صالح کو اعلیٰ حضرت نے صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے تحفظ خاص سے عنایت فرمائی اور ان کا نام شیخ ضیاء الدین احمد

marfat.com

رکھا۔ شیخ نے اپنی ایک کتاب "الجواہر المضیۃ" پر شرح لکھنے کی فرمائش کی۔

جب آپ دوسری دفعہ حج کو گئے تو وہاں طبیعت علیل ہوگئی محرم کے آخری دنوں میں طبیعت بحال ہوئی تو آپ نے غسل فرمایا پھر آپ نے دیکھا کہ یکدم بادل چھا گئے ہیں حرم شریف تک پہنچتے ہوئے بارش شروع ہوگئی اسی اثناء میں آپ کو ایک حدیث یاد آگئی کہ جو بارش میں طواف کرے تو رحمت الٰہی میں تیرتا ہے آپ نے اسی وقت حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف شروع کر دیا لیکن آپ نے محسوس کیا کہ آپ دوبارہ بخار میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ مولانا سید اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک ضعیف حدیث کے لیے اپنی صحت کی پرواہ نہ کی آپ نے جواب دیا کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر الحمدللہ امید قوی ہے۔

شعر گوئی میں آپ کا مقام

اعلیٰ حضرت کو شعر گوئی میں بھی بہت بلند مقام حاصل تھا اور آپ کی شعر گوئی مدحت رسول کے ساتھ وابستہ ہے یعنی آپ کی شاعری کا مقصد صرف نعت گوئی ہے پھر شعر و ادب میں نعت گوئی ایک مشکل صنف ہے کیونکہ عام شاعر آزاد ہوتا ہے لیکن نعت گوئی میں یہ آزادی نہیں بلکہ نعت گوئی میں ہر مقام پر تعظیم اور حدود شرع کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ آپ کی زبان و بیان بڑی دلکش اور جاذب ہے پھر آپ نعت گوئی میں عشق رسول کے بحر بیکراں میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں آپ نے اپنے اشعار میں جس چیز پر زیادہ زور دیا وہ عشق رسول کی پاس داری ہے اور یہی درس آپ نے اپنی نعت گوئی میں دیا ہے کہ جب تک مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو عقیدت اور محبت کا مرکز نہیں بنائیں گے وہ نجات نہیں پا سکتے۔

کلام رضا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رسول اکرمؐ کو باطنی آنکھ سے سامنے دیکھ کر جو قلبی واردات آپ پر پیدا ہوتی ہے آپ اسے کہہ ڈالتے ہیں جس سے شعر میں سوز و محبت اور مدحت رسول کا ایسا انداز پیدا ہوتا ہے کہ ہر درد رکھنے والا مسلمان آپ کے اشعار کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتا ہے۔

علوم قرآن میں مہارت

اعلیٰ حضرت کو علوم قرآن میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ آپ کے علم قرآن کا اندازہ آپ کے قرآن پاک کے

marfat.com

ترجمے کنزالایمان سے بخوبی لگایا جا سکتا۔ جو دیگر تراجم سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے آپ نے ترجمے میں آداب اور حقائق کی وضاحت کو ہر ممکن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے اور کسی مقام پر بھی ترجمہ قرآن پاک کی اصل حقیقت اور روح سے دُور نہیں ہوتا۔ کنزالایمان گوناگوں خوبیوں کی بنا پر بہت مشہور ہے۔

آپ نے فتویٰ میں جن قرآنی آیات سے استنباط کر کے مسائل کا حل پیش کیا ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے نہایت ہی موزوں ہیں جس سے علوم قرآن میں آپ کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر آپ کو قرآن پاک کی تلاوت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ بارہا آپ جب تلاوت فرماتے تو اشک بار ہو جاتے۔

اعلیٰ حضرت کا علم حدیث

قرآنی حقائق اور مسائل کی اس وقت تک وضاحت نہیں ہو سکتی جب تک کہ صحیح علم حدیث نہ ہو۔ اس لیے احیائے دین کے لیے قرآن پاک کے علاوہ حدیث و سنت مطہرہ پر کامل عبور کا حاصل ہونا نہایت ہی ضروری ہے لہٰذا امام احمد رضا خاں بریلویؒ علم الحدیث میں بھی بڑے راسخ تھے۔ چونکہ آپ کے علم الحدیث کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جتنی احادیث فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت آپ کے پیش نظر تھیں۔

علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے، اُٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب و تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے سلسلے میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

علم فقہ میں اعلیٰ حضرت کا مقام

اعلیٰ حضرت علم فقہ میں بھی منبر کے عالم دین تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں جو علمی گہرائی پائی جاتی ہے۔ وہ دوسرے فتوؤں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور خاص کر اختلافی مسائل میں انھوں نے جو سینکڑوں چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے ہیں اور ان میں جس

marfat.com

اسلوب اور بخوبی کے ساتھ فقہ حنفی کی حمایت کرتے ہوئے ان اختلافی مسائل کا حل پیش کیا ہے وہ آپ کے علم وفضل کا منہ بولتا ثبوت ہے اور آپ کی علم فقہ میں اس مہارت کا اعتراف بے شمار علماء نے کیا ہے۔

آپ اہل علم کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس عموماً علماء کرام تشریف لاتے رہتے تو آپ حسب توفیق ان کی خدمت کرتے اور حسب مراتب کسی کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ فرماتے۔

فتویٰ صادر کرنے کی خداداد صلاحیت

فتویٰ صادر کرنے کی صلاحیت آپ میں خدا داد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ استفتاء ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیان مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں۔ اتنی آوازوں میں اس قدر جداگانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا، جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح، مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط، زبانی سوالات کے تشفی بخش جوابات عطا ہو رہے ہیں اور فلسفیوں کے اس خبط (لَا یَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ اِلَّا الْوَاحِد۔) ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے۔) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامۂ سوالات و جوابات میں بڑے بڑے اکابر علم و فن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں، وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرما دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرما دیا کرتے تھے۔

تصانیف

آپ کی تصانیف بے شمار ہیں چودہ سال کی عمر سے آپ نے مسلسل لکھنا شروع کیا اور آخری دم تک لکھتے رہے اس عرصہ کے دوران آپ نے تقریباً ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھیں جن میں چھوٹی بڑی کتب اور رسائل سبھی

marfat.com

شامل ہیں جو موضوع کے اعتبار سے مختلف علوم پر محیط ہیں۔

آپ کی سب سے بڑی کتاب فتاویٰ رضویہ ہے جو بارہ جلدوں میں ہے جس میں مسائل کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے پڑھنے والے حضرات فوراً مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

تصنیف و تالیف کا زیادہ کام آپ نے عمر کے آخری حصہ میں کیا اس کے بارے حضرت سید ابو برکاتؒ فرماتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت کی عمر ۵۰ برس ہو گئی تو آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیف و تالیف کی طرف مبذول کر دی اور اسی زمانے میں آپ نے زیادہ کتب تحریر کی ہیں۔

تحریک پاکستان کی حمایت

اعلیٰ حضرت اور آپ کے ساتھیوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں دو قومی نظریے کا پوری طرح پرچار کیا آپ کے خلفاء صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی اور بعد ازاں اس پلیٹ فارم سے انھوں نے تحریک پاکستان کے لیے بہت کام کیا۔

اخلاق و عادات

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نائب غوث الاعظم مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ، نہایت عمدہ اور اچھے اخلاق و عادات کے مالک تھے۔ پوری زندگی حب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری۔ اپنی ذات کے لیے نہ کبھی کسی سے انتقام لیا نہ کبھی شکایت کی۔ البتہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہوتا تو کسی سے ہرگز رعایت نہ کرتے۔ نماز پنجگانہ با جماعت نہایت اہتمام سے ادا کرتے حتیٰ کہ شدید بیماری کی حالت میں بھی کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں آتے اور جماعت سے نماز ادا فرماتے۔

فرض نماز عمامے اور انگرکھے کے بغیر ہرگز نہ ادا فرماتے۔ ایک موقع پر شدید علالت کی وجہ سے نماز میں قرأۃ دشوار ہو گئی تو آپ فرائض اور سنن کسی اور کی اقتداء میں ادا

marfat.com

کرتے۔ فرضی روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتے۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں طبیعت سخت علیل ہوگئی۔ طبیبوں کے کہنے کے باوجود آپ نے روزہ افطار نہ کیا۔ روزے کی برکت سے صحت بھی حاصل ہوگئی۔

آپ رات کو سوتے وقت نام اقدس "محمد، صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں استراحت فرماتے سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ کسی چیز کے دینے اور لینے میں ہمیشہ دایاں ہاتھ بڑھاتے۔ کبھی قہقہہ نہ لگاتے صرف تبسم فرماتے۔ قبلہ کی طرف کبھی پاؤں دراز نہ کرتے اور نہ ادھر منہ کر کے تھوکتے۔ آہستہ آہستہ چلتے۔ اکثر نگاہیں نیچی رکھتے۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔ آپ جب کوئی حدیث یا آیت کریمہ بیان کر رہے ہوتے تو قطع کلام کرنے والے کو ادب سکھاتے۔ نہایت سخی اور سیر چشم تھے۔ جو دروازے پر آتا خالی نہ جاتا۔ غریبوں ناداروں، طالب علموں، یتیموں اور بیواؤں کے وظائف مقرر تھے۔ بیرونی ضرورت مندوں کو بذریعہ منی آرڈر رقمیں بھیجتے۔ روپیہ پیسہ جمع نہ رکھتے، فوراً تقسیم فرما دیتے، ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں نے کبھی ایک پیسہ بھی زکوٰۃ کا نہیں دیا کیونکہ میرے پاس کبھی اتنی رقم جمع ہی نہیں ہوئی کہ سال گذر جانے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

وصال آپ کا وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء جمعۃ المبارک کو دن کے ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر عین اذان کے وقت ہوا آپ کے چاہنے والوں کو بے حد صدمہ ہوا وصال کے بعد آپ کے جنازہ کو بصد احترام بریلی شریف میں دفن کر دیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

مسئلہ۔ جانوروں کی حرمت ۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ حج کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس

marfat.com

مسئلہ میں کہ کھانا جھینگہ کا درست ہے یا نہیں ؟ مکروہ ہے یا حرام ؟ مع دستخط و مہر کے جواب تحریر فرمائیے۔

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں۔ تو جن بعض کے خیال میں جھینگہ مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہونا ہی چاہیے۔ مگر فقیر نے کتب لغت و طب و کتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے۔ قاموس میں ہے۔

الاجواب الاربیان بالکسر سمك کالدود۔

اربیان ہمزہ کے زیر کے ساتھ۔ ایک مچھلی ہے مکوڑے کی طرح۔

صحاح و تاج العروس میں ہے:

الاربیان بیض من السمك کالدود ویکون بالبصرۃ۔	اربیان مکوڑے کی طرح سفید مچھلی ہوتی ہے جو بصرہ میں پائی جاتی ہے۔

صراح میں ہے:۔

اربیان نوعی از ماہی ست	اربیان ایک قسم کی مچھل ہے۔

منتہی الارب میں ہے:۔

اربیان نوعی از ماہی ست کہ آنرا ہندی جھینگا می گویند۔	اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے جس کو اُردو میں جھینگا کہتے ہیں۔

مخزن میں ہے۔

روبیان و اربیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیاں و ماہی میک و ہندی جھینگا مچھلی نامند	روبیان کو اربیان بھی کہتے ہیں فارسی میں روبیاں مچھلی اور میک مچھلی اور ہندی میں اس کا نام جھینگا مچھلی ہے۔

تحفۃ المومنین میں ہے۔

بفارسی ماہی روبیان نامند	فارسی میں مچھلی کا نام روبیان ہے۔

تذکرہ داؤد انطاکی میں ہے:

marfat.com

ر وبیان اسم نصرب من السمك یکثر بجر العراق و القام احمر کثیر الارجل نحو السرطان لکنه اکثر لحما۔ حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں ہے۔	روبیان ایک قسم کی مچھلی کا نام ہے جو عراق اور قام کے سمندر میں بکثرت پائی جاتی ہے سرخی مائل کیکڑے کی طرح بہت سے پاؤں والی لیکن اس میں گوشت زیادہ ہوتا ہے
الروبیان ھو سمك صغیر جدا احمر۔	روبیان بہت چھوٹی مچھلی ہے اور وہ بہت سرخ ہوتی ہے۔

تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون و تصریح معراج الدرایۃ مطلقاً حلال ہونا چاہیے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے۔

والطافی لیس نوعا براسه بل وصف یعتری کل نوع ۔	اور طافی کوئی خاص قسم نہیں بلکہ ایک وصف ہے جس کی طرف ہر نوع کی نسبت ہوتی ہے۔

اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب آئمہ کے نزدیک حلال ہیں۔
ردالمختار میں ہے و فی معراج الدرایہ:

ولو وجدت سمکة فی خوصلة طائر تؤکل وعند الشافعی لا تؤکل لانه کالرجیع و رجیع الطائر عنده نجس وقلنا انما یعبر رجیعا اذا تغیر وفی السمك الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفه فقال اصحابه لا یحل اکله لان رجیعه نجس وعند سائر الائمة یحل۔	اگر تو پرندہ کی پوٹ میں مچھلی پائے تو کھائی جائے گی اور امام شافعی کے نزدیک کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ بیٹھ کی طرح ہے امام شافعی کے نزدیک پرندوں کا پیٹ ناپاک ہے اور ہم کہتے ہیں پیٹ اس وقت ہوگی جبکہ وہ چیز بدل گئی اور وہ چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک کیے بغیر انہیں پکایا جاتا ہے شوافع کہتے ہیں ان کا کھانا حلال نہیں کیونکہ پرندہ کی پیٹ نجس ہے اور تمام ائمہ کے نزدیک حلال ہے۔

marfat.com

مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

حیث قال السمك الصغار کلها مکروهة کراهة التحریم هو الاصح۔

جبکہ کہا ہے تمام چھوٹی مچھلیاں مکروہ تحریمی ہیں۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور گنگچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے ماہی سقنقور۔ حالانکہ وہ نا کے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے اور ہمارے ائمہ سے حلت روبیان میں کوئی نص معلوم نہیں اور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح وارد ہوگی۔ بہرحال ایسے شبہ واختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمذنب احمد رضا

کتبہ،

عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ صبح۔

مسئلہ ۲۔ لفظ ندا اور وسیلہ کا ثبوت اور دلائل

کیا فرماتے ہیں علمائے فحول ومفتیان ذوی العقول اس مسئلہ میں کہ کہنا "یارسول اللہ" "یاولی اللہ" کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم کو "یا مشکل کشا علی" وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب مع دستخط کے مرحمت فرمایئے تاکہ میں صاف صاف لوگوں کو سمجھادوں اور عربی آیت وحدیث جہاں آئے اس کا ترجمہ بزبان اُردو تحریر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب جائز ہے جبکہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے

marfat.com

اور انہیں باذنِ الٰہی والمدبّرات امر۔ اسے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں مل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیے بغیر کوئی ایک حبّہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا۔ پلک نہیں ہلا سکتا اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعاء تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں کہیں:

یا محمد انی اتوجّہ بک الیٰ ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی لی۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں حضور کے وسیلے کے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت کیلئے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔

اور بعض روایات میں ہے۔

لتقضی لی یارسول اللہ۔

تاکہ حضور میری یہ حاجت پوری فرمادیں

ان نابینا نے بعد نماز یہ دُعا کی، فوراً آنکھیں کھل گئیں۔

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو بتائی۔ انہوں نے بعد نماز یوں ہی ندا کی یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے حاجت میں اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ ان کی حاجت بھی پوری ہوئی۔ پھر علماء ہمیشہ اسے تضائے حاجات کے لیے لکھتے آئے۔ نیز حدیث میں ہے۔

اذا اراد عونا فلیناد اعینونی یاعباد اللہ۔

جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے تو پکارے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

فتاوٰی خیریہ میں ہے۔

قولھم یاشیخ عبد القادر نداء فما الموجب لحرمتہ۔

یا شیخ عبد القادر کہنا ندا ہے۔ اس کے حرام ہونے کا کیا سبب ہے۔

marfat.com

فقیر نے اس بارے میں ایک مختصر رسالہ "انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ" لکھا۔ وہاں دیکھیے کہ زمانہ رسالت سے ہر قرن و زمانہ کے ائمہ و علما و صلحا میں وقت مصیبت محبوبانِ خدا کو پکارنا کیسا شائع ذائع رہا ہے۔ وہابیہ کے طور پر معاذ اللہ صحابہ سے آج تک وہ سب بزرگان دین مشرک ٹھیرتے ہیں۔

ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۔ ناپسندیدہ لباس اور نماز

۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحم کرے اللہ تعالےٰ آپ لوگوں پر اور برکت دے علم میں کہ فیض پہنچاتے ہیں علم سے اپنے خلائق کو اس قول میں کہ وردی جو سپاہی پولیس کے پہنتے ہیں اور دھوتی جو کہ کفار پہنتے ہیں اس کو پہن کر نماز مکروہ ہے یا کہ مکروہ تحریمی؟ بینوا توجروا۔

الجواب وہ وردی پہن کر نماز مکروہ ہے۔ خصوصاً جبکہ سجدہ بروجہ مسنون سے مانع ہو۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے۔

الاسکاف او الخیاط اذا استؤجر علی خیاط شئ من ذی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلک کثیرا جرلا یستجب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ۔

موچی اور درزی جب کسی ایسی چیز کے سینے کا اجارہ کرے جو فاسقوں کا لباس ہے اور اس کے لیے اسے اُجرت بھی زیادہ ملے تو اسے وہ کام نہ کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کام کا کرنا گناہ پر مدد کرنا ہے۔

اور دھوتی باندھ کر بھی مکروہ ہے کہ اگر لباس ہنود وغیرہ نہ ہو تو کپڑے کا پیچھے گھرسنا ہی نماز کو مکروہ کرنے کے لیے بس ہے:۔

لنھیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑے

marfat.com

وسلم عن کف ثوب اوشعر۔ اور بال سمیٹنے کو منع فرمایا۔

لانگ پیچھے نہ گھرسیں تو وہ دھوتی نہیں تہ بند ہے اور اس میں کچھ کراہت نہیں بلکہ سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

عبدہ المذنب احمد رضا

کتبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ۔ کافر کا جھوٹا کھانے سے پرہیز

۱۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت کہ جھوٹا کافر کا پاک ہے یا ناپاک؟ اگر کوئی کافر سہواً یا قصداً حقہ یا پانی پی لے کیا حکم ہے؟ ترجمہ بزبان اُردو ضرور بالضرور ہر مسئلہ میں تحریر فرماتے جایئے تاکہ عام لوگ بخوبی سمجھ لیا کریں۔ بینوا توجروا کثیر۔

الاجواب کافر ناپاک ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

انما المشرکون نجس۔ بے شک کافر ناپاک ہیں۔

یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے۔ پھر اگر شراب وغیرہ نجاستوں کا اثر ان کے منہ میں باقی ہو تو ناپاکی ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت ان کا جھوٹا ضرور ناپاک ہے اور حقہ وغیرہ جس چیز کو ان کا لعاب لگ جائے گا ناپاک ہو جائے کی تنویر الابصار میں ہے۔

سور شارب خمر فور شربھا شراب پینے کے بعد شرابی کا جھوٹا اور

دھرۃ فور اکل فارۃ نجس۔ چوہا کھانے کے بعد بلی کا جھوٹا ناپاک ہے

یونہی اگر کافر شراب خور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی۔ تو جب تک مونچھ دُھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کر دے گی۔

درمختار میں ہے:

لو شاربہ طویلا لا یستوعبہ اللسان فنجس ولو بعد اگر اس کی مونچھیں اتنی لمبی ہوں کہ ان تک زبان نہ پہنچ سکے تو نجس ہے اگرچہ کچھ دیر کے بعد

marfat.com

زمان۔ ہی پیے۔

اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو تو اس کے جھوٹے کو اگرچہ کُتے کے جھوٹے کی طرح ناپاک نہ کہا جائے گا:

فی التنویر والدر رسوراد می مطلقاً ولو جنبا او کافر اطاھی الفم طاھر اھ	تنویر اور درر میں ہے مطلقاً آدمی کا جھوٹا پاک ہے اگرچہ جنبی ہو یا کافر ہو بشرطیکہ اس کا منہ پاک ہو۔

مختصر اگر ہر چیز کہ ناپاک نہ ہو طیب و بے دغدغہ ہونا ضرور نہیں۔ رنیٹھ بھی تو ناپاک نہیں، پھر کون عاقل اسے اپنے لب و زبان سے لگانے کو گوارا کرے گا؟ کافر کے جھوٹے سے بھی بحمداللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت ہے اور یہ نفرت ان کے ایمان سے ناشی ہے۔

وفی رفعہ عن قلوبھم اسقاط شناعۃ الکفرۃ عن اعینھم او تخفیفھا وذلک غش بالمسلمین وقد صرح العلماء کما فی العقود الدریۃ وغیرھا ان المفتی انما یفتی بما یقع عندہ من المصلحۃ ومصلحۃ المسلمین فی ابقاء النفرۃ عن الکفرۃ لا فی القائھا۔	اور ان کے دلوں سے اس کے اُٹھانے میں ان کی آنکھوں سے کفار کی بُرائی دور کرنا ہے یا کم کرنا اور یہ مسلمانوں کے ساتھ دھوکا ہے اور محقق علماء نے تصریح کی ہے جیسا کہ عقود دریہ وغیرہ میں ہے بیشک مفتی وہ فتوی دے جس میں مفتی کے نزدیک مسلمانوں کی بھلائی ہو۔ اور مسلمانوں کا بھلا کافروں سے نفرت باقی رکھنے میں ہی ہے نہ کہ اس نفرت کے ختم کرنے میں۔

ولہذا جو شخص دانستہ اس کا جھوٹا کھائے پیے مسلمان اس سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ وہ مطعون ہوتا ہے۔ اس پر محبت کفار کا گمان ہو جاتا ہے اور حدیث میں ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقف مواقف التھم۔	جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

marfat.com

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایاك ومایسوء الاذن ۔ اس بات سے بچ جو کان کو بُری لگے۔

رواہ الامام احمد عن ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی الطبقات والعسکری فی الامثال وابن مندۃ فی المعرفۃ والخطیب فی المؤتلف کلھم عن ام الغاویۃ عمۃ العاص بن عمرو الطفاوی وعبداللہ بن احمد الامام فی زوائد المسند وابونعیم وابن مندۃ کلاھما فی المعرفۃ عن العاص المذکور مرسلا وابو نعیم فیھا عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنھم ۔

نیز بہت حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ایاك وکل امر یعتذر منہ ۔ ہر اس بات سے بچ جس کا عذر کرنا پڑے۔

رواہ الضیاء فی المختارۃ والدیلمی کلاھما بسند حسن عن انس والطبرانی فی الاوسط عن جابر وابن بنیع ومن طریقۃ العسکری فی امثالہ والقضاعی فی مسندہ معًا والبغوی ومن طریقۃ الطبرانی فی اوسطہ والمخلص فی السادس من فوائدہ وابومحمد الابراھیمی فی کتاب الصلوٰۃ وابن النجار فی تاریخہ کلھم عن ابن عمرو الحاکم فی صحیحہ والبیھقی فی الذھد والعسکری فی الامثال وابونعیم فی المعرفۃ عن سعد ابی وقاص واحمد وابن ماجۃ بسند احسن وابن عساکر عن ابی ایوب الانصاری کلھم رافعیہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والبخاری فی تاریخہ والطبرانی فی الکبیر وابن مندۃ عن سعد بن عمارۃ من قولہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم :

بشروا ولا تنفروا رواہ الائمہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔

پھر اس میں بلاوجہ شرعی فتح باب غیبت ہے اور غیبت حرام (فما ادی الیہ فلا

marfat.com

اقل ان یکون مکرھا۔ تو دلائل شرعیہ واحادیث صحیحہ سے ثابت ہُوا کہ کافر کے جھوٹے سے احتراز ضرور ہے:

وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان بل والمکان کما تشھد بہ فروع جمعہ فی کتب الائمہ ھٰذا ما عندی وبہ افتیت مرارا واللہ ربی علیہ متمدی والیہ مستندی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اور بہت سے احکام وقت اور جگہ کے بدلنے سے مختلف ہو جاتے ہیں اس کی شہادت وہ فروعی مسائل ہیں جو کتب ائمہ میں جمع ہیں۔ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے اور میں نے اس کے ساتھ کئی بار فتوی دیا ہے اور اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری سند ہے اور اللہ پاک وبلند خوب جانتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ سہواً فرض کی نیت کی بجائے سنت کی نیت

ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک شخص نماز ظہر کی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے بعد چار سنت پڑھنے کے سہواً پھر چار سنت کی نیت باندھ لی اور اس کو چار فرض چاہیے تھے۔ جس وقت کہ وہ دو رکعت نماز ادا کر چکا اس کو خیال ہوا کہ اب مجھ کو فرض پڑھنا تھے۔ پس اس نے اپنے دل میں فرضوں کی نیت باندھ لی کہ میں فرض پڑھتا ہوں۔ اور اس نے دو رکعت پیشتر کی بہ نیت سہواً سنت ادا کی اور دو رکعت آخر کی بہ نیت فرض کے خالی الحمد کے ساتھ پڑھی۔ در ایں صورت کہ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت۔ بینوا توجروا۔

الاجواب یہ نماز فرض ہوئی نہ سنت۔ فرض تو یوں نہ ہوئے کہ پہلی دو رکعتوں میں نیت فرض کی نہ کی تھی اور فعل کے بعد نیت کا اعتبار نہیں۔

marfat.com

فی الدر المختار لامبرة بنیة متاخرة عنها علی المذهب ۔ اور دو رکعت اخیر میں اگر فرض کی نیت اس نے تیسری رکعت کی پہلی تکبیر کے وقت بحال قیام نہ کی جب تو یہ نیت ہی لغو ہے اور اگر اس وقت کی تو اب وہ پہلی نیت سے نماز فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر چار پوری پڑھ لیتا فرض ہو جاتے۔ مگر اس نے دو پر قطع کر دی لہٰذا یہ بھی فرض نہ ہوئے۔

فی الدر المختار یفسدها انتقاله من صلوٰة الی مغایرتها فی رد المختار بان ینوی بقلبه مع التکبیرات الانتقال المذکور قال فی النهر بان صلی رکعة من الظهر مثلا ثم افتتح العصر او التطوع بتکبیرة فان کان صاحب ترتیب کان شارعا فی التطوع عندهما خلافا لمحمد او لم یکن بان سقط للضیق او للکثرت صح شروعة فی العصر لانه نوی تحصیل ما لیس بحاصل فخرج عن الاول فمناط الخروج عن الاول صحة الشروع فی المغایر ولو من وجه (ف)

درمختار میں ہے فاسد کرتا ہے نماز کو انتقال اس کا ایک نماز سے دوسری نماز کی طرف جو پہلی نماز کے مغائر ہو۔ شامی میں ہے جیسے آدمی اپنے دل کے ساتھ نیت کرے تکبیرات کے ساتھ انتقال مذکور کی مصنف نہر نے کہا ہے جیسے نمازی نے ظہر کی مثلاً ایک رکعت پڑھی پھر عصر شروع کر دی یا نفل تکبیر کے ساتھ شروع کر دیے۔ پس اگر وہ صاحب ترتیب ہے شیخین کے نزدیک وہ نفل شروع کرنے والا ہے امام محمد کا اختلاف ہے یا نہیں ہوا ساقط ہوئی بوجہ تنگی وقت کے یا واسطے کثرت کے درست ہے شروع ہونا اس کا عصر میں کیونکہ اس نے ایسی چیز کے حاصل کرنے کی نیت کی ہے جو اسے حاصل نہیں پس پہلی نماز سے نکل گیا پس پہلی نماز سے نکلنے کا دارومدار صحت شروع ہے پہلی نماز سے مغائر نماز میں اگرچہ تغائر من وجہ ہو۔

اور سنت نہ ہونا ظاہر ہے کہ سنتیں تو پڑھ چکا ہے بلکہ اگر سنتیں نہ پڑھی ہوتیں

marfat.com

اور تیسری یا کسی رکعت کی تکبیر اول کے وقت نیت فرض کی کرلیتا جب بھی سنتیں نہ ہوتیں کہ وہ اس نیت کے سبب فرض کی طرف منتقل ہوگیا۔ بہرحال یہ رکعتیں نفل ہوئیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۶ ربیع الآخر ۔ فرض کی آخری دو رکعتوں میں سہواً سورت پڑھنا

شریف سنہ ۱۳۲۰ھ صحح کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز فرض پڑھتا ہے اور اس نے سہواً پچھلی دو رکعت میں بھی بعد الحمد کے ایک ایک سورت پڑھی۔ بعدہٗ سلام پھیرا۔ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت؟ جیسا ہو ویسا ہی معہ دستخط مہر کے ارقام فرمایئے اور اگر وہ سجدہ سہو کرلیتا تو اس کی نماز فرض ہوجاتی یا نہیں؟

الاجواب فرض ہوئے اور نماز میں کچھ خلل نہ آیا۔ اس پر سجدۂ سہو تھا۔ بلکہ اگر قصداً بھی فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملائے تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے۔ بلکہ بعض ائمہ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق میں ہے۔ امام کے لیے ضرور مکروہ ہے۔ بلکہ مقتدیوں پر گراں گزرے تو حرام۔ درمختار میں ہے۔

ضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وھل یکرہ فی الاخریین المختار لا۔

فرضوں کی دو پہلی رکعتوں میں سورۃ کا ملانا فرض ہے اور کیا پچھلی دو رکعتوں میں مکروہ ہے؟ مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:۔

ای لا یکرہ تحریما بل تنزیھا لانہ خلاف السنۃ قال فی

یعنی مکروہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ یہ منیہ اور اس کی

marfat.com

المنية وشرحها فان ضم السورة الى الفاتحة ساهيا تجب عليه سجدتا السهو فى قول ابى يوسف لتاخير الركوع عن محله وفى اظهر الروايات لاتجب لان القراءة فيهما مشروعة من غير تقدير والاقتصار على الفاتحة مسنون لاواجب اھ وفى البحر عن فخر الاسلام ان السورة مشروعة فى الاخريين نفلا وفى الذخيرة انه المختار وفى المحيط هو الاصح اھ والظاهر ان المراد بقوله نفلا بجواز المشروعية بمعنى عدم الحرمة فلا ينافى كونه خلاف الاولى كما اذا دة فى الحلبة اھ مافى رد المحتار. اقول لفظ الحلية ثم الظاهر اباحتها كيف لا وقد تقدم من حديث ابى سعيد الخدرى فى صحيح المسلم وغيرة انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقرؤ فى صلوٰة الظهر فى الركعتين الاوليين قدر ثلثين

شرح میں کہا ہے۔ پس اگر یا اس نے سورۃ کو ساتھ فاتحہ کے بھول کر، واجب ہوگا اسپر سجدہ سہو ابی یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ کے قول میں رکوع میں تاخیر کی بنا پر، اور اظہر روایات میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ قراءت تو ان دونوں رکعتوں میں مشروع ہے بغیر کسی خاص طریقے کے صرف سورۃ فاتحہ پڑھنا، سنت ہے، واجب نہیں۔
بحر میں فخر الاسلام سے روایت ہے کہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ کا ملانا نفل کی پچھلی دو رکعتوں میں جائز ہے اور ذخیرہ میں ہے وہی مختار ہے اور محیط میں ہے یہی زیادہ صحیح ہے اور ظاہر یہ ہے کہ فخر الاسلام کے قول میں نفلاً قراءت کے جائز ہونے سے مراد عدم حرمت ہے پس یہ قول قراءت فی الآخریین کے خلاف اولیٰ ہونے کے مخالف نہیں.
جیسا کہ حلیہ میں بیان کیا ہے۔ رد المحتار کی عبارت تمام ہوئی۔ میں کہتا ہوں لفظ حلیہ کا پھر ظاہر قراءت کا جواز ہے۔ جواز کیسے نہ ہو جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے ابی سعید خدریؓ کی حدیث سے صحیح مسلم وغیرہ میں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے صلوٰۃ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس آیتوں کی برابر

marfat.com

اٰیة وفی الاخریین قدر خمسه
عشر اٰیة او قال نصف ذلك۔
فلاحرج ان قال فخر الاسلام فی
شرح جامع الصغیر واما السورة
فانها مشروعة تفلا فی الاخریین
حتی قلنا فیمن قرء فی الاخریین
لم یلزمه سجدة السهو
انتهٰی۔ ثم یمکن ان یقال
الاولیٰ عدم الزیادة ویحمل
علی الخروج مخرج البیان
لذٰلك الحدیث ابی قتادة رضی
الله تعالیٰ عنه (یرید ما تقدم
بروایة الصحیحین) ان النبی
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان
یقرؤ فی الظهر فی الاولیین
بام القراٰن وسورتین، وفی
الرکعتین الاخریین بام الکتٰب
الحدیث قول المصنف المذکور
(ای ولا یزید علیهما شیئا) و
قول غیر واحد من المشائخ
کما فی الکافی وغیره ویقرؤ
فیهما بعد الاولیین الفاتحة
فقط ویحمل علی بیان مجرد

اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کی برابر
یا کہا نصف اس کا پس اس لیے فخر الاسلام
نے جامع صغیر کی شرح میں کہا ہے کہ سورۃ
کا نفل کی پچھلی دو رکعتوں میں پڑھنا جائز ہے
جیسا کہ ہم نے اس آدمی کے بارہ
میں کہا ہے جو پچھلی دو رکعتوں میں سورت
پڑھے اس پر سجدہ سہو لازم نہیں، آتا انتہیٰ
پھر ممکن ہے کہ یہ کہا جائے زیادہ نہ کرنا بہتر
ہے اور حمل کیا جائے مخرج بیان پر واسطے
حدیث قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس
سے صحیحین کی وہ حدیث مراد ہے جو پہلے گذر
چکی ہے روایت کے ساتھ) کہ
تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر
کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو
سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورت) اور
ظہر کی پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ
فاتحہ الحدیث۔ قول مصنف مذکور کا۔
(یعنی زیادہ نہ کرے ان دونوں کے
اوپر کوئی شے) اور بہت سے مشائخ
نے بھی یہی لکھا ہے پہلی دو رکعتوں کے
بعد آخری دو رکعتوں میں صرف الحمد پڑھے
اور قیاس کی جائے گی۔ یہ صرف جواز کے
لیے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

الجواز حديث ابی سعید رضی
الله تعالیٰ عنه قول فجر الاسلام
فان النبی صلی الله تعالیٰ علیه
وسلم یفعل الجائز فقط فی
بعض الاحیان تعلیما للجواز
وغیره من غیر کراهة فی حقه
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما یفعل
الجائز الاولیٰ فی غالب الاحوال
والنفل لاینافی عدم الاولویة
فیتدفع بهذا ما عساه یحال
من المخالفة بین الحدیثین
المذکورین وبین اقوال المشائخ
والله سبحانه اعلم اھ ولعلك
لا یخفی علیك ان حمل المشروع
نفلا علی المکروه تنزیها
مستبعد جدّا وقراءة السورة
فی الاخریین لیست فعلا مستحبًا
مستقلا یعتبر بید عدم الاولویة
لعارض کصلوٰة ناقلة مع بعض
المکروهات وانما المستفاد من
النفلیة ههنا فیما نظهر هو استحباب
فعلها فکیف یجامع عدم الاولویة
والذی یظهر للعبد الضعیف ان

کی اور قول فجر الاسلام کا یہ کہ نبی صلی
اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم بعض اوقات
صرف جائز کام کرتے ہیں تعلیم جواز کے
لیے بغیر کراہت کے حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم حق میں جیسا کہ اکثر حالات
میں جائز اولیٰ کو کرتے اور نفل میں اولیٰ بہتر
کو ترک کرنے میں حرج نہیں پس اس توجیہ سے
وہ اعتراض رفع ہو جاتا ہے جو خیال کیا
جا سکتا ہے کہ دو حدیثوں کے درمیان
اختلاف ہے اور اقوال مشائخ میں اللہ
اعلم اھ ۔ شاید تجھ پر یہ بات پوشیدہ
نہ ہو کہ مشروع نفلی کو مکروہ تنزیہی پر
قیاس کرنا بہت بعید ہے اور پچھلی دو
رکعتوں میں سورت کا مستقل پڑھنا فعل
مستحب مستقل نہیں جس کے ساتھ کسی
عارض کی وجہ سے بہتر کو ترک کرنے کا اعتبار
کیا جائے جیسا کہ نفل نماز بعض مکروہات
کے ساتھ ظاہر فہم میں یہاں نفلیۃ کا معنی
یہ ہے کہ اس کا کرنا مستحب ہے پس
اس معنی کے اعتبار سے نفلیۃ خلاف
اولیٰ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتی
ہے اور اس ضعیف بندہ کے لیے
جو بات ظاہر ہوئی ہے یہ ہے کہ پچھلی

marfat.com

سنة الاقتصاد علی الفاتحة انما تثبت
عن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی الامامة فانہ لم یعھد منہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ مکتوبة
الا اماما الا نادرا فی غایة الندرة
فیکرہ للامام الزیادة علیہا
لاطالة علی المقتدین فوق
السنة. بل لو اطال الی حد
الاستثقال کرہ تحریما اما
المنفرد فقال فیہ النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلیطول
ما شآء۔ وزیادة القراءة زیادة
خیر ولم یعرضہ ما یعارض
خیریتہ فلا یبعد ان یکون
نفلا فی حقہ۔ فان حملنا کلام
اکثر المشائخ علی الامامة
وکلام الامام فخر الاسلام
وتصحیح الذخیرة والمحیط
علی المنفرد حصل التوفیق
—— وباللہ التوفیق ——
ھٰذا ما عندی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پر اقتصار
سنت ہے جو کہ حالت امامت خود حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے
کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرض
نماز بغیر جماعت کے پڑھی مگر بہت ہی کم
پس امام کیلئے آخری دو رکعت میں فاتحہ کے بعد سورت
کا زیادہ کرنا مکروہ ہے بوجہ لمبا کرنے نماز کے
مقتدیوں پر سنت سے زیادہ۔ بلکہ اگر اتنی لمبی
کی کہ مقتدیوں کو گراں گزرے تو مکروہ تحریمی ہے
رہا اکیلے نماز پڑھنے والا۔ پس اس کے
بارہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے
پس وہ قراءت کو جتنا چاہے لمبا کرے اور
لمبی قراءت زیادہ بہتر ہے اور کوئی وجہ نہیں
جو اس کی بہتری کو لاحق ہو پس بعید
نہیں کہ اس کے حق میں بہتر ہو۔ پس
اگر ہم حمل کریں کلام اکثر مشائخ کو امامت
پر اور کلام فخر الاسلام اور تصحیح ذخیرہ ومحیط
کو منفرد پر، تو دونوں قولوں میں تطبیق ہو
جاتی ہے —— اور توفیق اللہ کے ساتھ
ہے —— یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے
اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبـــــــــــــــــــہ

محمد ان المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ بندوق سے مرے ہوئے جانور کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ کہہ کر ایک شکار کے اوپر بندوق چلائی۔ پس جس وقت اس کو جا کر دیکھا تو کوئی آثار اس میں زندگی کے نہ تھے۔ اور نہ جنبش تھی۔ جس وقت کہ اس کو ذبح کیا تو خون نکلا اچھی طرح سے پس وہ شکار حلال ہے یا حرام؟ اور اگر اس کو ذبح نہ کرتے تو حلال ہوتا یا حرام؟ اور در صورت نہ نکلنے خون کے بھی جواب تحریر فرمائیے۔ بیّنوا توجروا۔

الاجواب اگر ذبح کر لیا اور ثابت ہوا کہ ذبح کرتے وقت اس میں حیات تھی۔ مثلاً پھڑک رہا تھا، یا ذبح کرتے وقت تڑپا، اگرچہ خون نہ نکلا، یا خون ایسا دیا جیسا مذبوح سے نکلا کرتا ہے۔ اگرچہ جنبش نہ کی، یا اور کسی علامت سے حیات ظاہر ہوئی تو حلال ہے اور اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا، ذبح نہ کیا یا گیا مگر اس میں وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا تو حرام ہے۔ غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کر لیا جائے اور وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا، تو حرام ہے۔ غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کر لیا جائے اور وقت ذبح اس میں رمق باقی ہو۔ اگرچہ نہ جنبش کرے نہ خون دے حلال ہو جائے گا ورنہ حرام۔ در مختار میں ہے:۔

ذبح شاۃ مریضۃ فتحرکت	اس نے بکری کو ذبح کیا پس اس نے
اوخرج الدم حلت والّا لا	حرکت کی یا اس سے خون نکلا تو حلال ہے
ان لم تدر حیاتہ عند الذبح	ورنہ حلال نہیں اگر وقت ذبح اس کی زندگی
وان لم حیاتہ حلت مطلقا	معلوم نہ ہو۔ اگر وقت ذبح زندگی معلوم
وان لم تتحرك ولم یخرج الدم	ہوئی تو مطلقاً حلال ہے اگرچہ حرکت بھی
وھذا یتأتی فی منخنقۃ و	نہ کرے اور خون بھی نہ نکلے اور یہی حکم ہے
متردیۃ ونطیحۃ والتی	گلا گھونٹی اور بلندی سے گرنے والی اور سینگ
فقر الذئب بطنھا فزکاۃ ھذہ	سے زخمی ہونے والی اور جس کا پیٹ بھیڑیے

marfat.com

الاشیاء تحل وان کانت حیاتها خفیفة وعلیه الفتوٰی لقوله تعالیٰ اِلَّا مَا ذَکَّیْتُمْ مِن غیر فصل اھ

وفی رد المحتار عن البزازی عن الاسبیجابی عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنه خروج الدم لا یدل علی الحیوٰة الّا اذا کان یخرج کما یخرج من الحی قال وھو ظاھر الروایة

اسی کی کتاب الصید میں ہے۔

المعتبر فی المتردیة واخواتها کتطیحة وموقوذة وما اکل السبع والمریضة مطلق الحیاة وان قلت کما اشرنا الیه علیه الفتوٰی۔

مدارک التنزیل میں ہے:

الموقوذة التی اسخنوھا ضربا بالعصا او حجر۔

معالم میں ہے:

قال قتادة کانوا یضربونها بالعصا فاذا ماتت اکلوھا اھ قلت فظھران المضروب بکل

نے پھاڑ دیا ہو۔ پس بحالت مذکورہ ان کا ذبح کرنا انہیں حلال کردے گا اگرچہ ان میں زندگی رمقاہی ہو اور اسی پر فتوی ہے بوجہ فرمان اللہ تعالیٰ کے مگر جسے ذبح کرلیا تم نے بغیر فصل کے اھ۔ اور رد المحتار میں روایت ہے بزازی سے انہوں نے اسبیجابی سے انہوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ مذبحہ کا خون نکلنا زندگی پر دلالت نہیں کرتا ہاں جس وقت کہ اس طرح سے نکلے جس طرح زندہ سے نکلتا ہے کہا کہ یہ ظاہر روایت ہے

بلندی سے گر کر قریب المرگ اور اس کے ساتھ مذکور فی القرآن باقی اشیاء نطیحہ موقوذہ وغیرہ میں مطلق زندگی معتبر ہے اگرچہ رمق ہی ہو جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی پر فتوی ہے۔

موقوذہ وہ ہے جس کو لاٹھی یا پتھر سے مارا کرتے تھے۔

قتادہ نے کہا کفار جانور کو یہاں تک مارتے تھے کہ وہ مرجاتا تھا اسے کھاتے تھے۔ میں کہتا ہوں اس سے ظاہر ہوا کہ ہر بھاری

marfat.com

مثقل کالبندقة ولو بندقة الرصاص کلہ من الموقوذة فیحل بالذکاة وان قلت الحیاة۔

ہر چیز کا مضروب جانور جیسے بندوق اگرچہ سکہ کی گولی والی بندوق ہو یہ سب موقوذہ میں شامل ہیں پس یہ ذبح کرنے سے حلال ہو جاتی ہیں اگرچہ وقت ذبح ان میں زندگی کی رتق ہی ہو۔

ردّالمحتار میں ہے:

لایخفی ان الجرح بالرصاص انما ھو بالاحراق والثقل بواسطة اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

پوشیدہ نہیں کہ سکہ کی گولی کا زخم بوجہ جلنے اور بوجھ کے ہے اور اس کے زور سے پھینکنے کے وجہ سے ہے کیونکہ گولی میں دھار نہیں پس حلال نہیں۔ اسی کے ساتھ ابن نجیم نے فتویٰ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

بجمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ۔ تفریحاً شکار کی حرمت

۱۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ ایک شخص روز شکار بندوق کا شوقیہ کھیلتا ہے پس بحکم شرع شریف کے کس قدر شکار کھیلنا چاہیے اور کس وقت میں؟ اور وہ شکاری ہر روز شکار کھیلنے میں گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟

بیّنوا مفصلاً توجروا کثیراً۔

الجواب شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہٰذا شکار کھیلنا کہتے ہیں۔ بندوق کا خواہ مچھلی کا، روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔

آج کل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص

marfat.com

ضرورت کی کھانے یا پہننے کی چیز لانے کو جانا اپنی کسر شان سمجھیں، یا نرم ایسے کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہونا مصیبت جانیں وہ گرم دوپہر گرم لُو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھیرنا اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے، اور دو دو پہر بلکہ دو دو دن شکار کے لیے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں، کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں؟ حاشا وکلا بلکہ وہی لہو ولعب ہے اور بالاتفاق حرام۔

ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہیے مثلاً مچھلی بازار میں بھی ملے گی، وہاں سے لیجیے، ہرگز قبول نہ کریں گے۔ یا کہیے کہ ہم اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں۔ کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی غرض نہیں رکھتے، بانٹ دیتے ہیں۔ تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح وحرام ہے۔ درمختار میں ہے الصید مباح الا للتلھی کما ھو ظاھر۔ اسی طرح اشباہ وبزازیہ ومجمع الفتاوی وغنیہ ذوی الاحکام وتاتارخانیہ ودرالمختار وغیرہا عامۂ اسفار میں ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۹ ۔ مکروہ برتن ۱۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شعر کا مطلب جو شرع محمدی فصل اٹھائیسویں بیان مکروہات وضو میں ہے ؎

تیسرے تانبے کے برتن سے اگر
ہے وضو ناقص کرے گا جو بشر

یہ نہ معلوم ہوا کہ تانبے کے برتن سے کیوں وضو ناقص ہے؟ آج کل بہت شخص تانبے کے برتن لوٹے سے وضو کرتے ہیں۔ کیا ان سب کا وضو ناقص ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب تانبے کے برتن سے وضو کرنا، اس میں کھانا پینا سب بلاکراہت جائز ہے۔ وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے۔ بے قلعی

marfat.com

میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہوتا ہے اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔ ردّ المحتار میں فتح القدیر سے ہے:

منھا (ای من اٰداب الوضوء) کون اٰنیۃ من خزف۔

اس سے (یعنی وضو کے آداب سے برتنوں کا پختہ مٹی سے ہونا۔

اسی میں اختیار شرع مختار سے ہے:

اتخاذھا (ای اوانی الاکل و الشرب) من الخزف افضل اذ لا صرف فیہ ولا مخیلۃ وفی الحدیث من اتخذ اوانی بیتہ حزفا زارتہ الملئکۃ ویجوز اتخاذھا من نحاس او رصاص۔

پکڑنا ان کا (یعنی کھانے پینے کے برتن) پختہ مٹی سے افضل ہیں کیونکہ اس میں کچھ خرچ بھی نہیں اور تکبر بھی نہیں اور حدیث میں ہے جو شخص گھر میں مٹی کے برتن استعمال کرے تو فرشتے اس کی زیادت کرتے ہیں۔ تانبے اور قلعی کے برتن بھی جائز ہیں۔

اسی میں ہے:

یکرہ الاکل فی النحاس غیر المطلی بالرصاص لشدید حر الصداء فی الطعام فیورث ضررا عظیما وما بعد ہ فلا اھ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مکروہ ہے کھانا کھانا بغیر قلعی شدہ تانبے کے برتن میں کیونکہ وہ کھانے میں اپنا برا اثر ڈالتا ہے جس سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور قلعی کرنے کے بعد وہ اثر زائل ہو جاتا ہے اھ ملخصاً اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۔ شہداء کے بارے میں غلط عقیدہ

۱۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا فرماتے

marfat.com

ہیں علمائے اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الاجواب یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۱۔ والدین کے حقوق

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہو جانے والدین کے اولاد کے اوپر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الاجواب (۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازہ کی تجہیز غسل، کفن نماز، دفن ہے اور ان کاموں میں ایسے سنن ومستحبات کی رعایت جس سے اُن کے لیے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی اُمید ہو۔

۲۔ ان کے لیے دعا واستغفار ہمیشہ کرتے رہنا۔ اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

۳۔ صدقہ وخیرات واعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ اُن کے لیے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا۔ بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ اُن سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس

marfat.com

کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا۔ آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کے ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی قرض رہ گیا ہو تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجالانا۔ حج نہ کیا ہو تو خود ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا۔ زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا ہو تو اسے ادا کرنا۔ نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، وعلیٰ ھذا القیاس ہر طرح ان کی برأت ذمہ میں جدوجہد کرنا۔

(۶) انہوں نے جو وصیت جائز شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا۔ اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو، اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو۔ مثلاً وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی شخص کے لیے کر گئے تو شرعاً تہائی مال سے زیادہ بے اجازت ورثان نافذ نہیں۔ مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا، مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا، یا فلاں سے نہ ملے گا، یا فلاں کام کرے گا، تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب تو وہ ہیں نہیں، ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح کے امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لیے جانا، وہاں قرآن شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا۔ راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کیے جانا۔

marfat.com

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا، ہمیشہ ان کا اعزاز واکرام رکھنا۔
(۱۱) کبھی کسی کے ماں یا باپ کو بُرا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔
(۱۲) اور سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں رنج نہ پہنچانا۔ اس کے سب اعمال کی ماں باپ کو خبر پہنچتی ہے۔ نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے دمکنے لگتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں، ان کے قلب پر صدمہ پہنچتا ہے۔ ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی انہیں رنج دیا جائے۔

اللہ غفور رحیم، عزیز کریم جل جلالہ، صدقہ اپنے حبیب رؤف ورحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے، گناہوں سے بچائے۔ ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے، کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز۔ وہ غنی ہے اور ہم محتاج۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔ ولاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی الشفیع الرفیع الغفور الکریم الرؤف الرّحیم سیّدنا محمّد وّاٰلہٖ وصحبہ اجمعین۔ اٰمین۔ والحمد للہ ربّ العلمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حق استخراج کیے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کردوں۔

حدیث تیرا کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خدمتِ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجا لاؤں؟ فرمایا:۔

نعم، اربعۃ: الصلاۃ علیھما	ہاں، چار باتیں ہیں: ان پر نماز اور ان کے
والاستغفار لھما وانفاذ	لیے دعائے مغفرت اور ان کی وصیت
عھدھما من بعدھما واکرام	نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگداشت

marfat.com

صدیقهما وصلة الرحم التی لارحم لك الا من قبلهما فهذا الذی بقی من برهما بعد موتهما۔

اور جو رشتہ صرف انہی کی جانب سے ہو، نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا۔ یہ وہ نیکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔

رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع القصہ۔

ورواہ البیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول[1] اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع، الصلوٰۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔

حدیث نمبر ۲ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

استغفار الولد لابیہ بعد الموت من البر۔

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد ان کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کرے۔

رواہ ابن النجار عن ابی اسید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث نمبر ۳ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ذا ترك العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق۔

آدمی جب ماں باپ کے لیے دعا چھوڑ دیتا ہے اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے۔

رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

[1] ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے بہترین آقا اور بہترین مددگار ہے اور نہیں ہے طاقت اور قوت اللہ کے سوا کسی کو جو بلند و بالا ہے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ شفیع اور بلند مغفرت کرنے والے کریم رؤف و رحیم ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب اور تمام امت پر آمین۔ تمام تعریف اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

marfat.com

حدیث نمبر ۵،۴

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :۔

اذا تصدق احدکم بصدقة تطوعا فلیجعلها عن ابویه فیکون لهما اجرها ولا ینقص من اجره شیئا ۔	جب تم میں کوئی شخص نفل خیرات کرے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا ۔

رواہ الطبرانی فی الاوسطه وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنهما ۔ ونحوه الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاویة بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالیٰ عنه ۔

حدیث نمبر ۶

کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اپنے باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ اب وہ مر گئے۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے ؟ فرمایا :

ان من البر بعد الموت ان تصلی لهما مع صلوٰتك وتصوم لهما مع صیامك ۔ رواہ الدارقطنی	بعد مرگ نیک سلوک یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھے ۔

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لیے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز روزے ان کی طرف سے انہیں ثواب پہنچنے کو بھی بجالا۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ انہیں بھی ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا ۔

کما مر ولفظ مع یحتمل الوجهین بل هذا الصق بالمیته محیط ۔ پھر تاتارخانیہ پھر

لہ ترجمہ عربی عبارت بقیہ صفحہ ۵۳ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کے مرنے کے بعد اولاد پر چار حق باقی رہتے ہیں ۔ اول نماز کا ثواب ۔ دوسرے ان کے لیے دعا ۔ تیسرے ان کے وعدوں کو پورا کرنا ۔ چوتھے صلہ رحمی اور ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا ۔

marfat.com

ردالمختار میں ہے: الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شئ۔

ترجمہ:۔ اس شخص کے لیے بہتر یہ ہے جو نفلی صدقہ دے کہ تمام مومنین مومنات کی نیت کرے تو اس سے ان سب کو ملے گا اور اس کے حصہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔

حدیث نمبر۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

من حج عن والدیه او قضی عنهما مغرما بعثه الله یوم القیمة مع الابرار۔	جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کے ساتھ اُٹھے۔

رواه الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث نمبر۸ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی ہزار قرض تھے۔ وقتِ وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا:

بع فیها اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والا فسل قریشا ولا تعد عنهم۔	میرے دین میں اول میرا مال بیچنا، اگر کافی ہو جائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا اضمها تم میرے قرض کی ضمانت کر لو۔ وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر انصار و مہاجرین کو گواہ کر لیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔

رواه ابن سعد فی الطبقات عن عثمان بن عروة۔

حدیث نمبر۹ قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری ماں نے حج کرنے

marfat.com

کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہوگیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا:

نعم حجی عنها ارأیت لو کان علیٰ امك دین اکنت قاضیة اقضوا الله فالله احق بالوفاء۔ رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا دیکھ تو اگر تیری ماں پر کوئی دین ہوتا تو ادا کرتی یا نہیں یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:۔

اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه ومنهما وابتشر به ارواحهما فی السماء وکتب عند الله برّا۔ رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی الله تعالیٰ عنه۔

انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے، وہ حج اس کی طرف سے اور ان سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

من حج عن ابیه او عن امّه فقد قضی عنه حجته وکان له فضل عشر بحج۔ رواہ الدارقطنی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔

حدیث نمبر ۱۲ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:۔

من حج عن والدیه بعد وفاتهما کتب الله اعتقا من النار وکان للمحجوج عنهما اجر حجة تامة من غیر ان ینقص من اجورهما۔

جو اپنے والدین کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے حج کا ثواب ہو جس میں اصلا کمی نہ ہو۔

marfat.com

شئ۔ رواہ الاصبہانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث نمبر ۱۳۔ کہ فرماتے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

من برقسمهما وقضى دينهما ولم يستعتب لهما كتب بارا وان كان عاقا فى حياته ومن لم يبر قسمهما ويقض دينهما واستسب لهما كتب عاقا وان كان بارا فى حياته۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد اُن کی قسم سچی کرے اور اُن کا قرض اُتارے اور کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر انہیں بُرا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نکوکار لکھا جائے اگرچہ اُن کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے اور اُن کا قرض نہ اُتارے اور اُن کے والدین کو بُرا کہہ کر انہیں بُرا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار تھا۔

حدیث نمبر ۱۴ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

من زار قبر ابويه او احدهما فى كل يوم جمعة مرة غفر الله له وكتب برا۔ رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم۔ فی نوادر الاصول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے۔

حدیث نمبر ۱۵ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر والديه او احدهما يوم الجمعة فقرء عنده يس غفر له۔ رواہ ابن عدی عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وفی لفظ من زار قبر والديه او احدهما فى كل جمعة فقرء

جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یٰسٓ پڑھے بخش دیا جائے۔

جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں یٰسٓ پڑھے یٰسٓ شریف میں جتنے حرف

marfat.com

عندہ یٰسٓ غفر اللہ لہ بعدد کل حرف منھما۔

ہیں ان سب کی گنتی کی برابر اللہ تعالےٰ اس کے لیے مغفرتیں فرماتیں۔

رواہ ھو والخلیلی وابو شیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیھا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنھما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث نمبر ۱۶ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لھما زارت الملٰئکۃ قبرہ۔

جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کیا کرتا ہو، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔

رواہ الامام الترمذی الحکیم وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں۔ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا۔ راہ میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ وہ جنگل درختانِ مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا۔ ان کے نیچے دفن کر کے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا، اس منزل میں رات کو پہنچا۔ باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا یہ اشعار کہہ رہا ہے ؎

[۱] أتتک تطوی الدوم لیلا ولا تری [۲] علیک لاھل الدوم ان تتکلما

[۳] وبالدوم ثاو لو ثویت مکانہ [۴] ومر باھل الدوم عارفسلما

ترجمہ: میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے

[۲] اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا۔ حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اس کی جگہ ہوتا اور [۴] وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔

حدیث نمبر ۱۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

من احب ان یصل ابا ہ فی قبرہ

جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ

marfat.com

فلیصل اخوان ابیه من بعدہٗ
رواہ ابو یعلی وابن حبان عن
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے
عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۸ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

من البران تصل صدیق ابیك۔
رواہ الطبرانی فی الاوسط عن
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

باپ کے ساتھ نیکوکاری سے یہ ہے کہ تو اس کے
دوست سے اچھا برتاؤ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۹ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان ابرار البران یصل الرجل
اھل ذی ابیه بعد ان یولی الاب
رواہ الائمۃ احمد والبخاری۔

بیشک باپ کے ساتھ نکوکاریوں سے بڑھ کر
یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے پیٹھ دینے کے
بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر رہتا ہے
فی ادب المفرد ومسلم فی صحیحۃ وابوداؤد والترمذی عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث نمبر ۲۰ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

احفظ وُدَّ ابیك لاتقطعه فیطفئ
اللہ نورك۔

اپنے باپ کی دوستی پر نگاہ رکھ اسے قطع نہ کرنا
کہ اللہ تیرا نور بجھا دے گا۔

رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیھقی فی الشعب
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث نمبر ۲۱ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:۔

تعرض الاعمال یوم الاثنین
والخمیس علی اللہ تعالیٰ وتعرض
علی الانبیآء وعلی الاٰباء والامھات
یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتھم

ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور
اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے سامنے
ہر جمعہ کو، وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں

marfat.com

وتزداد وجوههم بياضا و	اور اُن کے چہروں کی صفائی و تابش بڑھ
اشراقا فاتقوا الله ولا تؤذوا	جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں
امواتکم۔ رواہ الامام الحکیم	کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ۔

عن والد عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و وجود کے سبب ہیں۔ تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں ہوں گی کہ ہر نعمت و کمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے، تو صرف ماں یا باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا، نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں، اس کے آرام کے لیے ان کی تکلیفیں، خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں، ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لیے اللہ جل وعلیٰ و رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں۔ ولہٰذا قرآن عظیم میں جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔	حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

حدیث میں ہے، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب میں نے اس کے حقوق ادا کر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ۔	تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے
رواہ الطبرانی فی الاوسط عن	جھٹکے اس نے اُٹھائے ہیں، شاید یہ ان میں ایک
بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔

اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و مولانا

marfat.com

محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔ اٰمین۔ والحمد للہ ربّ العٰلمین۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتــــــــــــــــبہ

محمد ن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ ۱۲ نماز وتر میں قل ہو اللہ پڑھنا

۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں بعد الحمد وقل کے تکبیر کہہ کر دعائے قنوت کے بدلے میں تین بار قل ھو اللہ شریف پڑھ لیتا ہے اور دعائے قنوت اس کو نہیں آتی ہے۔ پس اس کی نماز وتر صحیح ہو جایا کرے گی؟ جواب عام فہم عطا فرمائیے۔ بینوا مفصلا توجروا کثیرا۔

الجواب نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں۔ نہ یہ سجدۂ سہو کا محل کہ سہوًا کوئی واجب ترک نہ ہوا۔ دعائے قنوت اگر یاد نہیں یاد کرنی چاہیے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے، اور جب تک یاد نہ ہو۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○	اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

پڑھ لیا کرے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ۔ تین بار کہہ لیا کرے۔ یہ بھی نہ آئے تو صرف یَا رَبِّ تین بار کہہ لے، واجب ادا ہو جائے گا۔ یا یہ کہ قُلْ ھُوَ اللہ۔ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا یا نہیں کہ اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو۔ ظاہر ہے کہ ادا ہو گیا کہ وہ ثنا ہے اور ہر ثناء دعا ہے۔

بل قال العلامۃ القاری وغیرہ من العلماء کل دعاء ذکر و کل ذکر دعاء وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الدعاء	بلکہ کہا علامہ قاری وغیرہ علماء نے ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے اور تحقیق فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے افضل دعا الحمد للہ ہے۔ روایت کیا اس کو

marfat.com

الحمد للہ رواہ الترمذی وحسنہ النسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ھذا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور حسن کہا اور حاکم نے اسے صحیح کہا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ اسے یاد رکھ اور محفوظ رکھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۳۔ پتنگ اُڑانے کی حرمت

۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کَن کیا اُڑانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی ڈور لوٹنا درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کی ڈور لوٹی ہوئی سے کپڑا سلوا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الاجواب کَن کیا اُڑانا لہو لعب ہے اور لہو ناجائز ہے حدیث میں ہے۔

کل لھو المسلم حرام الا فی ثلٰث۔

مسلم کے لیے کھیل کی چیزوں میں سے سوائے تین چیزوں کے سب حرام ہیں۔

ڈور لوٹنا نُہبٰی ہے اور نُہبٰی حرام ہے۔

نھٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن النھبٰی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹنے سے منع فرمایا۔

لُوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اسے دے دی جائے اگر نہ دی اور بغیر اس کی اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے۔ اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے۔

للاشتمال علی المحرم کالصلوٰۃ فی ارض مغصوبۃ۔

حرام شامل ہونے کی وجہ سے جیسے غصب کی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنا۔

marfat.com

اور اگر مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی پڑی پائی چیز۔ واجب ہے کہ اسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو۔ اس وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دیدے اور فقیر ہے تو اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صرف میں آنے پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اس کا تاوان دینا ہوگا۔ کما ھو معروف فی الفقہ من حکم اللقطۃ۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

(جیسا کہ لقط کے بارے میں فقہ کا حکم معروف مشہور ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۴۲ کتے، کبوتر، بٹیر اور مرغ بازی کے بارے میں شرعی حکم

۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۰ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ کتا پالنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کبوتر پالنا بلا اڑانے کے و بٹیر بازی و مرغ بازی و شکرا باز پالنا اور ان سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب شکرا و باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالیٰ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ الایۃ۔ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو۔ محض تفریح و لہو و لعب نہ ہو۔ ورنہ حرام ہے۔ یہ گنہ گار ہوگا۔ اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہوا حلال ہو جائے گا۔

فان حرمۃ الارسال بینتہ اللھو لاینافی کونہ ذکاۃ شرعیۃ کمن سمی اللہ تعالیٰ وضرب الغنم من قفاہ حرم الفعل وحل الاکل۔

پس تحقیق کھیل کی نیت سے شکاری جانور کو شکار پر چھوڑنے کی خدمت اس کے ذبح شرعی ہونے کے منافی نہیں جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور بھیڑ کو اس کی گدی طرف سے مار دے تو یہ فعل حرام ہے اور کھانا حلال ہے۔

marfat.com

بیٹر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لال لڑاتے ہیں، یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً باتھیوں، بچھیوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلا وجہ بے زبانوں کی ایذا ہے۔ حدیث میں ہے۔

نهى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم عن التحريش بين البهائم۔ اخرجه ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما وقال الترمذی حسن صحيح۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔

کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لیے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے۔ یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں، کسی کی آنکھ پھوڑیں۔ یا پرائے کبوتر پکڑے یا ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لیے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے جب اترنا چاہیں نہ اترنے نہ دے، تو ایسا پالنا حرام ہے۔ درمختار میں ہے۔

ویکرہ (یکرہ امساك الحمامات) ولو فی برجها (ان کان یضر بالناس) بنظر او جلب (فان کان یطیرها فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیة تلك الحمامات عزر ومنع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحها المحتسب) واما للاستئناس فمباح اھ باختصار۔

اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں کا) اگرچہ ان کے برجوں میں ہو (اگر لوگوں کو ضرر ہوتا ہو) اگر یہ ضرر بوجہ نظر کے ہو، یا دوسروں کے کبوتر کھینچنے سے۔ پس اگر چھت پر اڑاتا ہو جس سے مسلمان عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائیگا اگر نہ رکے تو قاضی انہیں ذبح کر دے اگر اڑانے کے لیے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں کے ساتھ اُنس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ اھ باختصار۔

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ

marfat.com

عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دخلت النار مرأۃ فی ھرۃ ربطھا	ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے
فلم تطعمھا تاکل من	سبب کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا
خشاش الارض۔	نہ چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھا لیتی۔

ابن حبان کی حدیث میں ہے فھی تنھش قبلھا و دبرھا۔ (وہ بلی دوزخ میں اس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے)

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ۔ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔ علماء فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے۔ کما فی دُرّ المختار وغیرہ۔ اور اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الظلم ظلمات یوم القیمۃ۔	ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ۔	سُن لو! اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر

کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ	فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں
کلب ولا صورۃ (رواہ احمد)	کتا یا تصویر ہو۔

والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

من اقتنی کلبا الا کلب ماشیہ	جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری روز اس
او ضاریا نقص من عملہ کل یوم	کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراطوں
قیراطان۔ رواہ احمد و	کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ و
الشیخان والترمذی و	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

marfat.com

النسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے: ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لیے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح، کہ وہ خود حرام ہے۔ دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لیے پالا جائے۔ جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو۔ ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں۔ یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں۔ غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے۔ اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں۔ آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبـــه

بمحمدن المصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۵ ۔ کتے کا پکڑا ہوا شکار

۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتے کا پکڑا ہوا شکار مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟ ایک خرگوش کو کتے نے اس طرح پکڑا ہے کہ اُس کے دانت خرگوش کے جسم میں پیوستہ ہو گئے ہیں اور بہت سا جسم اس کا چبا ڈالا ہے کہ خرگوش کے جسم میں خون جاری ہے۔ ابھی جان باقی ہے۔ بس اس کو ذبح کر کے کھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب اگر مسلمان[۱] یا کتابی[۲] عاقل نے کہ احرام[۳] میں نہ ہو، بسم اللہ کہہ کر تعلیم[۴] یافتہ کتے کو جو شکار کر کے مالک کے لیے چھوڑ دیا کرے، خود نہ کھانے لگے، غیر حرم[۵] کے حلال جانور وحشی[۶] پر جو اپنے پروں[۷] یا پاؤں کی طاقت سے اپنے بچاؤ پر قادر تھا چھوڑا اور[۸] کتا اس کے چھوڑنے سے سیدھا شکار پر گیا، یا اس کے پکڑنے کی تدبیریں میں مصروف ہوا، بیچ میں اور طرف مشغول یا غافل ہو گیا اور اس[۹] نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا۔ یا ایسا مجروح کر دیا کہ اس میں اتنی

marfat.com

ہی حیات باقی ہے جتنی ندبوح میں ہوتی ہے کہ کچھ دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو جائے گا اور[12] کتے کے چھوڑنے میں کوئی کافر، مجوسی یا بت پرست یا ملحد یا مرتد جیسے آج کل کے اکثر نصاریٰ اور رافضی، اور عام نیچری وغیرہ ہم خلاصہ یہ کہ مسلمان یا کتابی کے سوا کوئی شریک نہ تھا۔ نہ شکار[13] کے قتل میں کتے کی شرکت کسی دوسرے کتے نا تعلیم یافتہ یا سگ نیچری یا اور کسی نئے جانور کی جس کا شکار ناجائز ہو اور چھوڑنے[14] والا چھوڑنے کے وقت سے شکار پانے تک اسی طرف متوجہ رہا بیچ میں کسی دوسرے کام مشغول نہ ہوا تو وہ جانور بے ذبح حلال ہو گیا اور ان چودہ شرطوں سے ایک بھی کمی ہو اور جانور بے ذبح مر جائے تو حرام ہو جائے گا۔ ورنہ حرم کا شکار تو ذبح سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ باقی صورتوں میں ذبح شرعی سے حلال ہو جائے گا۔ تنویر الابصار و در مختار و ردالمحتار میں ہے۔

(الصید مباح بخمسة عشر شرطا) خمسة فی الصائد و هو ان یکون من اهل الذکاة و ان یوجد منه الارسال و ان لا یشارکه فی الارسال من لا یحل صیده و ان لا یترک التسمیة عامدا و ان لا یشتغل بین الارسال والاخذ بعمل اٰخر و خمسة فی الکلب ان یکون معلما و ان یذهب علی سنن الارسال و ان لا یشارکه فی الاخذ ما لا یحل صیده و ان یقتله جرحا و ان لا یاکل منه و خمسة فی الصید ان لا یکون

شکار پندرہ شرطوں کے ساتھ مباح ہے پانچ شرطیں شکاری میں ہوں گی وہ یہ ہیں کہ (۱) شکاری ذبح کا اہل ہو (۲) شکاری جانور اسی نے چھوڑا ہو (۳) اور اس کے اس فعل میں کوئی ایسا آدمی شریک نہ ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) جان بوجھ کر بسم اللہ ترک نہ کی ہو (۵) شکاری جانور چھوڑنے کے بعد سے شکار پکڑنے تک کسی اور فعل میں مشغول نہ ہوا ہو اور پانچ شرطیں کتے میں ہیں (۱) کتا سیکھا ہوا ہو (۲) اور چھوڑنے کے بعد سیدھا شکار ہی کی طرف گیا ہو۔ (۳) شکار پکڑنے میں کوئی ایسا کتا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) شکار کو زخمی کر کے قتل کرے (۵) اس سے کتا

marfat.com

من الحشرات وان لا یکون عن
نبات الماء الا السمك وان
یمنع نفسه بجناحیه او قوائمه
وان لا یکون مقتوتا بنابه او
بمخلبه وان یموت بهذا،
قبل ان یصل الیٰ ذبحه اھ۔
قلت ومعنی قوله ان یموت
ای حقیقة او حکما بان لا یبقی
فیه حیاة فوق المذبوح کما
نص علیه فی الدر وصححه
المحشی۔

خود نہ کھائے۔ پانچ شرطیں شکار میں ہیں۔
(۱) حشرات الارض میں سے نہ ہو (۲) مچھلی کے
علاوہ کوئی اور آبی جانور نہ ہو (۳) وہ جانور
اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنا بچاؤ
کر سکتا ہو (۴) وہ جانور اپنے پنجے یا کیلے کے
ساتھ غذا حاصل نہ کرتا ہو (۵) اور شکار کے ذبح کرنے
سے پہلے ہی مر گیا ہو اھ۔ میں نے کہا ہے قول اس کا کہ مر
جائے یعنی حقیقۃً مر جائے یا حکماً یعنی اس میں
اتنی ہی زندگی باقی ہو جتنی مذبوح جانور میں ہوتی
ہے۔ جیسا کہ دُر میں اس کی تصریح ہے محشی
نے اسے ترجیح دی ہے۔

انہیں میں ہے:۔

شرط کون الذابح مسلما حلالا
خارج الحرم ان کان صیدا
فصید الحرم لا تحله الذکاة
مطلقا (او کتابیا ولو مجنونا) اھ
درملخصًا والمراد به المعتوة
کما فی العنایة عن النهایة لان
المجنون لا قصد له ولا نیة
لان التسمیة شرط بالنص وهی
بالقصد وصحة القصد بما
ذکرنا یعنی قوله اذا کان
یعقل التسمیة والذبیحة

شرط ذبح کرنیوالا مسلمان غیر محرم اور شکار حرم
کے باہر ہو۔ پس حرم کے شکار کا ذبح کرنا
جائز نہیں مطلقاً اگرچہ ذبح کرنیوالا کتابی یا
مجنون ہو) اھ۔ دُر ملخصًا۔ مجنون سے مراد
ضعیف العقل ہے۔ جیسا کہ عنایہ میں ہے
نہایہ سے۔ کیونکہ مجنون کا تو قصد اور نیت
ہی نہیں ہوتی چونکہ بسم اللہ پڑھنا ذبح
کے لیے نص (آیت) سے شرط ہے اور وہ
قصد کے ساتھ ہو سکتی ہے اور صحت
قصد کیساتھ وہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے
یعنی قول اس کا وقت سمجھتا ہو بسم اللہ اور

marfat.com

ویضبط اھ ش — ذبح کو یاد رکھتا ہو۔

ان سب شرائط کے ساتھ جس خرگوش کو کتے نے مارا مطلقاً حلال ہے اور اگر ہنوز مذبوح سے زیادہ زندگی باقی ہے تو بعد ذبح حلال ہے۔ اس کے دانت جسم میں پیوستہ ہو جاتا وجہ ممانعت نہیں ہو سکتا۔ قرآن عظیم نے اس کا شکار حلال فرمایا اور شکار بے زخمی کیے نہ ہوگا اور زخمی بھی ہوگا کہ اس کے۔ دانت اس کے جسم کو شق کر کے اندر داخل ہوں اور یہ خیال کہ اس صورت میں اس کا لعاب کہ ناپاک ہے۔ شکار کے بدن کو نجس کرے گا وہ وجہ سے غلط ہے اولاً شکار حالتِ غضب میں ہوتا ہے اور غضب کے وقت اس کا لعاب خشک ہو جاتا ہے۔

ولذا فرق جمع من العلماء فی اخذہ طرف الثوب ملاطفا فینجس او غضبان فلا۔

اور اسی لیے علماء کی ایک جماعت نے فرق بنایا ہے کتے کے پیار اور غضب سے کپڑا پکڑنے میں پیار سے کپڑا پکڑا تو ناپاک ہوگا اور غصہ سے پکڑا پاک رہے گا۔

ثانیاً، اگر لعاب لگا بھی تو آخر جسم سے خون بھی نکلے گا، وہ کب پاک ہے؟ جب اس سے طہارت حاصل ہو گی اُس سے بھی ہو جائے گی۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۶ نمازی کے آگے سے گزرنا

۲۲، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس صورت میں کہ نمازی کے آگے سے نکلنے والا گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی نماز میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوتا؟ اور نمازی کے آگے سے کس قدر دور تک گزر نہ چاہیے؟

الجواب نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ نکلنے والا گن۔ گار ہوتا ہے۔ نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں۔ اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی کہ آدمی جب قیام میں اہل خشوع و خضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے

marfat.com

سجود پر یعنی جہاں سجدہ میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جما ہے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے۔ جہاں تک آگے بڑھ جائے وہ سب موضع سجود ہے۔ اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔ درمختار میں ہے۔

مرورما فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ فی الاصح اومرورہ بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت مسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ۔

گزرنا گزرنے والے کا جنگل میں یا بڑی مسجد میں اس کے سجدہ کی جگہ سے اصح میں روایت ہے کہ گزرنا اس کا نمازی کے آگے سے قبلہ کی سمت والی دیوار تک گھر میں اور چھوٹی مسجد میں کیونکہ وہ ایک ہی جگہ ہے۔

ردالمختار میں ہے:

قولہ بموضع سجودہ ای من موضع قدمہ الی موضع سجودہ کما فی الدرر وھذا مع القیود التی بعدہ انما ھو للاثم والا فالفساد منتف مطلقا قولہ فی الاصح صححہ التمرتاشی و صاحب البدائع واختارہ فخر الاسلام ورجحہ فی النہایۃ والفتح انہ قدر ما یقع بصرہ علی الماء لو صلی بخشوع ای رامیا ببصرہ الی موضع سجودہ اھ مختصرا۔

اس کا کہنا بموضع سجودہ یعنی اس کے قدموں کی جگہ سے لے کر سجدہ کی جگہ تک کہ درر میں ہے یہ اور اس کے بعد والی قیود صرف گزرنے والے کا گناہ ظاہر کرنے کے لیے ہیں۔ رہی نماز تو وہ مطلقاً فاسد نہیں ہوتی اس کا قول اصح میں ہے۔ صحیح کہا ہے اس کو ثمرتاشی اور صاحب بدائع نے اور پسند کیا اس کو فخر الاسلام نے اور ترجیح دی اس کو نہایہ اور فتح القدیر میں نمازی کے آگے سے گزرنے مقدار یہ بیان کی ہے کہ جہاں تک نمازی کی نگاہ گزرنے والے پر پڑے اگر خشوع کے ساتھ نماز پڑھے یعنی اپنی نگاہ جائے سجدہ پر رکھنے والا ہو۔ اھ مختصراً۔

منحۃ الخالق میں تجنیس سے ہے:۔

الصحیح مقدار منتھی بصرہ

صحیح مقدار حد نگاہ کی یہ ہے کہ نمازی اور جائے

marfat.com

وھو موضع سجودہ قال ابو نصر مقدار ما بین الصف الاول و بین مقام الامام وھذا عین الاول ولکن لعبارۃ اخری وفیما قرانا علی شیخنا منہاج الائمۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ان یمر بحیث یقع بصرہ وھو یصلی صلوٰۃ الخاشعین وھذہ العبارۃ اوضح۔

سجدہ ہے۔ ابو نصر نے کہا ہے اس کی مقدار اتنی مسافت ہے جتنی کہ امام اور صف اوّل کے درمیان ہوتی ہے اور یہ بعینہٖ پہلی بات ہے لیکن عبارت اور ہے یہ ہے کہ جو پڑھی ہم نے اپنے شیخ منہاج الائمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کہ گزرے جہاں کہ نمازی کی نگاہ پڑتی ہو جبکہ وہ خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ عبارت پہلی سے زیادہ واضح ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں ۔

فانظر کیف جعل الکل قولاً واحداً وانما الاختلاف فی العبارۃ لا فی المعنی ۔

پس دیکھ کس طرح کلام کیا ہے ان تمام نے جیسا اور اختلاف صرف عبارت میں ہے معنی میں نہیں ۔

نیز ردالمختار میں ہے :۔

(قولہ فی بیت) ظاھرہٗ ولو کبیرا فی القھستانی وینبغی ان یدخل فیہ ای فی حکم المسجد الصغیر الدار والبیت ۔

(اس کا یہ کہنا کہ گھر میں) اس کا ظاہر تو یہ ہے کہ گھر اگرچہ بڑا ہو۔ قہستانی میں ہے اور لائق ہے کہ داخل ہوں چھوٹی مسجد میں حویلی اور گھر۔

رہا یہ کہ مسجد صغیر وکبیر میں کیا فرق ہے ؟ فاضل قہستانی نے لکھا کہ چھوٹی مسجدوں کہ چالیس گز مکسر سے کم ہو :

فی ردالمحتار مسجد صغیر ھو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو المختار کما اشار الیہ فی الجواھر ۔

ردالمختار میں ہے چھوٹی مسجد وہ ہے جو ساٹھ گز سے کم ہو اور کہا گیا ہے چالیس سے کم اور یہی مختار ہے جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف جواہر میں ہے ۔

marfat.com

اقولُ یہاں گز سے گز مساحت مراد ہونا چاہیے۔

لانہ الالیق بالممسوحات کما قال الامام قاضی خاں فی الماء فھٰھنا ھو المتعین بالاولیٰ۔

کیونکہ وہی زیادہ لائق ہے پیمائش کردہ چیزوں کے ساتھ جیسا کہ کہا ہے قاضی خاں نے پانی کے بارہ میں۔ پس یہاں بطریق اَولیٰ وہی متعین ہے۔

اور گز مساحت ہمارے اس گز سے کہ اڑتالیس انگل یعنی تین فٹ کا ہے ایک گز دو گرہ اور دو تہائی گرہ ہے۔ کما بیناہ فی بعض فتاوٰنا۔ تو اُس گز سے چالیس گز مکسر ہمارے گز سے چون گز سات گرہ اور گرہ کا نواں حصہ ہوا۔ کما لا یخفی علی المحاسب۔ تو اس زعم علامہ پر، ہمارے گز سے چون گز سات گرہ مکسر مسجد صغیر ہوئی اور ساڑھے چون گز مکسر مسجد کبیر۔ یہ ہے وہ کہ انہوں نے لکھا اور علامہ شامی نے ان کا اتباع کیا۔

اقوال۔ مگر یہ شبہ ہے کہ فاضل مذکور کو عبارت جواہر سے گزرا عبارت جواہر القناد لے دربارۂ دار ہے، نہ دربارۂ مسجد۔ مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے۔ جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے۔ باقی تمام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسّر ہوں مسجد صغیر ہیں اور اُن میں دیوار قبلہ تک بلا حائل مرور ناجائز۔

کما بیّنّاہ فی فتاولنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۷۔ سلام کے جواب کا جائز طریقہ

۲۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم۔ اس کے جواب میں انہوں نے جواب دیا: "آداب عرض" یا "تسلیمات" یا "بندگی" یا ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اُٹھا دیا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ پس فرض کفایہ

marfat.com

اشخاص مذکورہ کے ذمہ سے اس صورت میں اُٹھ گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب نہ، اور سب گناہ گار رہے۔ جب تک ان میں کوئی وعلیکم السلام یا وعلیک یاالسلام علیکم نہ کہے۔ کہ الفاظ مذکورہ: بندگی، آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ سلام سے نہیں اور صرف ہاتھ اُٹھا دنیا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ ردالمختار میں ظہیریہ سے ہے:

لفظ السلام فی المواضع کلها السّلام علیکم و بالتنوین و بدون هٰذین کما یقول الجهال لایکون سلاما اھ اقول فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الّا بالسلام اما وحدہٗ او بزیادۃ الرحمۃ والبرکات لقوله تعالیٰ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجتزاء بالایماء اما ان یکون تحیة اولا علی الثانی عدم براءۃ الذمۃ ظاهر لان المامور به التحیة وعلی الاول لیس عین السلام وهو ظاهر ولا احسن منه فان المخترع لایمکن ان یکون احسن من الموارد فخرج عن کلا الوجهین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین۔

سلام کا لفظ تمام مواضع میں، السلام علیکم یا ساتھ تنوین کے اور ان دونوں کے علاوہ سبھی جاہل کہتے ہیں سلام نہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں پس جواب نہ ہوگا کیونکہ جواب سلام کا یا تو اکیلے سلام کے ساتھ ہوگا یا ساتھ زیادتی رحمت اور برکات کے بوجہ فرمان خداوندی کے اور جب تم کو سلام کیا جائے تو تم سلام کا بہترین رحمت اور برکت کے ساتھ دو وہی لوٹا دو اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ان لوگوں نے اختراع کیے ہیں، الفاظ ہوں یا اشارات یا تو یہ سلام ہوں گے یا نہ ہوں گے۔ بصورت ثانی بری الذمہ نہ ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ مامور حکم سلام کا ہے اور بصورت اول یہ اختراعات نہ تو عین سلام ہیں اور نہ اس سے اچھے کیونکہ من گڑھت واردنی الشرح سے اچھے نہیں ہو سکتے۔ پس دونوں وجہوں سے خارج ہوگیا۔ اور وجوب کفایہ ہر ایک کے ذمہ میں باقی رہا۔

marfat.com

مرقاۃ شریف میں ہے :

قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب کذلک ۔

احادیث متواتر لامعنی کے ساتھ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ سلام ساتھ لفظ کے سنت ہے اور جواب اس کا اسی طرح علیکم السلام کہنا واجب ہے۔

حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع و تسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف رواہ الترمذی عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما وقال اسنادہ ضعیفہ قال العلامۃ القاری لعل وجھہ انہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وقد تقدم الخلاف فیہ وان المعتمد ان سندہ حسن لاسیما وقد اسندہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الاشکال اھ ۔

اقول رحم اللہ مولانا القاری انما احالہ الامام السیوطی علی ت یعنی الترمذی فیضم یرتفع النزاع ویزول الاشکال ثم لیس

ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنائے۔ یہود نصاریٰ سے مشابہت پیدا نہ کرو۔ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ روایت، کیا اس کو ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے اور کہا ہے اسناد اس کی ضعیف ہے۔ کہا ہے علامہ علی قاری نے شاید وجہ اس کی تحقیق وہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے اور تحقیق اس بارہ میں اختلاف پہلے گزر چکا ہے اور اس بارہ میں قابل اعتماد بات یہ ہے کہ یہ سند حسن ہے خصوصاً جبکہ سیوطی نے جامع صغیر میں یہ حدیث ابن عمرو کی سند سے بیان کی ہے پس اختلاف اُٹھ گیا اور اشکال زائل ہو گیا اھ ۔

میں کہتا ہوں اللہ تعالےٰ علی قاری پر رحم کرے سیوطی نے تو اس حدیث کا حوالہ ت یعنی ترمذی سے دیا ہے پس زیادہ کیا جھگڑا اُٹھ گیا اور اشکال دُور ہوا پھر نہیں تضعیف ترمذی کی جیسا گمان

marfat.com

تضعیف الترمذی لما ظن فان الجمهور ومنهم الترمذی علی الاحتجاج بعمرو بن شعیب و بروایة عن ابیه عن جده بل الوجه انه من روایة ابن لهیعة اذ یقول الترمذی حدثنا قتیبة ابن لهیعة عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فذکره قال الترمذی هٰذا حدیث اسناده ضعیف وروی ابن المبارك هٰذا الحدیث عن ابن لهیعة فلم یرفعه اھ وقد قال فی کتاب النکاح باب ما جاء فی من یتزوج المراة ثم یطلقها قبل ان یدخل بها الحدیث رواه بعین السند هذا حدیث لا یصح ابن لهیعة یضعف فی الحدیث اھ مختصرا وکذا ضعفه فی غیر هٰذا المحل فالیه یشیر لههنا نعم الاظهر عندی ان حدیث ابن لهیعة لا ینزل عن الحسن وقد صرح المناوی فی التیسیر ان حدیثه حسن۔

کیا اس نے کیونکہ جمہور علماء جن میں ترمذی بھی شامل ہیں اس بات پر ہیں کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے احتجاج جائز ہے۔ بلکہ وجہ ضعف یہ ہے کہ وہ روایت ابن لہیعہ سے ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن لہیعہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بے شک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس ذکر کیا اس کو۔ ترمذی نے کہا ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور روایت کیا ابن مبارک نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے پس اس کا رفع نہیں کیا اھ اور تحقیق کہا ہے کتاب النکاح میں باب اس کا جو آیا اس بارے میں جو نکاح کرے عورت سے پھر طلاق دے اس کو پہلے دخول صحبت سے پہلے اس کے واسطے اس حدیث کو بعینہٖ اسی سند سے روایت کی ہے یہ حدیث صحیح نہیں۔ ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف کیا گیا ہے اور اسی طرح اسے کئی جگہوں پر اس کے علاوہ بھی ضعیف کیا ہے پس اسی کی طرف یہاں اشارہ کرتے ہیں۔ ہاں اظہر میرے نزدیک یہ اظہر ہے کہ ابن لہیعہ کی حدیث حسن سے کم درجہ نہیں اور مناوی نے تیسیر میں تصریح کی ہے اس کے حسن کے ساتھ

marfat.com

ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں :۔

اخرج الترمذی قال حدثنا سوید نا عبد اللہ بن المبارك نا عبد الحمد بهرام انه سمع شهر ابن خوشب يقول سمعت اسماء بنت يزيد تحدث ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مر فی المسجد يوما وعصبة من النساء قعود فالوى بيده بالتسليم و اشار عبد الحميد بيده هذا حديث حسن الخ قال الامام النووی وهو محمول على انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جمع بين اللفظ والاشارة ويدل على هذا ان ابا داؤد روى هذا الحديث و قال فی رواية فسلم علينا اه قال العلامة القاری بعد نقله قلت على تقدير عدم تلفظه عليه الصلوٰة والسلام بالسلام لامحذور فيه لانه ماشرع السلام على من مر على جماعة من النسوان وان ما عنه عليه الصلوٰة والسلام مما تقدم من اسلام المصرح

حدیث بیان کی ترمذی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سوید نے ان سے عبد اللہ بن مبارک نے ان سے عبد الحمید بہرام نے تحقیق انہوں نے سنا شہر بن خوشب سے وہ فرماتے ہیں میں نے اسماء بنت یزید کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے گزرے اور عورتوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا پس آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا اور عبد الحمید نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے الخ۔ امام نووی نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لفظ اور اشارہ کو جمع فرمایا اور اس بات کی دلیل ہے کہ ابو داؤد نے یہ حدیث روایت کی اس میں یہ بھی ہے پس سلام کیا جناب نبی علیہ السلام نے۔ علامہ علی قاری نے اس کے نقل کرنے کے بعد کہا ہے میں نے کہا ہے بر تقدیر عدم تلفظ بالسلام کے بھی کوئی اعتراض نہیں کیونکہ عورتوں کی جماعت پر گزرنے والے پر عورتوں کو سلام کرنا مشروع ہی نہیں باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام کرنا تو یہ جناب کے خصوصیات میں سے ہے پس

marfat.com

فهو من خصوصیاته علیه الصلوٰة والسلام فله ان یسلم وان لا یسلم وان یشیر ولا یشیر علی انه قد یراد بالاشارة مجرد التواضع من غیر قصد السلام۔

اقول مبنی کله علی انه لم یرد السلام ولا یظهر فوق بین ما ذکر اولا وما زاد فی العلاوة سوی انه ذکر فیها للاشارة محملا وهو التواضع وهذه شاهدة الواقعة سیدتنا اسماء رضی الله تعالیٰ عنها شاهدة بانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تکون نفس الاشارة تسلیما وهو معلوم الانتفاء من الشرع فوجب الحمل علی الجمع تامل لعل لکلامه محملا لست احصیه، والله سبحٰنه وتعالیٰ اعلم وعلمه وجل مجده اتم واحکم۔

آپ کو اختیار تھا کہ سلام کرتے یا نہ کرتے اشارہ کرتے یا نہ کرتے۔ علاوہ ازیں بعض دفعہ اشارہ سے ارادۂ سلام کا نہیں ہوتا بلکہ محض تواضع مراد ہوتی ہے آخر تک۔

میں کہتا ہوں اس تمام تقریر کا دارومدار اس بات پر ہے کہ سلام وارد نہیں ہوا اور ان کے پہلے بیان میں اور لفظ علاوہ کے بعد کے بیان میں کوئی خاص فرق نہیں سوائے اس بات کے کہ اس میں اشارہ کا ایک محمل بیان کر دیا ہے یعنی تواضع اور اس واقعہ کی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گواہی دیتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلام کیا ہے۔ پس اگر اس کو تلفظ سلام پر حمل نہ کریں تو پھر اشارہ کو سلام ماننا پڑے گا اور اشارہ کا سلام نہ ہونا شرع میں ثابت ہو چکا ہے۔ پس واجب ہے حمل کرنا اس کا اوپر جمع بین الاشارہ والتلفظ کے۔ غور کر شاید ان کے کلام کا ایسا محمل ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ العبد المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمد المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۱۸ ۔ مزامیر کے ساتھ قوالی

۲۹، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؟ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

الجواب ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو نہیں، بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ، اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا، اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجائے۔ لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا:

کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ — جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارہ

marfat.com

سوی ان الاٰخذ والمعطی اٰثمان لانھم لو لم یعطوا ما فعلوا فکان العطاء ھو الباعث لھم علی الاسترسال فی التکدی و السؤال وھٰذا کلہ ظاھر علی من عرف القواعد الکریمۃ الشرعیۃ، و باللہ التوفیق۔

میں جو طاقت ور تندرست ہو کہ ایسا خیرات لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گنہ گار ہیں۔ کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ گداگری کا مذموم کاروبار نہ کریں پس ان کی عطا ان کی گداگری کا باعث بنی اور یہ سب قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الیٰ ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا تنقص ذٰلک من اجورھم شیئًا و من دعا الیٰ ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اٰثام من تبعہ لا ینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئًا۔

جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے اور اس سے اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔

رواہ الائمۃ احمد و مسلم و الاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیر وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر و الحریر و الخمر و المعازف حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجہ ایضا احمد و ابو داؤد و ابن ماجۃ و الاسمٰعیلی و ابو نعیم بأسانید صحیحۃ لا مطعن فیھا و صححہ جماعۃ اٰخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔

ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھیرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو

marfat.com

بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدمست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں حکایت فعل، پھر کجا تجرم کجا صحیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لیے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشتیہ قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں۔ نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

"مزامیر حرام است" (مزامیر حرام ہے)

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم اقدس سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرمادیا کہ:

اما سماع مشائخنا رضی اللہ	ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
تعالیٰ عنہم فبری عن ھذہ	کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے
التہمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار	وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے
المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔	ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشتیہ کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد، ظاہرۃ الفساد۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر وخلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء

marfat.com

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیز می باید تا سماع مباح می شود۔ مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد، کودک نباشد و عورت نباشد، مستمع آنکہ می شنود از یادِ حق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و رباب و مثل آں۔ می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال ست

حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں، کچھ سننے والے میں، کچھ اس کلام میں جو سنائی جائے۔ کچھ آلۂ سماع میں یعنی سنانے والا کامل مرد ہو، چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ سننے والا یادِ خدا سے غافل نہ ہو اور جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی نہ ہو اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی اور رباب وغیرہ۔ چاہیے کہ ان چیزوں میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرورِ سردارِ سلسلۂ عالیہ چشت حضرت سلطانِ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے۔

یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند، فرمود نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است۔ بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند بایشاں گفتند کہ شما چہ کردید اور آں مجمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں عرض کی ان ایام میں بعض آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے اس کے بعد ایک نے کہا۔ جب یہ جماعت اس کے مقام سے باہر آئی، لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے سماع کیوں سنا اور کیوں رقص کیا وہاں تو مزامیر تھے

marfat.com

ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر است یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید

تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مثبت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ حُرّہ ہے یا بیگانی۔ اسی میں ہے:

حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مر دتسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نزند کہ آں بلہوی بلہو می ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است۔ پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دشنک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است اھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان میں نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہیے۔ پس ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے جب یہاں تک لہو ولعب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔

مسلمانو! جو ائمہ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں، وہ اور

marfat.com

معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، للہ انصاف، کیسا خبط بے ربط ہے۔ اللہ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین الہ الحق آمین۔ بجاہم عندک آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کلام یہاں طول ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔ واللہ الہادی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبـــ

الفتاوی الصوفیہ۔ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں

لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاوی صوفیہ میں ہے۔

فقیر نے اس مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب "میز العین فی حکم تقبیل الابہامین" لکھی جس نے مانعین کے تمام شبہات بحمد اللہ تعالیٰ دفع کیے اور علوم حدیث کے متعلق بکثرت افادے دیے مگر خطبے میں نہ چاہیے کہ وہاں محض خموشی کا حکم ہے۔

کما بینا ہ فی فتاونا واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بجدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۰ مزارات اولیاء کی تعظیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] مسئلہ میں کہ چراغ جلانا مزار کرام پر اور روشنی کرنا بزرگان دین کی قبور پر جائز ہے یا نہیں؟ اور چادریں چڑھانا بزرگو زیارتوں پر مع باجہ کے جیسا کہ آج کل فی زمانہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو چراغ جلاتے ہیں، چادریں رنگیں سبز سرخ مع باجہ کے لاتے اور چڑھاتے ہیں اور جو اشیاء کہ شیرینی یا چاول وغیرہ لاتے ہیں، ان کی قبروں پر رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں۔ پس یہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب اقول وباللہ التوفیق، اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات۔ اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے۔ اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔ اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان

marfat.com

فلینفعه۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

کو نفع پہنچائے تو ضرور پہنچائے۔

اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ○

جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ:

ومن یعظم حرمٰت اللہ فہو خیر لہ عند ربہ۔

جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس کے رب کے پاس

اور قبور اولیائے کرام وعباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب وتکریم ہیں، ولہٰذا ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا ممنوع یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع۔ امام احمد وحاکم وطبرانی مسند مستدرک کبیر میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن راوی

رأنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسًا علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا او قبر والے! قبر پر سے اُتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

امام احمد کی روایت یوں ہے:

رأنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متکئًا علی قبر فقال لا تؤذ صاحب ہٰذا القبر ولا تؤذہ۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر تکیہ لگائے دیکھا، فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا اسے نہ ستا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الیّ

یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ

marfat.com

من ان امشی علی قبر مسلم۔ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید۔

یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام انہیں اصول پر مبنی ہیں تو پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات ہیں اور زیادہ تا جائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور احق میت میں تصرف و دست اندازی ہے۔ قینہ وغیرہا میں امام علا ترجمانی سے ہے: یا

ثم یوطا القبور لان سقف القبر حق المیّت۔ حدیث والمتخذین علیہا المساجد والسّرج۔ کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر۔ کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ ولہٰذا کنار قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے۔

مجمع بحار الانوار میں ہے:

من اتخذ مسجدا فی جوار صالح اوصلی فی مقبرۃ قاصدا بہ الاستظہاد بروحہ او وصول اثر من اثارا و تہ الیہ لا التوجہ نحوہ والتعظیم لہ فلا حرج فیہ الا یری ان مرقد اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحجر المسجد الحرام والصلوٰۃ فیہ افضل۔

یعنی جو کسی نیک بندے کے قرب مزار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا اثر برکات اس تک پہنچانا چاہے نہ یہ کہ نماز میں اسکی طرف منہ کرے یا نماز سے اسکی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک میں ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے۔

یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے۔ والا ففیہ ما ذام ضعیف وان حسنہ الترمذی فقد عرف رحمہ اللہ تعالیٰ بالتساھل فیہ کما بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت

marfat.com

وغیرہ کے لیے بیٹھا ہے، نہ وہ قبر سرراہ واقع ہے، نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔ غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہوا سراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھیرا۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ بے جا ہلانہ زعم اعتقاد بھی فاسد ہوا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر وہاں مسجد ہے، یا تالیانِ قرآن یا ذاکران رحمٰن کے لیے روشن کریں، یا قبر سرراہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و اجلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے۔ بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ مجمع البحار میں ہے:

ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع	اگر مزار کے قریب مسجد وغیرہ کوئی ایسی چیز ہو جس میں
فیہ للتلاوۃ والذکر فلا باس	اس چراغ سے نفع ہوتا ہو تلاوت اور ذکر
بالسراج فیہ۔	کے لیے تو چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

ھذا کلہ اذا خلا من فائدۃ واما	یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنے کی ممانعت
اذا کان موضع القبور مسجدا	صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل
او علی طریق او کان ھناک احد	خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر
جالس او کان قبر ولی من الاولیاء	راہ گزر پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی
او عالم من المحققین تعظیما	ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح
لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ	مبارک کے اس کی خاک بدن پر اس طرح پرتو
کاشراق الشمس علی الارض اعلاما	ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر اس کی تعظیم کیلئے
للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ	شمعیں روشن کیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ
ویدعوا اللہ تعالیٰ عندہ	کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور
فیستجاب لھم فھو امر	اس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان

marfat.com

جائز لا منع منه والاعمال بالنیات ۔

کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "طوالع النور فی حکم السرج علی القبور" میں اس مسئلہ کو روشن تر لکھا و باللہ التوفیق ۔ انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے۔ عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی ۔ آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑے پھرتے ہیں اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک زیر پا ہے، یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے اور بارہا دیکھا کہ جہال قبروں پر بیٹھ کر جوا کھیلتے، فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں اور بعض کی یہ جرأت کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

لہٰذا دردمندان دین نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جرأتوں سے محفوظ رکھنے، ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کے لیے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں، تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بیباکانہ برتاؤ کرکے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر ہے اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے۔ تو یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذ اللہ ان شاید بے حرمتوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے، روشنی کرنے، امتیاز دینے قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم و جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں، یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے خار ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے رسالہ مذکورہ میں ان مسائل کو آیۂ کریمہ ذلک ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین ۔ سے استنباط کیا ہے۔ وللہ الحمد

سیدی علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہ و نفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں ۔

لکن نحن الآن نقول ان کان القصد — لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے

marfat.com

بذالك التعظيم فی اعين العامة حتیٰ لا يحتقر واصاحب هٰذا القبر الذی وضعت عليه الثياب والعمائم لجلب الخشوع والادب ولقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم نافرة عند الحضور فی التادب بين يدی اولياء الله تعالیٰ المدفونين فی تلك القبور كما ذكرنا من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغی النهی عنه لان الاعمال بالنيات ولكل امرئ مانوی۔

مقصود عوام کی نگاہ میں مزارات اولیاء کی تعظیم پیدا کرنی ہو تاکہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھیں مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آئے کہ مزارات اولیاء کے حضور حاضری میں ان کے دل ادب کے لیے نرم نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لیے کہ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے۔

چادروں کے سبز و سُرخ ہونے میں بھی حرج نہیں بلکہ ریشمی ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں، باجے ناجائز ہیں اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کہ چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو مدام، مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں، اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تو صدقہ ہو گیا۔

غلاف کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چادر پر رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا کیے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

محمد بن المصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۲۱ ۔ ناموں کی حرمت

۶ر جمادی الاول ۱۳۲۰ھ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں۔ تاج الدین، محی الدین ۔ نظام الدین، علی جان، محمد جان، محمد نبی، محمد یٰسین، محمد طٰہٰ ۔ غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی ۔

پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں؟ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے ۔ اس میں حق کیا ہے؟ بینوا توجروا ۔

الاجواب محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بے شمار درودیں ۔ یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں، افضل صلوات اللہ واجل تسلیمات اللہ علیہ وعلیٰ الہ ۔ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا ۔ مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ومحظور ہے اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے، نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول ۔

معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت اسماء جن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادیے ۔ جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے تھے ۔

سنن ابوداود میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وعراب وحباب وشہاب نام تبدیل فرمادیے ۔ قال ترکت اسانیدھا للاختصار ۔

احرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا، رواہ عن اسامۃ بن اخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا، رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

برّہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا:

marfat.com

لا تزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم۔ رواہ مسلم
عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نیکوکار کون ہے۔

وبرہ کے معنی تھے زن نیکوکار۔ اسے خود ستائی بتا کر تبدیل فرمایا اور ارشاد فرمانے میں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

انکم تدعون یوم القیمۃ باسمائکم واسماء ابائکم فاحسنوا اسماءکم۔ رواہ احمد وابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ بسند جید۔

بے شک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدوں کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو۔

اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلانا نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ اور خود ستائی کہاں، مسمّٰی پر دلالت کرنے میں سب یکساں لہٰذا انہیں لوگوں سے پوچھ دیکھیے، کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون، رافضی خبیث، خوک وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو قطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے۔ پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے کہلواتے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ، خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھے گا؟ حاشا وکلا۔ پھر محمد نبی احمد نبی، نبی احمد کیونکر روا ہو گیا؟ یہاں تک کہ بعض خدا ناترسوں کا نام نبی اللہ سنا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیا رسالت وختم نبوت کا ادعا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال؟ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیں ؎

ہیچ پسند دخرد جاں فروز
تاج شے بر سرک کفش دوز

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل، ذلیل تخیل والے شدہ شدہ اللہ یا رب العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے۔ اگر جان ایک کلمۂ جداگانہ بتطر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہراً دعائے نبوت ہوا اور

marfat.com

اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جان نبی، تو یہ تزکیہ و خودستائی میں تبرہ سے ہزار درجہ زائد ہوا۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اسے پسند نہ فرمایا، یہ کیونکر پسند ہو سکتا ہے؟ یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں۔ ایک ۱ بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھا خاصہ جائز نام پائے گا۔ محمد نبیہ، احمد نبیہ، نبیہ احمد، نبیہ جان کہا اور لکھا کیجئے۔ نبیہ بمعنی بیدار و ہوشیار ہے۔

یونہی یٰسین وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ و اسمائے مصطفےٰ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ کیا عجب کہ ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا و رسول میں صادق نہ آسکیں، تو ان سے احتراز لازم۔ جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک و ضلال پر مشتمل ہو۔ امام ابوبکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں :

روی اشهب عن مالك لا یتسمی	اشہب نے مالک سے روایت کیا کوئی آدمی
احمد یٰسین لانه اسم الله تعالیٰ	یٰسین نام نہ رکھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام
وهو کلام بدیع وذلك ان العبد	ہے اور وہ بدیع کلام ہے۔ بندے کے
یجوز له ان یسمی باسم الرب اذا	لیے جائز ہے کہ اللہ کے ناموں سے وہ
کان فیه معنی منه کعالم وقادر	نام رکھے جن کے معنی اس کے اندر
وانما منع مالك من التسمیة	بھی پائے جائیں۔ جیسے عالم قادر
بهذا الاسم لانه من الاسماء	اور مالک نے اس نام سے منع اس لیے
التی لا یدری ما معناها فربما	کیا ہے کہ یہ ایسے ناموں سے ہے جن کے
کان ذلك معنی ینفرد به الرب	معانی معلوم نہیں ہیں۔ غالباً اسکا معنی ایسا
تعالیٰ فلا ینبغی ان یقدم	ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہیں پس جسکے معنی
علیه من لا یعرف لما فیه	پہنچانتا نہ ہو اس کو اس پر اقدام نہیں کرنا چاہیے
من الخطر تا قتضی النظر	اس لیے کہ اس میں خطرہ ہے پس اس کے نظری
المتعرضه۔	ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے نام رکھے۔

marfat.com

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں: وھو کلام نفیس ۔ فقیر نے اس کے ہامش پر لکھا:

قد کان ظھر لی المنع عنہ لعین ھٰذا المعنی لکن نظرا الیٰ انہ اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ندری معناہ فلعل لہ معنی لا یصح فی غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ ولعل ھٰذا اولیٰ وما تقدم لان کونہ اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظھر واشھر فلا یکون لہ معنی ینقص بہ الرب عزوجل واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ترجمہ: یٰسین کے معنی مخصوص ہونے کی وجہ سے میرے نزدیک یہ نام نہ رکھا جائے۔ لیکن اس میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ نام صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے اور ہم اس کے معنی نہیں جانتے تو حضور کے سوا بھی کسی کا یہ نام رکھنا جائز نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ نام صرف اللہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ہے مگر کسی اور کے لیے جائز نہیں ۔

بعینہ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے ۔ والبیان البیان والدلیل الدلیل ۔ لفظ پاک محمد ان میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کرے گا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا۔ یہ کب حلال ہوسکتا ہے؟ وھٰذا کلہ ظاھر جدا۔

یونہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے۔ غفور کے معنی مٹانے والا، چھپانے والا۔ اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا، عیوب چھپاتا ہے۔ تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔ یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیا۔ ہاں دین پوش، تقیہ کوش۔ یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا۔ بہر حال شدید شناعت پر مشتمل ہے۔ اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تغیر فرمایا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلا ملت و عقائد پر۔ والعیاذ باللہ رب العلمین حدیث میں ہے الفال موکل بالمنطق۔ بعض بُرے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیر ما حدیث

marfat.com

مولانا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں :

ان الاسماء تنزل من السماء ۔ نام آسمان سے اترتے ہیں۔

یعنی غالباً اسم و مسمّٰی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے۔ اہل تجربہ کے کہا ہے

ع مزن فال بد کاندر دحال بد

اللھم احفظنا وارحمنا ۔ فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کا سخت بُرا اثر پڑتے دیکھا بھلے چنگے سُنی صورت کو آخر عمر میں دیں پوش، ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ اللھم یا قدیر یا رحمٰن یا رحیم یا عزیز یا غفور صل وسلم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا محمّد وٰاله وصحبه وثبتنا علیٰ دینك الحق الذی ارتضیته لانبیائك ورسلك وملائکتك حتی نلقاك به وعافنا من البلاء والبلوی والفتن ماظهر منها ومابطن وصل وسلم وبارك علیٰ سیّدنا محمّد وٰاله اجمعین وارحم عجزنا وفاقتنا بهم یا ارحم الراحمین امین۔ والصلوٰۃ والسلام علی الشفیع الکریم وٰاله وصحبه اجمعین والحمد للہ رب العلمین امین۔

اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملا کر لکھتے کہتے اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں۔ اگر کوئی خالی ان کا نام بے اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسے برے معنی کے ساتھ اس نام پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اسی کو التفات و تنبہ عطا فرماتے ہیں جسے ایمان و ادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں۔ وللہ الحمد۔

اسی بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام علی، غلام حسن غلام حسین، غلام جیلانی وامثال ذلک اسماء کے ساتھ نام پاک ملا کر کہا جائے۔

اللھم ارزقنا حسن الادب وجنبنا من مورثات الغضب امین۔

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے۔ جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام،

marfat.com

محی الاسلام بدر الاسلام وغیرہ ذٰلک۔ سب کو علمائے کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ و ممنوع رکھا۔ اکابر دین قدست اسرارہم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں، یہ ان کے نام نہیں، القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی فخر الاسلام بزودی تاج الشریعۃ، صدر الشریعۃ یونہی محی الحق والدین حضور پرنور سیدنا غوث اعظم معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز۔ وارث النبی، سلطان الہند حسن سنجری۔ شہاب الحق والدین عمر سہروردی۔ بہاؤ الحق والدین نقشبند۔ قطب الحق والدین بختیار کاکی۔ شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود۔ نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی۔ محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتہم فی الدنیا والدین۔

حضور نور النور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب پاک محی الدین خود روحانیت اسلام نے رکھا۔ جس کی روایت معروف و مشہور اور بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ و علماء میں مذکور۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے لاتزکوا انفسکم۔ فصول علامی میں ہے لاسمیہ بمافیہ تزکیۃ۔ ردالمحتار میں ہے۔

یؤخذ من قولہ ولا بما فیہ تزکیۃ المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین ومما فیہ من الکذب والف بعض المالکیۃ فی المنع منہ مؤلفا وصرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء الحسنیٰ وانشد بعضہم فقال	مصنف کے قول ولا بما فیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا ہے ممانعت مثل محی الدین وشمس الدین نام رکھنے میں ہے علاوہ اسکے اس میں جھوٹ بھی ہے اور بعض مالکی علماء نے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک کتاب لکھی ہے اور قرطبی نے اس کی تصریح شرح اسماء حسنیٰ میں کی ہے اور بعض نے اس بارہ میں کچھ اشعار لکھے ہیں پس کہا ہے میں دیکھتا ہوں دین کو دیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے جو دکھایا جائے۔ حالانکہ یہ اس کیلئے فخر ہے اور اس کیلئے نصیحت عار ہے تحقیق بہت ہوئے
(۱) ارٰی الدین یستحیی من اللہ ان یری وھذا لہ فخر وذاک نصیر،	
(۲) فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ ھموما فی مراعی المنکرات حمیر،	

marfat.com

(٣) واني اجل الدين عن عزه بهم
واعلم ان الذنب فيه كبير،
ونقل عن الامام النووي انه
كان يكره من القبة محي الدين و
ويقول لا اجعل من دعاني به في
حل ومال الى ذلك العارف بالله
تعالىٰ الشيخ ستان في كتابه
تبيين المحارم واقام الطامة
الكبرىٰ على المتين بمثل ذالك
وانه من التزكية المنهي عنها في
القرآن ومن الكذب قال ونظيره
ما يقال للمدرسين بالتركي
افندي وسلطانم ونحوه ۔ ثم
قال فان قيل هذه مجازات
صارت كالاعلام فخرجت
عن التزكية في الجواب ان هذا
يرده ما يشاهد من انه اذا نودي
باسمه العلم وجد على من ناداه
به فعلم ان التزكية باقية الخ

دین میں القاب اس کے مددگاروں کے۔ یہ
وہ لوگ ہیں۔ جو برائیوں کی رعایت میں گرتے
ہیں اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں نے
ساتھ اس کی عزت میں ہے۔ اور جان لے کہ
اس میں ان کا بڑا گناہ ہے۔
اور امام نوویؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ محی الدین
کے ساتھ اپنے ملقب ہونے کو ناپسند فرماتے
تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس
لقب کے ساتھ پکارے گا میں اسے معاف نہیں
کروں گا اور اس کی طرف مائل ہوئے شیخ ستان عارف
باللہ اپنی کتاب تبیین المحارم اور اقام الطامۃ الکبریٰ علی
المتین میں مثل اس کے اور یہ کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ
ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور
جھوٹ سے ہے اور کہا مثل اس کے وہ جو
کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں
آفندی وسلطانم اور اس کی مثل پھر کہا ہے
پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو ناموں
کی طرح ہو گئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے تو
جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو
رد کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص، اگر ان کے اسماء اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے
پر لوگ غصہ کریں گے۔ پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لیے باقی ہے الخ

سترہ نام کہ سائل نے پوچھے ان میں سے یہی دس ناجائز و ممنوع ہیں۔ باقی سات میں حرج
نہیں۔ علی جان، محمد جان کا جواز تو ظاہر ہے کہ اصل نام علی و محمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ

marfat.com

اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے اسمائے جلیلہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

سموا باسماء الانبیاء ۔ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو ۔

رواہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد والنسائی عن ابی وھب الجشمی ولہ تتمتہ والبخاری فی التاریخ بلفظ سموا عن عبد اللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولہ تتمتہ اخریٰ ۔

اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں :

حدیث ۱۔ صحیحین و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس ۔

حدیث ۲۔ صحیحین و ابن ماجہ میں حضرت جابر ۔

حدیث ۳۔ معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ۔ میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو ۔

حدیث ۴۔ ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبد اللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ راوی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبا لی وتبرکا باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ ۔

جس کے لڑکا پیدا ہوا وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لیے اس نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں :۔

ھذا امثل حدیث ورد فی ھذا الباب واسنادہ حسن ۔

جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے ۔

ونازعہ تلمیذہ الشامی بما ردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ ۔

حدیث ۵۔ حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی ہیں

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضو
کھڑے کیے جائیں گے۔ حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے الٰہی! ہم کس عمل
پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا۔

ادخلا الجنۃ فانی ابیت علی نفسی ان لایدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد۔

جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔

یعنی جب کہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث اور صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی
صحیح العقیدہ ہو کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ۔ ورنہ بدمذہبوں کے لیے تو حدیثیں
یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں، ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر حجر اسود اور
مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب
ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے
یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ بیہقی و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس
رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاوٰی میں متعدد جگہ لکھیں۔ تو محمد بن
عبدالوہاب نجدی گمراہوں کے لیے ان حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خاں کی
طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

حدیث ۶: ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

قال اللہ تعالیٰ وعزتی وجلالی لاعذبت احدا تسمی باسمک فی النار۔

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا

حدیث ۷: حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ سے راوی کہ رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۸: دیلمی مسند الفردوس میں موقوفاً راوی کہ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

حدیث ۹: ابن عدی کامل اور ابوسعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا	جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں
جلس علیھما وفیھا اسمی الا وقد	اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو وہ لوگ ہر
سوا کل یوم مرتین ۔	روز دو بار مقدس کیے جائیں ۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو، دن میں دو بار اس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ ولہٰذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں :

ما من مائدۃ وضعت فحضر علیھا من اسمہٗ احمد او محمد الا قدس اللہ ذٰلک المنزل کل یوم مرتین ۔

حدیث ۱۰ : ابن سعد بسقات میں عثمان عمری سے مرسلا راوی ۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ	تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے
محمد و محمدان و ثلثۃ ۔	گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

ولہٰذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا۔ پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لیے عرف جدا مقرر کیے۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں، سلمھم اللہ تعالیٰ وعافاھم والیٰ مدارج الکمال رقاھم۔ اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے۔ جعلھم اللہ لنا اجرا و ذخرا و فرطا برحمتہ وبعزۃ اسم محمد عندہٗ امین ۔

حدیث ۱۱ : طرائفی و ابن الجوزی امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ	جب کوئی قوم کسی مشورے کیلئے جمع ہوں
وفیھم رجل اسمہ محمد لم	اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اسے اپنے
یدخلوہ فی مشورتھم الا لم	مشورے میں شریک نہ کریں ان کیلئے
یبارک لھم فیہ ۔	اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے گی ۔

marfat.com

حدیث ۱۲: طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من ولد له ثلثة اولاد فلم یسم احدا منهم محمدا فقد جهل ۔

جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

حدیث ۱۳: حاکم و خطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموه واوسعوا له فی المجلس ولا تقبحوا له وجها ۔

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کیلئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔ یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

حدیث ۱۴: بزار مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذا سمیتم محمدا فلا تضربوه ولا تحرموه ۔

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو۔

حدیث ۱۵: فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیب حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما) سے روایت کی ہے :

من اراد ان یکون حمل زوجة ذکرا فلیضع یده علی بطنها ویقل ان کان ذکرا فقد سمیته محمدا فانه یکون ذکرا ۔

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہیے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھے کر کہے ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا (اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا

امام مالک رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں :

marfat.com

ما کان فی اھل بیت اسم محمد الاکثرت برکتہ ۔ جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے ۔

ذکرہ المنادی فی شرح التیسیر تحت الحدیث اعاشر والزرقانی فی شرح المواھب۔

بہتر یہی ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے۔ اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

غلام علی ، غلام حسین ، غلام غوث ، غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام جن میں اسمائے محبوبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام سے ہو سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالےٰ نے اپنے فتاوی میں ان ناموں پر ایک فتوی قدرے مفصل لکھا اور قرآن و حدیث اور خود پیشوایانِ وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ ان پر ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لایقولن احدکم عبدی کلکم عبید اللہ ولکن لیقل غلامی ھذا مختصر رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رض ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ۔ تم سب خدا کے بندے ہو۔ ہاں یوں کہے کہ میرا غلام ۔

وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن و حدیث میں بھرے ہوتے ہیں۔ خدا اور رسول دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العلمین ۔ مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے ۔ اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا کہ غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں ۔ ولہذا عبید کو شفقۃً عربی میں غلام ، اُردو میں چھوکرا کہتے ہیں۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں :

(ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی) مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ تعالیٰ لانہٗ یقال عبداللہ وامۃ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجارتہ اللہ ولا فتی

marfat.com

اللہ ولافتاۃ اللہ اھ باختصار۔

سبحان اللہ! یہ عجب شرک ہے جو خود حضرت عزت کے لیے روا نہیں، بلکہ اس کے غیر ہی کے لیے خاص ہے۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز و تکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے منہ پھیلایا۔ پھر چاہے وہ بات خدا کے لیے خاص ہونا درکنار خدا کے لیے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان میں قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، مور چھل جھلنا شرک بتا دیا اور اُسے صاف صاف ان باتوں میں جو خدا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کی ہیں گنا دیا۔ یعنی اس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری ہی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، میری ہی قبر پر مور چھل جھلنا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آخر نہ سنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی آنجہانی اپنے رسالہ کلمہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ؎

چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم

خدا کی شان، غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام غوث تو معاذ اللہ شرک وحرام اور غلام آفتاب ہونا یوں جائز و بے ملام۔ حالانکہ ترجمہ کیجئے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب کا نام عبد شمس، ہندی میں کفار ہنود کا نام سُورج داس۔ زبانیں مختلف ہیں اور حاصل ایک۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہدایت علی کا جواز بھی ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالے کہ محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں، آج تک ان کے کبرا نے بھی اس میں کلام نہ کیا۔ البتہ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاوی جلد اول، طبع اول ۱۲۶۴ھ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولی ٹھیرایا تھا، آخر میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کا خلاصہ عبارت یہ ہے۔

استفتاء

کسے نام خود ہدایت علی می داشت
بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمود و ہدایت العلی

کسی شخص کا نام ہدایت علی تھا۔ شرکی نام ہونے کے وہم کی بناء پر تبدیل کیا اور ہدایت العلی رکھ لیا۔ ایک

marfat.com

نہاد، شخصے بر آں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک است بین معنیین ارأۃ الطریق وایصال الی المطلوب و ہکذا لفظ علی بغیر الف و لام مشترک است بین اسمائے الٰہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مجیب گفت دریں صورت تائید من ست ۔ چہ ہرگاہ لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معنیین، پس چہار احتمال می شود یکے ازاں از ہدایت معنی اول و از علی اللہ جل شانہٗ ۔ دوم از ہدایت معنی ثانی و از علی اللہ جل جلالہٗ، سوم از ہدایت معنی اول و از علی حضرت علی اللہ وجہہ ۔ چہارم از ہدایت معنی ثانی و از علی حضرت علی ۔ پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند ۔ البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در حملہ اسمائے شرکیہ مفہوم می شود ۔ پس ہر اسم کہ دائرہ شود بین اسمائے شرکیہ و عدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب و اگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبد اللہ شرک ثابت کند یا یا علی گفتن ممانعت نماید، قیاس او صحیح ست یا نہ بینوا توجروا ۔

ھو المصوب :

لفظ علی کہ از اسمائے الٰہیہ ست الف لام بر اں زائد می شود برائے تعظیم چنانکہ

شخص نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ ہدایت مشترک درمیان دو معنوں کے ہے ۔ ایک کے معنی ہیں راہ دکھانا اور دوسرے کے معنیٰ ہیں مطلوب تک پہنچانا اور اسی طرح لفظ علی بغیر الف لام کے مشترک ہے درمیان اسماء الٰہیہ کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مجیب نے کہا اس صورت میں میری تائید ہے کیونکہ جب لفظ ہدایت اور علی دو معنوں میں مشترک ہوئے پس چار احتمالات بنتے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول ہو اور علی سے جل شانہٗ، دوسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی ثانی اور علی سے مراد اللہ جل شانہٗ ۔ تیسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ۔ چوتھا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ۔ پس پہلے تین احتمالات ممانعت شرعیہ سے خالی ہیں ۔ البتہ چوتھا احتمال ممنوعیت سے خالی نہیں کیونکہ یہ اسماء شرکیہ کے زمرہ سے معلوم ہوتا ہے ۔ پس جو اسم واقع ہو درمیان شرکیہ اور غیر شرکیہ کے اس سے بچنا ضروری ہے ۔ بلکہ بچنا واجب ہے ۔ اگر کوئی آدمی اسم متنازع فیہ پر قیاس کرتا ہوا عبد اللہ پر مشرک ثابت کرے یا علی کہنے سے روکے تو کیا اس کا قیاس صحیح ہے یا نہ؟ بیان کرو، اجر دیے جاؤ گے ۔

وہی ہے سیدھی راہ دکھانے والا ۔

marfat.com

در افضل والنعمان وغیرہ بر لفظ علی کہ از اسمائے
مرتضیٰ ست لام داخل نمی شود۔ بناءً علیہ
ہدایت العلی اولیٰ ست از ہدایت علی چہ در
اولیٰ اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی
مرتضیٰ نیست و در صورت ثانیہ بسبب اشتراک
لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ
علی اشتباہ امر ممنوع موجود و در اسامی از
ہمچو اسم کہ ایہام مضمون غیر شروع سازد
احتراز لازم۔ بہمیں سبب علماء از تسمیہ
عبدالنبی وغیرہ منع ساختہ اند و امادر عبداللہ
وغیرہ پس ایہام از امر غیر مشروع نیست
و ہمچنیں دریا علی ہر گاہ مقصود ندائے پروردگار
باشد نزاعی نیست۔

حررہٗ ابوالحسنات عبدالحی

لفظ علی جو کہ اسمائے الٰہیہ سے ہے اس پر تعظیم کے
لیے الف لام زائد ہوتا ہے جیسا کہ الفضل اور النعمان
وغیرہ لفظ علی جبکہ حضرت مرتضیٰ کا نام ہو اس پر
الف لام داخل نہیں ہوتا۔ اس پر ہدایت العلی نام
رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ ہدایت العلی نام رکھنے میں اشتباہ
اضافت ہدایت کا حضرت مرتضیٰ کی طرف نہیں ہے
اور ہدایت علی نام رکھنے میں بسبب اشتراک لفظ
ہدایت کے باعتبار استعمال کے اور بوجہ اشتراک لفظ
علی کے امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے اور ناموں میں
ایسے نام جن سے ایہام مضمون غیر مشروع کا ہو، بچنا
لازم ہے۔ اسی لیے علماء نے عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے
سے منع کیا ہے یعنی عبداللہ وغیرہ پس ان میں غیر شروع
کا ایہام نہیں اور اسی طرح یا علی کہنا جبکہ اس سے
مقصود ندائے پروردگار ہو کوئی نزاع نہیں۔

اقول یہ جواب سخت عجب عجاب ہے۔ یتساوك هزلا بل یساوی هزلا۔
: اس تمام کلام مختل النظام کا معنیٰ ہی سرے سے پادر ہوا۔ ممنوع ایہام ہے
نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا بعید۔ ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں
تبادر درکار ہے۔ ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں
کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے۔ تلخیص میں ہے۔

الایہام ان یطلق لفظ له معنیان قریب و بعید و یراد بالبعید۔

ایہام یہ ہے کہ ایک لفظ بولا جائے جس کے
دو معنی ہوں۔ قریب اور بعید اور مراد بعید معنی ہو

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں :

الایہام و یقال له التخییل

ایہام (وہم) کو تخییل (خیال) کہتے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی

marfat.com

ایضاً وھو ان یذکر لفظ لہ معنیان	لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معانی ہوں۔
قریب وغریب فاذا سمعہ الانسان	ایک قریب الفہم، ایک بعید عن الفہم۔ پس
سبق الی فھمہ القریب ومراد	جس وقت انسان اس لفظ کو سنے اس کے
المتکلم الغریب واکثر المتشابھات	فہم کی طرف قریب معنی سبقت کرے اور
من ھٰذا الجنس ومنہ قولہ تعالیٰ	مراد متکلم کی معنی بعید ہو اور اکثر متشابہات
والسمٰوٰت مطویٰت بیمینہ۔	اسی قسم سے ہیں اور اسی قسم سے ہے فرمان

اللہ تعالےٰ کا اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہیں۔

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا۔ زید آگیا اُٹھا بیٹھا۔ عمرو نے کھایا پیا۔ کہا سُنا۔ مجیب صاحب نے سوال دیکھا، جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل۔ ایک یہ کہ زید وعمرو ومجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کیے۔ دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور ان کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے۔

جانے دیجیے! نماز میں وتعالیٰ جدّک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ جَدّ کے دوسرے مشہور معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر وسبقت و اقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے، نہ مجرد احتمال۔ یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جہلا ایہام واحتمال میں فرق نہ کرکے ورطۂ غلط میں پڑتے ہیں۔

ثانیاً۔ ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھیے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے نام پاک علی کو اس سے سخت تر شنیع کیجیے۔ وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں تو آپ کو شرک نظر آیا تھا، یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف کا حصہ ہے علی کے دو معنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو۔ دوسرا اضافی کہ خلق کے لیے ہے۔ اول کا اثبات قطعاً شرک۔ تو علی ہی ایہام شرک میں ہدایت علی سے دوتا ٹھیرے گا۔

marfat.com

ولایقول به جاهل فضلاعن فاضل ۔

ثالثا ، ایک علی ہی کیا، جس قدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ بین الخالق والمخلوق ہیں، جیسے رشید وحمید وجمیل وجلیل وکریم وعلیم ورحیم وحلیم۔ وغیرہ۔ سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا۔ حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنیٰ سے عطا فرمائے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العماء فی المواھب وغیرھا۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا۔ صحابہ وتابعین وائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا۔ ان کے ایہاموں کو کیسے۔ درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لیے جائیں گے، نہ وہ جو حضرت حق کے لیے۔ جاز لتسمیۃ بعلی ورشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ وبراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالیٰ ۔ کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعاً ، سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیا تھا۔ حضرت مجیب نے اپنی بنالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔

عبدالحی میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی۔ ایک عبد مقابل الٰہ، دوم مقابل آقا۔ قال اللہ تعالےٰ :

وانکحوا الایامیٰ منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم۔

دیکھو، حق سبحانہ، تعالےٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یونہی ایک حی اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے شعر، اور دوسرا من وتو، زید وعمرو سب پر صادق۔ جس سے آیہ کریمہ تخرج الحی من المیت ۔ وغیرہ مظہر۔ اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجیے قطعاً شرک ہے۔ وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود۔ پھر

marfat.com

عبدالحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ ؟ اس سے بھی احتراز لازم تھا۔

بعینہٖ یہی تقریر مولوی عبدالحلیم صاحب کے نام میں جاری ہو گی۔ ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی ؟ نسأل اللہ السلامۃ۔

فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ پھڑکتی ہوئی برہان حضرت مجیب کو جناب سائل کے فیض سے پہنچی۔ سائل نے ذکر کی۔ مجیب نے بے غور کے قبول کر لی۔ ورنہ ان کا ذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا۔ جس سے خود ان کا نام نامی بھی عادم الجواز و الاحتراز قرار پایا۔

خامساً، یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ندائی معبود تو نزاع مفقود۔ جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام و احتمال کا نا کافی کب ہو سکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں تلخیص و تعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے اور اگر قصد پر مدار و اعتماد ہے، تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے؟ وہاں کب معنی شرک مقصود و مراد ہے۔

سادساً، علی پر الف لام لانا کب ایسے عالمگیر ایہام شرک سے نجات دے گا۔ علی علماً پر لام نہ آتا سہی صفتہً پر تو قطعاً آ سکتا ہے اور وہ یقیناً صفات، مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم، بلکہ سراجیہ و تاتارخانیہ و منح الغفار وغیرہ سے تو ظاہر کہ العلی باللام نام رکھنا بھی روا ہے۔ ردالمحتار میں ہے :۔

فی التاتارخانیۃ عن السراجیۃ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المنح عنہا وظاہرہ الجواز و لو معرفا باال۔	تاتارخانیہ اور سراجیہ میں ہے نام رکھنا اس نام کے ساتھ جو کتاب اللہ میں پائے جاتے ہیں جیسے علی، کبیر، رشید، بدیع جائز ہیں۔ الخ اور اس کی مثل منح میں سراجیہ سے نقل کیا ہے اور ظاہر اس کا جواز ہے اگرچہ معرف بالف لام ہی ہو۔

سابعاً، جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو معینین ایصال الی المطلوب و ارادت

marfat.com

طریق میں تفرقہ باطل۔ ایصال وارادت دونوں دو معنی خلق وتسبب پر مشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں۔ کیا ارادت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لیے حاصل ہیں؟ کیا انبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا۔ فطاح التفرقة وراح الشقشقة۔ ہاں یوں کہئے کہ ادھر علی مشترک، ادھر ہدایت خلق وتسبب دونوں میں مستعمل، یوں چار احتمال ہوئے۔ مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی۔ بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پاسکتی۔ ورنہ معاذ اللہ اصل خالق ومعطی دوسرا ٹھیرے گا اور اللہ عزوجل صرف سبب ووسیلہ، اس کا پایہ شرک سے بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا، یہاں اللہ سبحانہ پر تفضیل دنیا قرار پائے گا۔ علی پر لام لاکر اول کا علاج کرلیا، اس دوم کا کہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ علاج کدھر سے آئے گا؟ اب ایک نیا لام گھڑ کر ہدایت پر داخل کیجیے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہو جائے اور احتمال تسبب اُٹھ کر ایہام شرک وبدتر از شرک راہ نہ پائے۔

ثامناً، ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکہ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا۔ جیسے احسان وانعام، اذلال واکرام، تعلیم وافہام، تعذیب وایلام، عطا ومنع، اضرار ونفع، قہر وقتل، نصب وعزل وغیرہ کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر۔ بہرحال مفرکدھر اگر کہیے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں۔ ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی تسبب مقصود ہیں۔ ولہٰذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال ابنت الربیع البقل وحکم علی الدھر، میں قائل کا موحد ہونا ہی قرینۂ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے۔

تاسعاً، آپ نے (باآنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصاً آپ بہت جگہ حرف نہ وارد ہوتے، نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں) حق سبحانہ کا نیا نام مصوب ایجاد فرمایا، ہر جواب کی ابتدا ہوالمصوب سے ہوتی ہے، یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے۔ تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکانے کو اور مثلاً جو سر جھکائے بیٹھا ہو اسے مصوب اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اس کلمہ میں ایہام تجسیم ہے اور

marfat.com

تجسیم کفر و ضلال عظیم ہے۔

عاشرًا، جب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احتراز ہے تو بالقصد اس جناب ہدایت مآب کی طرف اضافت ہدایت کس درجہ سخت ممنوع و مفترض الاحتراز ہوگی۔ یہاں مولیٰ علی کو ہادی کہنا حرام ہوگیا۔ حالانکہ یہ احادیث صریحہ و اجماع جمیع ائمہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ شاید یہ عذر کیجئے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا۔ اس معنی پر اضافت قصدیہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے نہ بمعنی تسبب کہ جائز معمول اہل اسلام ہے مگر یہ وہی عذر معمولی ہے جس کا رد گزر چکا۔ کیا مولا علی کی طرف اضافت کا اصلاً قصد ہی نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولیٰ علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے اور جب بالقصد خود حضرت مولیٰ علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ راہ نہیں پاتا۔ اگر مانع اشتباہ مخلوق کا اس معنی کے لیے صالح نہ ہونا ہے تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہے تو صورتِ قصد میں کیوں واقع نہیں۔

حادی عشر، نہ صرف امیر المومنین علی بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام و خود حضور پُرنور سید الانام علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کسی کی طرف اضافت ہدایت اصلاً روا نہ رہے گی۔ کہ بوجہ احتمال معنی دوم ایہام شرک ہے۔ اب مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہادی کہنا بھی حرام ہوگیا اور یہ قرآن عظیم و صحاح احادیث و اجماع امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔

ثانی عشر، خود جناب مجیب نے اپنے فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۸۶ میں اس لزوم احتراز کا رد صریح فرمادیا۔ ادعائے ایہام کا فیصلہ یوں دیا۔ فرماتے ہیں:

سوال : عبد النبی یا مانند آں نام نہادن درست ست یا نہ؟

جواب : اگر اعتقاد ایں معنی ست کہ ایں کس کہ عبد النبی نام دارد بندۂ نبی ست عین شرک است۔ و اگر عبد بمعنی غلام مملوک ست آنہم خلاف واقع ست۔

marfat.com

واگر مجازا عبد بمعنی مطیع و منقاد گرفتہ شود، مضائقہ ندارد۔ لیکن خلاف اولیٰ ست روی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لایقولن احدکم عبدی وامتی. کلکم عباد اللہ کل نساءک اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی۔ انتہیٰ۔

ترجمہ: عبدالنبی یا اس کے مثل نام رکھنا صحیح ہیں یا نہیں اگر اعتقاد اس معنی سے ہے کہ یہ عبدالنبی نام رکھنے والا نبی کا بندہ ہے تو شرک عینی ہے اور اگر عبد غلام مملوک کے معنی میں ہے تو اس میں اختلاف واقع ہے۔ اگر مجازًا عبد بمعنی فرمانبردار لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بہتر نہیں ہے

اقول : قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجوہ مخدوش ہے۔ اولاً عبد و بندہ میں سوائے اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں، ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے عبد و بندہ دونوں عربی و عجمی۔ دونوں زبانوں میں اللہ و خدا، مولیٰ و آقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عبد بمعنی اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح۔

حضرت مولوی قدس سرہٗ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا۔ اس پر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی ؎

گفت ما دو بندگان کوئے تو　　کردمش آزاد ہم بر روئے تو

ترجمہ: عرض کیا میں آپ کے کوچہ کے غلاموں میں ہوں میں نے اس کو آپ کے رخ انور پر آزاد کر دیا لاجرم جو تفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں۔

ثانیًا ، عبد بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلاف واقع ہے۔ محض بے اصل و ضائع ہے مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجازی دونوں کو مشتمل اور اول میں قطعًا شرک حاصل اور بندہ بھی مقابل خدا و خواجہ دونوں مستعمل اور ثانی سے یقینًا شرک زائل۔

ثالثًا ، آپ نے تو عبد بمعنی مملوک کو خلاف واقع یعنی کذب ٹھہرا کر اس ارادہ کو

marfat.com

شرک سے انکر کر گناہ مانا مگر ائمہ دین واولیائے معتمدین وعلمائے مستندین قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم اجمعین اس اعتقاد کو کمال ایمان مانتے اور اس سے خالی کو حلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں۔ حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالےٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً وتذکیراً۔ پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً وتفسیراً فرماتے ہیں :

من لم یر ولایۃ الرسول علیہ	جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو
فی جمیع احوالہ ولم یر نفسہ	اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ
فی ملکہ لا یذوق حلاوۃ	جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سنتہ	کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

رابعاً ، مولانا عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ زبور شریف میں فرماتا ہے :

یا احمد فاضت الرحمۃ علی	اے احمد، تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا
شفتیک من اجل ذٰلک بارک	میں اس لیے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی
علیک فتقلد السیف فان	تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف
بھاءک وحمدک الغالب	ہی غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں
الی قولہ الامم یخیرون تحتک	گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت وپاکی کے
کتاب حق جاء اللہ بہ من	ساتھ مکہ کے پہاڑ سے۔ بھر گئی زمین احمد کی
الیمن والتقدیس من جبل فاران	حمد اور اس کی پاکی بولنے سے۔ احمد مالک
او امتلأت الارض من تحمید	ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا
احمد وتقدیسہ وملک الارض	(صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم)
ورقاب الامم۔	

کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذ اللہ خلاف واقع کہا جائے گا۔

marfat.com

خامساً، امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقة بن طیسلة ثنی معن بن ثعلبة المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں بطریق عوف بن کھمس بن الحسن عن صدقة بن طیسلة الخ۔ اور امام جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایة احمد سنداً ومتناً۔ اور ابن خثیمہ وابن شاہین بھذا الطریق وبغیرہ اور بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذرورة بن نضلة ابن طریف بن بھصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہ نضلہ۔ حضرت اعشی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی، کہ یہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی ؎

یا مالك الناس ودیان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر رفع شکایت فرمادی۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذاللہ کذب تھا تو تمام آدمیوں کا مالک بتانا، یا مالك الناس۔ کہہ کر حضور کو ندا کرنا عیاذاً باللہ سنکھوں مہا سنکھوں کذب کا مجموعہ ہوگا۔ حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی نے حضور کو مالک تمام بشر کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقبول و مقرر رکھا۔

سادساً، بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ زید عمرو کو تانبے کے کچھ ٹکوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے۔ جبھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع فرمادیا۔ حالانکہ یہ مالکیت سخت پوچ پلچر، محض بے وقعت بے قدر ہے کہ جان درکنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں، سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان و جسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے۔ یعنی اولیٰ بالتصرف

marfat.com

ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو۔ یہ مالکیت حقہ صادقہ محیطہ شاملہ تامہ کاملہ حضور پُرنور مالک الناس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبرائے حضرت کبریا عزّ وعلا تمام جہان پر حاصل ہے۔ قال اللہ تعالےٰ :

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ۔

نبی زیادہ مالک و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ :

ما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا ۝

(کوئی حق نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہُوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر یہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک مانتے اور اس سے زائد مرتبہ حق حقائق ہے۔ جس کے سننے کو گوش شنوا سمجھنے کو دل بینا درکار ہے۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۝

وفوق کل ذی علم علیم ۝

ولا یلقاھا الا الذین صبروا ولا یلقھا الا ذو حظ عظیم ۝

حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی۔ حدیث میں تعلیم تواضع و نفی تکبر اور آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو عبد نہ کہو۔ نہ یہ کہ غلام بھی اپنے کو مولیٰ کا عبد یا دوسرے ان کو ان کے عبید نہ کہیں۔ یہ ہے قرآن، کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد قرار دیا

marfat.com

ہے۔ آیت عنقریب گزری۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ۔ رواہ احمد، والستۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔

فقہ کا محاورۂ عامہ و ائمہ صدر اول سے آج تک مستمرہ ہے:

اعتق عبدہ دبر عبدہ۔

خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

ان اذن المولیٰ عبدہ لھا یتخیر۔ وہیں ہے: وللمولیٰ منع عبدہ۔

عجب ہے کہ زید و عمرو بلکہ کسی کافر و مشرک کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر حدیث وارد نہ ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر معترض ہو۔ اور سنیے تو سہی! امام ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں بر سر منبر فرمایا:۔

قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکنت عبدہ وخادمہ۔

میں حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا۔ تو میں حضور کا عبد تھا۔ حضور کا بندہ حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشران امالی اور ابو احمد دہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی جب امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا۔ حمد و درود کے بعد کہا:

ایھا الناس، انی قد علمت انکم کنتم تؤنسون منی شدۃ وغلظۃ وذلک انی کنت مع رسول اللہ

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ

marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت عبدہ وخادمہ۔

تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا۔ الحدیث

اب تو ظاہر ہوا کہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلاً تعلق نہیں۔ ذرا وہابی صاحب بھی اتنا سُن رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع عام زیر منبر حاضر ہے۔ سب سنتے اور قبول کر رہے ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حذیفہ و کتاب مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں استناداً ذکر کی اور مقرر رکھی۔ امیر المومنین کو جس طرح بجرم تروتج تراویح معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا، یہاں عیاذاً باللہ مشرک کہہ دیجیے اور آپ کے اصول مذہب نامہذب پر ضرور کہنا پڑے گا۔ مگر صاحبو! ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن بھی اسی پتھر کے تلے دبا ہے ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خیر: بات دور پہنچی۔ لفظ عبد و بندہ کی تحقیق تام و تفصیل احکام فقیر کی کتاب مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔ یہاں یہ گذارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتوے نے اس ادعائے ایہام کا کام تمام کر دیا۔

عبد النبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے، ایک شرک، ایک کذب، ایک صحیح۔ تو ناجائز احتمال جائز سے دونے تھے۔ بایں ہمہ اس کا حکم صرف خلاف اولیٰ فرمایا جو ممانعت و کراہت تحریمی درکنار، کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں۔ ہر مستحب کا ترک خلاف اولیٰ ہے۔ مگر مطلقاً مکروہ تنزیہی نہیں۔ ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے:

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذ لا بد لھا من دلیل خاص۔

marfat.com

اسی میں تحریر الاصول سے ہے :

خلاف اولیٰ ما لیس فیہ صیغۃ نھی کترک صلوٰۃ الضحیٰ بخلاف المکروہ تنزیھا۔

تو ہدایت علی جس میں چار احتمالوں سے صرف ایک باطل ہے۔ یعنی جائز احتمالات ناجائز سے تگنے ہیں۔ یہ کس طرح خلاف اولیٰ در کنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم الاحتراز ہو گیا؟ اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولیٰ کا نصف بھی نہ ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ صرف ۳/۸ یعنی مباح مساوی الطرفین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولیٰ کہا جائے تو ہدایت علی میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہو گی۔ اس لیے کہ ۲/۳ : ۱ :: ۱/۴ مجہول۔ پس ۱/۴ × ۲/۳ = ۲/۸

خیر! یہ حساب تو ایک تطییب قلوب ناظرین تھا۔ حق یہ ہے کہ ہدایت علی میں اصلاً کوئی وجہ کراہت تنزیہی کی بھی نہیں، لزوم احتراز تو بڑی چیز ہے اور فی الواقع ہر ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عبد النبی سے ہدایت علی کو نسبت ہی کیا ہے۔ جب وہ صرف خلاف اولیٰ ہے تو اسے خلاف اولیٰ کہنا بھی مخص بیجا ہے۔ کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر مذکور ہوا طالب حق کیلئے کافی۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل۔ واللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

کتبہ

محمد ن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محرم الحرام ۱۳۲۷ھ

مسئلہ ۲۲ موسم سرما اور گرما میں زوال کا وقت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ موسم سرما میں زوال کس وقت ہوتا ہے اور موسم گرما میں کس وقت؟ اگر موسم سرما میں زوال بحساب قمری بارہ بجے سے پیشتر ہوتا ہے تو بارہ بجے سے پہلے جو شخص نماز ظہر پڑھے گا اس کی نماز ہو گی یا نہیں؟ جواب مدلل ارقام فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب دھوپ گھڑی سے تو ایسا ہی ہے کہ زوال ہمیشہ ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے نہ کبھی

marfat.com

پیشتر ہوتا ہے نہ بعد۔ مگر گھڑیوں کے اعتبار سے وقت بلدی صرف چار دن ۱۶ اپریل، ۱۵ جون، یکم ستمبر، ۲۵ دسمبر کے سوا کسی دن ٹھیک بارہ زوال نہیں ہوتا۔ گھڑیوں کی چال روزانہ ایک سی ہوتی ہے اور آفتاب کی چال کبھی ایک سی نہیں۔ اوج ۴ جولائی سے حضیض ۲ جنوری تک تیز ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے زیادہ قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ زیارت بھی یکساں نہیں بلکہ آئندہ زیادت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حضیض پر اگر غایت سرعت پر پہنچتا ہے۔ پھر حضیض ۴ جنوری سے اوج ۲ جولائی تک چال سست ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے کم قوس قطع کرتا ہے اور روزانہ کمی بھی ایک سی نہیں بلکہ ہر آئندہ کمی پہلی کمی سے کم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اوج پر پہنچ کر نہایت درنگ ہو جاتا ہے۔ پھر وہی دورہ آغاز پاتا ہے اور اب اس سبب سے کہ ہندوستان میں عام طور پر ریلوے وقت رائج ہے۔ یہ چاروں بھی برابری کے باقی نہ رہے۔ بلکہ بلاد شرقیہ میں بقدر تفاوت طولین تمام تعدیلات ناقص ہوں گی اور بلاد غربیہ میں تمامی تعدیلات اسی قدر بڑھ جائیں گی۔ مثلاً بریلی کے لیے اگر خاص شہر کا وقت دیا جائے تو بلاشبہ یہی چاروں برابری کے ہوں گے۔ جن میں زوال جیسی گھڑی اور دھوپ گھڑی دونوں سے ٹھیک ۱۲ بجے ہوگا اور اگر ریلوے سے وقت دیا جائے تو بقدر تفاوت طولین ۱۲ سیکنڈ ۱۲ منٹ ہے تمامی تعدیلات زائد ہو جائیں گی۔ تو اب چار دن برابری کے جن میں دونوں وقتوں سے زوال ٹھیک ۱۲ بجے تھا ۱۲ سیکنڈ ۱۲ منٹ ۱۲ ست پر ہوگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

تعمیم نفع کے لیے ایک جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی بحذف سیکنڈ کہ ایک زمانہ کے لیے کار آمد ہو، ریلوے وقت سے دیا جاتا ہے کہ اس وقت وہی رائج ہے ان وقتوں سے اگر ۱۲ منٹ کم کر دیں تو اصلی وقت بریلی کا ہوگا۔

marfat.com

جدول نصف النہار حقیقی وشروع وقت ظہر بریلی

تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ	تاریخ شمسی	وقت ت منٹ
یکم جنوری	۱۲ ۱۵	۷ مارچ	۱۲ ۲۳	۲۹ اپریل	۱۲ ۹	۱۶ اگست	۱۲ ۱۶	۲۷ ستمبر	۱۲ ۳	۶ دسمبر	۱۲ ۳
۲	۱۲ ۱۶	۱۱	۱۲ ۲۲	۸ مئی	۱۲ ۸	۲۱	۱۲ ۱۵	۳۰	۱۲ ۲	۹	۱۲ ۴
۴	۱۲ ۱۷	۱۵	۱۲ ۲۱	۲۴	۱۲ ۹	۲۵	۱۲ ۱۴	۳ اکتوبر	۱۲ ۱	۱۱	۱۲ ۵
۶	۱۲ ۱۸	۱۹	۱۲ ۲۰	۲ جون	۱۲ ۱۰	۲۸	۱۲ ۱۳	۷	۱۲ ۰	۱۳	۱۲ ۶
۹	۱۲ ۱۹	۲۲	۱۲ ۱۹	۸	۱۲ ۱۱	یکم ستمبر	۱۲ ۱۲	۱۰	۱۱ ۵۹	۱۵	۱۲ ۷
۱۱	۱۲ ۲۰	۲۵	۱۲ ۱۸	۱۳	۱۲ ۱۲	۲	۱۲ ۱۲	۱۴	۱۱ ۵۸	۱۷	۱۲ ۸
۱۴	۱۲ ۲۱	۲۹	۱۲ ۱۷	۱۵	۱۲ ۱۲	۴	۱۲ ۱۱	۱۸	۱۱ ۵۷	۱۹	۱۲ ۹
۱۶	۱۲ ۲۲	یکم اپریل	۱۲ ۱۶	۱۸	۱۲ ۱۳	۷	۱۲ ۱۰	۲۴	۱۱ ۵۶	۲۱	۱۲ ۱۰
۱۹	۱۲ ۲۳	۴	۱۲ ۱۵	۲۳	۱۲ ۱۴	۱۰	۱۲ ۹	۱۵ نومبر	۱۱ ۵۷	۲۳	۱۲ ۱۱
۲۳	۱۲ ۲۴	۸	۱۲ ۱۴	۲۷	۱۲ ۱۵	۱۳	۱۲ ۸	۲۱	۱۱ ۵۸	۲۵	۱۲ ۱۲
۲۷	۱۲ ۲۵	۱۱	۱۲ ۱۳	۲ جولائی	۱۲ ۱۶	۱۶	۱۲ ۷	۲۵	۱۱ ۵۹	۲۶	۱۲ ۱۲
یکم فروری	۱۲ ۲۶	۱۵	۱۲ ۱۳	۸	۱۲ ۱۷	۱۹	۱۲ ۶	۲۸	۱۲ ۰	۲۷	۱۲ ۱۳
۲۵	۱۲ ۲۵	۱۶	۱۲ ۱۱	۱۵	۱۲ ۱۸	۲۱	۱۲ ۵	یکم دسمبر	۱۲ ۱	۲۹	۱۲ ۱۴
۳ مارچ	۱۲ ۲۴	۲۴	۱۲ ۱۰	۹ اگست	۱۲ ۱۷	۲۴	۱۲ ۴	۴	۱۲ ۲	۳۱	۱۲ ۱۵

رامپور و دیگر بلاد کے لیے بھی یہ نقشہ بحسب زیادتی یا کمی وقت بریلی موافق نقشہ جات سمت المبارک معدل کر لینے سے ایک زمانہ تک کے لیے ابتدائی وقت ظہر معلوم کرنے کا ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہوگا۔ نماز ظہر میں گھڑیوں کے ۱۲ بجے کا کچھ اعتبار نہیں اگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھی،

marfat.com

ہوگئی اور قبل پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔ ۲۸ نومبر کو بریلی میں ریلوے ٹائم سے ٹھیک ۱۲ بجے نصف نصف النہار ہے۔ پھر بعد کو ہوا کرے گا یہاں تک کہ یکم فروری کو ۱۲ ات ۲۶ منٹ پر ہو کر گھٹنا شروع ہوگا حتیٰ کہ ۸ مئی کو ۱۲ ات ۸ منٹ پر ہوگا۔ پھر بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ ۱۵ جولائی کو ۱۲ ات ۱۸ منٹ پر ہوگا۔ پھر گھٹتے گھٹتے ۷ اکتوبر کو ٹھیک ۱۲ بجے ہو کر گھٹتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۲ بجے سے پہلے وقت ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ۲۴ اکتوبر کو منتہائے نقصان ۱۱ ات ۵۶ منٹ پر آکر بڑھنا شروع ہوگا اور ۲۸ نومبر کو پھر ٹھیک ۱۲ بجے زوال ہوگا۔ تو ۷ اکتوبر سے ۲۸ نومبر تک جس شخص نے ٹھیک ۱۲ بجے یا کچھ پہلے مگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھ لی، نماز ہوگئی۔ ہاں جس نے وقت سے پہلے پڑھی اس کی نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۳۔ ایمان اور کمال ایمان

۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا، حضورؐ کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے، جو اس کا مقر ہے اس مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے۔ اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوں سے عداوت رکھے، اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں۔ جو کچھ دے اللہ کے لیے دے۔ جو کچھ روکے اللہ کے لیے روکے۔ اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احبّ للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۲۴ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں عقیدہ | جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ھ علمائے اہل سنت و

جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آج کل اکثر سنی فرقۂ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعقیدہ ہو گئے ہیں، اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے۔ یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لڑ کر ان کی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا۔

بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں کہ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

عمرو کا قول یہ ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں، ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔

ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ان کو سنت جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد۔ پھر فرمادیا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا" اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا	وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی
يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا	بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی

marfat.com

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝	جی چاہی چیزوں میں، ہمیشہ رہیں گے۔
لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ	قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین
وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا یَوْمُكُمُ	نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے
الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝	یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔ رب عزوجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ "اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے"۔ بایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے، اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ومن یکون یطعن فی معاویة!
فذاك من کلاب الهاویة

"جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے"۔

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے، زید و بکر جھوٹے ہیں، اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ اہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازۂ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے، سال بھر بعد دفن ہوئے۔ جنازۂ مبارکہ حجرۂ ام المومنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا۔ چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور رہتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازۂ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہتا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔

marfat.com

ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المومنین مولیٰ علی پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا پچھلی خدمت بجا لائے ہوتے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا۔ مگر ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید بہ نگاہش ہنر!

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے۔

من اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشك اللہ ان یاخذہ۔

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بجدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۵۔ پیشگی رقم دینا

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید کچھ روپیہ دہقانوں کو فصل سے پہلے اس شرط پر تقسیم کر دیتا ہے کہ جس وقت روپیہ دیا اُس وقت گندم خواہ کوئی غلہ ۱۰ مار کا تھا اور اس نے ۴ امار فی روپیہ نرخ ٹھیرا کر روپیہ دے دیا۔ اب فصل پر خواہ کوئی نرخ کم و بیش ۴ امار سے فروخت ہو لیکن وہ فی روپیہ ۴ امار کے حساب سے غلہ لے لیگا۔ بکر کہتا ہے کہ تو نے سود لیا۔ کیونکہ نرخ سے زیادہ ٹھیرا لیا۔

یہ صورت بیع سلم کی ہے۔ اگر اس کے سب شرائط پائے گئے تو بلاشبہ جائز ہے

marfat.com

اور کسی طرح سود نہیں اگرچہ دس سیر کی جگہ دس من قرار دے۔ ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے اگر دس سیر کی جگہ سیر ہی بھر لے۔ بقولہ تعالیٰ الا ان تکون تجارۃ عن تراض۔ اور اگر بیع رضامندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی۔ مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی، یا وہ چیز ٹھیری جو اس وقت سے وقت وعدہ تک ہر وقت بازار میں موجود نہ رہے گی۔ یا میعاد مجہول رکھی۔ یا اسی مجلس میں روپیہ تمام وکمال ادا نہ کر دیا تو ضرور حرام و سود ہے اگرچہ نرخ بازار سے کچھ زیادہ نہ ٹھیرا اور اگر خریدم و فروختم کا مضمون درمیان نہ آیا مثلاً اس نے کہا کہ ۱۴ سیر لیں گے۔ اُس نے کہا دوں گا۔ تو یہ نہ سود، نہ حرام، نہ اس کے لیے کسی شرط کی حاجت نہ اسے اس پر مطالبہ پہنچے اس کی خوشی پر ہے چاہے دے یا نہ دے کہ یہ سرے سے بیع ہی نہ ہوئی، نرا وعدہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۔ بیع غلہ کی وہ صورتیں جو سود ہیں

۱۹ر جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ میں فصل پر گندم ۱۵ مار کے دوں گا اور خالد نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ جو نرخ بازار فصل پر ہوگا اسی نرخ سے دس روپیہ کے گندم دوں گا۔ بکر نے کہا کہ میرے پاس اس وقت روپیہ نہیں ہے۔ تم دونوں شخص دس دس روپیہ کے گندم جو اس وقت دس سیر کا نرخ ہے لے جاؤ۔ دونوں شخص رضامندی سے گندم حسب شرائط بالا لے گئے اور فروخت کر کے دس دس روپیہ اپنے صرف میں لائے۔ اب زید کو فصل پر فی روپیہ ۱۵ مار گندم حسب وعدہ اور خالد کو فی روپیہ ۱۲ مار گندم نرخ بازار دینا ہوئے۔ یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بکر خالد کو حسب شرائط بالا یعنی جو فصل پر نرخ ہوگا دوں گا، دیتا تو جائز ہوتا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب یہ صورت حرام قطعی اور خاص سود ہے۔ ڈھائی من گیہوں جو اس نے دیے ان سے زیادہ لینا حرام حرام اور اگر روپیہ دیتا تو اس میں دو صورتیں تھیں۔ روپیہ قرض دیتا اور یہ شرط ٹھیرا لینا کہ ادا کے وقت گیہوں دینا تو شرط باطل تھی زید و خالد پر صرف اتنا ادا کرنا تھا اور اگر گیہوں کی خریداری کرتا اور روپیہ پیشگی دیتا تو یہ صورت بیع سلم کی تھی اگر

marfat.com

اس کے شرائط پائے جاتے جائز ہوتی ورنہ حرام ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۷ ۔ شہر سے ایک سے زائد جگہ پر جمعہ | اشعبان المعظم ۱۳۳۷ھ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر میں بہت جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے تو ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے جامع مسجد ہے اور جامع مسجد کی فضیلت رکھتی ہے یا وہی ایک مسجد جو متصل قلعہ کے جامع مسجد مشہور ہے ؟ اور شہر میں بہت جگہ جمعہ ہونے میں کچھ ممانعت تو نہیں ہے ؟ اور جمعہ میں کم از کم کتنے آدمی ہوں جو جمعہ ہو سکے ؟ اور زیادہ ثواب شہر کی کس مسجد میں ہے ؟ بینوا توجروا ۔

الاجواب | جامع مسجد وہی ایک ہے ۔ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کی ممانعت نہیں ۔ جمعہ کے لیے کم سے کم امام کے سوا تین آدمی ہوں ۔ مگر جمعہ و عیدین کا امام ہر شخص نہیں ہو سکتا ۔ وہی ہو گا جو سلطانِ اسلام ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون ، اور ان میں کوئی نہ ہو تو بضرورت جسے عام نمازی امام جمعہ مقرر کر لیں ۔ جمعہ کا زیادہ ثواب جامع مسجد میں ہے ۔ مگر جبکہ دوسری مسجد کا امام و افضل ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۸ ۔ طلاق کی قسمیں | ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلاق کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے ؟ اور وہ کون کون لفظ ہیں جن سے طلاق ہو جاتی ہے ؟ اور پھر اس کو اپنے نکاح میں کیسے لا سکتا ہے ؟ بینوا توجروا ۔

marfat.com

الاجواب | طلاق تین قسم ہے: رجعی۔ بائن۔ مغلّظ۔ رجعی وہ جس سے عورت فی الحال نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کرے وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گزر جائے اور رجعت نہ کرے تو اس وقت نکاح سے نکلے گی۔ پھر بھی برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔

بائن وہ جس سے عورت فی الفور نکاح سے نکل جاتی ہے۔ ہاں برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔ عدت کے اندر خواہ بعد۔

مغلظ وہ کہ عورت فوراً نکاح سے نکل بھی گئی اور اب کبھی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا جب تک حلالہ نہ ہو۔ یہ تین طلاقوں سے ہوتا ہے۔ خواہ ایک ساتھ دی ہوں خواہ برسوں کے فاصلہ سے۔

رجعی دی ہوں یا بائن۔ یا بعض رجعی بعض بائن، طلاق کے سیکڑوں لفظ ہیں بعض سے رجعی پڑتی ہے بعض سے بائن بعض سے مغلظ۔ رجعی و بائن کے تقریباً دو سو لفظ ہم نے اپنے فتاوے میں ذکر کیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۹۔ نصابِ زکوٰۃ | ۲۷ شعبان ۱۳۳۷ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحلیہم مرسلین مسائل ذیل میں:

(۱) صاحبِ نصاف رائج الوقت کے کتنے روپیہ سے ہو سکتا ہے؟

(۲) کیا نوٹ اور روپیہ کا ایک ہی حکم ہے؟ نوٹ تو چاندی سونے سے علیحدہ کاغذ ہے۔

(۳) قیصدی زکوٰۃ کا کیا دینا ہوتا ہے؟

(۴) جس شخص کے پاس روپیہ نہ ہو اور سونے چاندی کا زیور روزمرہ پہننے کا بقدر نصاب ہو کیا اس کو اس زیور میں سے زکوٰۃ دینا ہوگی؟

(۵) جس روپیہ میں سے زکوٰۃ پہلے سال دے دی اور باقی روپیہ بدستور دوسرے سال

marfat.com

تک رکھا رہا۔ اب دوسرے سال آنے پر کیا پھر اُسی روپیہ میں سے جس میں پہلے سال زکوٰۃ دے چکا ہے، دینا ہوگی ؟

(۶) فطرہ کے گندم بریلی کے وزن سے فی کس کتنے ہونے چاہئیں ؟

(۷) جو شخص روزہ رکھے یا نہ رکھے، بالغ یا نابالغ، سب کا فطرہ دینا واجب ہے ؟ جو شخص بوجہ ضعیفی کے روزہ نہ رکھ سکے اس کو فی روزہ کتنی خوراک مسکین کو دینا ہوگی ؟ وہ مسکین روزہ دار ہو یا غیر روزہ دار ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب (۱) نصاب انگریزی رائج روپوں سے چھپن روپے ہے۔

(۲) نوٹ اور روپیہ کا ایک حکم نہیں ہو سکتا۔ روپیہ چاندی ہے کہ پیدائشی ثمن ہے اور نوٹ کاغذ ہے، اصطلاحی ثمن ہے۔ تو جب تک چلے اس کا حکم پیسوں کے مثل ہے کہ وہ بھی اصطلاحی ثمن ہیں۔

(۳) زکوٰۃ ہر نصاب و خمس نصاب پر چالیسواں حصہ ہے اور مذہب صاحبین پر نہایت آسان حساب اور فقراء کے لیے نافع یہ ہے کہ فیصدی ڈھائی روپے۔

(۴) بے شک۔

(۵) دس برس رکھا رہے ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی جب تک نصاب سے کم نہ رہ جائے۔ یہ اس لیے کہ جب پہلے سال کی زکوٰۃ نہ دی، دوسرے سال اس قدر کا مدیون ہے تو اتنا کم کر کے باقی پر زکوٰۃ ہوگی۔ تیسرے سال اگلے دونوں برسوں کی زکوٰۃ اس پر دین ہے تو مجموع کم کر کے باقی پر ہوگی۔ یونہی اگلے سب برسوں کی زکوٰۃ منہا کر کے جو بچے اگر خود یا اس کے اور مال زکوٰۃ سے مل کر نصاب ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔

(۶) اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر۔

(۷) اپنا صدقہ واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کا اگرچہ ایک ہی دن کی ہو اور بالغ اولاد یا زوجہ صاحب نصاب ہوں تو ان کا صدقہ ان پر ہے۔ نہ ہوں تو کسی پر نہیں۔ غرض اس سے کسی حال اس کا مطالبہ نہیں۔ ہاں ان کے اذن سے ان کی طرف سے دیدے تو احسان ہے۔

marfat.com

(۸) فی روزہ وہی اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر گیہوں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۰ ۔ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا | ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ ۔ کیا فرماتے ہیں اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ آج کل عموماً بہت لوگ مساجد میں دنیوی باتیں کرتے بلکہ بعض بے باک تو قہقہہ، آپس میں دل لگی کرتے ہیں اور مسجد کا کوئی ادب نہیں سمجھتے کہ یہ خانہ خدا ہے ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور مسجد میں باتیں کرنے کی مذمت اور خاموش رہنے کی بھلائی مع حدیث شریف بیان فرمائی جائے تاکہ ایسے لوگ عبرت حاصل کریں ۔

الجواب | مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو اور مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے لاتا ہے ۔ اس کی حدیثیں بارہا بیان ہوئیں مگر کون سنتا ہے ۔ اللہ ہدایت دے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۱ ۔ حرام روپے کو نیک کام میں خرچ کرنا | ۶ شوال ۱۳۳۶ھ ۔ کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد، مدرسہ، چاہ نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مسجد میں نماز، مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ سے جائز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ حیلہ کیا ہے؟ بینوا توجروا ۔

marfat.com

الاجواب حرام روپیہ کسی کام میں لگانا جائز نہیں، نیک کام ہوں یا اور رسوا اس کے کہ جس سے لیا اسے واپس دے۔ یا فقیروں پر تصدق کردے، بغیر اس کے کوئی حیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں۔ اسے خیرات کرکے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیروں پر تصدق کردے۔ اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کرسکتا ہے۔ مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں۔ خریداری میں اگر یہ نہ ہوا ہو کہ حرام دکھا کر کہا کہ اس کے بدلے فلاں چیز دے۔ اس نے دی۔ اس قیمت میں نہ رحرام دیا، تو جو چیز خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتی۔ اس صورت میں فاتحہ وعرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے۔ مسجد میں نماز، مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے اور کوئیں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو، کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالہ میں، نہ کہ زمین کے پانی میں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ الذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۲ محصول چنگی کی ملازمت

۱۱ شوال ۱۳۲۷ھ۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چنگی کی جائز ہے یا نہیں؟ اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کرنا رعایا ہی کی آسائش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگادیتے ہیں اور چنگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب نیک نیت سے۔ چنگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے۔ نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار۔ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اس کے اذن کے اُس سے چھپا کرنا حق لینا کسی کو بھی جائز نہیں اور جائز نوکری میں نوکر کا خلاف قرارداد کرنا عذر ہے اور عذر مطلقاً حرام ہے۔ نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو بلاوجہ ذلت

marfat.com

وبلا کے لیے پیش کرنا شرعًا بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحدیث۔
رہا کہ حکام وقت کو اس کا تحصیلنا شرعًا کیسا ہے؟ نہ حکام کو اس بحث ہے نہ سائل حاکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتـــــــــــــــــــــــــبہ

محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۳۲۔ کفار کی قسمیں ۲۲ شوال ۱۳۳۷ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کتنے قسم کے ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب اللہ عزوجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے، کافر دو قسم ہیں: **اصلی و مرتد**۔
اصلی وہ جو شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے: مجاہر و منافق
مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔
اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔	بے شک منافقین سب سے نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے:

اوّل، دہریہ، کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوئم، مشرک، کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود جانتا ہے جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل۔

سوم، مجوسی آتش پرست

چہارم، کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

marfat.com

ان میں اول تین قسم کی ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع وگناہ ہو۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں: مجاہر و منافق۔

مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا۔ کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت وجماعت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ ہوشیار، خبردار، مسلمانو! اپنا دین وایمان بچائے ہوئے۔

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بجدہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۴ - مسجد میں مانگنا ۵ ذیقعدہ ۱۳۲۷ھ۔ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت و جماعت کا اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے

marfat.com

یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں ؟

الاجواب یہ جو مسجد میں غل مچا دیتے ہیں، نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے۔ اپنے لیے مانگیں خواہ دوسرے کے لیے

حدیث میں ہے:

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم۔	مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آوازوں سے بچاؤ۔

(رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع وعبدالرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما۔

حدیث میں ہے:

من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جھنم۔	جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لیے پل بنایا

رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا ادا ھا اللہ الیک فان المساجد لم تبنین	جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اس لیے نہ بنیں۔

لھذا۔ رواہ احمد ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلاضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام ہے۔ یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہِ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہو اور دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل نہ شور، نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل، یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

marfat.com

عبدہ الذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۵ ۔ خیرات کا ناجائز طریقہ | ۲ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور ٹکڑے روٹیوں کے اور بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں ۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے اور بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں نیچے زمین میں گر کر پاؤں سے روندی جاتی ہیں، بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ۔ ایسی خیرات اور لنگر جائز ہے ؟ یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے ؟ بینوا توجروا ۔

الجواب | یہ خیرات نہیں، شرور وسیئات ہے ۔ نہ ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی، اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۶ ۔ آداب مسجد | ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے حقانی اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں درخت امرود، بیلہ، گلاب وغیرہ ہو اور بوجہ تعمیر ہونے حجرہ وغسل خانہ کے ان درختوں کو کاٹا جاوے ۔ تو کوئی شخص ان درختوں کو کھود کر اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں ؟

دوسرے یہ کہ پیال یا لڑسی موسم سرما میں جو مسجدوں میں ڈالی جاتی ہے اور بعد گزر جانے

marfat.com

موسم سرما کے اس کو نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ تو جو شخص اس پیال یا لڑی یا چٹائی کہنہ جو قابل پھینک دینے کے ہو اس کو اپنے صرف میں مثل پانی گرم کرنے کے لا سکتا ہے یا نہیں ؟

تیسرے یہ کہ منڈیر ما فصیل مسجد جس پر وضو کرتے ہیں یا اذان دیتے ہیں وہ مسجد کے حکم میں ہے ؟ کیا مثل مسجد کے بات وغیرہ کرنے کی وہاں بھی ممانعت ہوگی ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب ان درختوں کو مسجد سے واجبی و مناسب قیمت پر مول لے کر لگا سکتا ہے۔ پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینک دی جائے، لے کر صرف کر سکتا ہے۔ فصیل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے معتکف بلا ضرورت اس پر جا سکتا ہے۔ اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا کوئی نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں۔ بیہودہ باتیں قہقہے سے ہنسنا وہاں بھی نہ چاہیے اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں نہیں۔ اس پر اذان دیں گے، اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں جب تک مسجد میں جگہ باقی ہو اس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں۔ دنیا کی جائز قلیل بات جس میں نہ چپقلش ہو، نہ کسی نمازی یا ذاکر کی ایذاء اس میں حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۳۷ قبر پر قرآن مجید پڑھنا | ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بعد دفن کر دینے میت کے حافظ قرآن کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم و بیش بٹھاتے ہیں اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں۔ پس اس طرح کی اُجرت دے کر قبروں پر پڑھوانا چاہیے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لیے معین داموں پر کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیں۔ پھر اس سے کہیں ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر پڑھ

marfat.com

آیا کرو۔ یہ جائز ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۲۸ بیمار کے ساتھ کھانا | ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۸ھ کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بیمار آدمی کے ساتھ کھاتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے اور کہتے ہیں بیماری ایک آدمی کی دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔ آیا حدیث میں اس کی کوئی ممانعت آئی ہے یا نہیں؟

الاجواب | یہ جھوٹ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اُڑ کر لگتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاعدوی بیماری اُڑ کر نہیں لگتی اور فرماتے ہیں فمن اعدی الاول اس دوسرے کو تو پہلے کی اُڑ کر لگی اس پہلے کو کس کی لگی۔ جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو۔ جیسے تر خارش یا معاذ اللہ جذام میں اس کا کپڑا نہ پہنا جائے۔ نہ اس خیال سے کہ بیماری لگ جائے گی بلکہ نجاست سے احتیاط کے لیے اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔ یونہی ساتھ کھانے میں، جبکہ ایمان قوی ہو کہ اگر معاذ اللہ بتقدیر الٰہی اسے وہی مرض ہو جائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا۔ ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ ان مرض والوں سے بچے جن کی نسبت متعدی ہونا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے۔ جیسے جذام والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائے گی کہ یہ تو مردود و باطل ہے۔ بلکہ اس خیال سے عیاذاً باللہ اگر بتقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے۔ اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدہ میں مبتلا ہونا ہوگا۔ لہٰذا احتراز کرے۔ ایسوں کو حدیث میں ارشاد ہوا فرعن المجذوم کما تفر من الاسد۔ "مجذوم سے بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۳۹ تثویب کی مستحسن صورتیں

۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ۔ علمائے اہل سنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ:

۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ کو میں مسجد اسٹیشن جنکشن پر نماز ظہر پڑھنے گیا (کیونکہ اسی پر میری تعیناتی تھی) مرزا صاحب امام مسجد نے بعد اذان ظہر صلوٰۃ کہی۔ ایک صاحب محمد نبی احمد ساکن سنبھل نے کہا یہ جو آپ نے صلوٰۃ کہی یہ بدعت ہے۔ بعد گفتگو کے وہ صاحب بہت تیز ہوئے اور کہا کہ تمام شہروں میں میں گیا مگر یہ طریقہ جو آپ کے یہاں ہے نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب نے کہا میں عالم نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلیے، وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کردیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوا اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہے اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ وسرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے۔ میں نے کہا کہ صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ جل شانہ، نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گذارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اور اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کو بدعت کہے، گمراہ ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب آپ نے ٹھیک جواب دیا اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے اس نے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔ استثنا کر دیا تھا یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

marfat.com

صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانچ برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین و مصر و شام وغیرہ میں جاری ہے۔ درمختار میں ہے :

والتسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الاٰخر سنۃ ۷۸۱ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین۔ وھو بدعۃ حسنۃ۔

ترجمہ: اور اذان کے صلوٰۃ و سلام ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں پیر کی شب عشاء میں شروع ہوا اُس کے بعد جمعہ میں بھی صلوٰۃ پڑھی گئی اور دس سال کے بعد مغرب کے سوا ہر وقت اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی گئی اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

قول البدیع امام سخاوی ہے :

والصواب انہ بدعۃ حسنۃ یؤجر فاعلہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ۔ تمباکو نوشی | ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۸ھ۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ تمباکو کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ جو لوگ تمباکو پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ اگر تمباکو پان کھا کر تلاوت قرآن عظیم و دیگر وظائف درود شریف وغیرہ پڑھیں تو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب | بقدر ضرر و احتلال حواس کھانا حرام ہے اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے، مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کر کے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے۔

بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہیے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو اور قرآنِ عظیم تو حالت بدبو میں پڑھنا اور بھی سخت منع ہے۔ ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف

marfat.com

ودیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمباکو ہو اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی تلاوت کے وقت ضرور منہ بالکل صاف کر لیں۔ فرشتوں کو قرآن عظیم کا بہت شوق ہے اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی۔ جب مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے۔ فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے۔ اس وقت اگر منہ میں کھانے کی کسی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے فرشتہ کو ایذا ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

طیبوا افواھکم بالسواك فان افواھکم طریق القراٰن ۔

اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن عزیز کا راستہ ہیں۔

رواہ السنجری من الابانۃ عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذا قام احدکم یصلی من اللیل فلیستك ان احدکم اذا قرآنی صلاتہ وضع ملك فاہ علی فیہ ولا یخرج من فیہ شئ الا دخل فم الملك۔ رواہ البیہقی فی الشعب وتمام فی فوائدہ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وھو حدیث صحیح۔

جب تم میں کوئی تہجد کو اُٹھے مسواک کر لے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے۔ جو اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے :

لیس شئ اشد علی الملك من ریح الثوم اذا قام عبد الی الصلوٰۃ قط الا التقم فاہ ملك ولا یخرج من فیہ اٰیۃ الا یدخل فی الملك۔

فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منہ سے نکلتی ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۴۱۔ ہمسایوں کے حقوق

۲ جمادی الاولی ۱۳۲۳ھ۔ علمائے اہل سنت کی خدمت میں گزارش ہے مسلمان پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر کافر یا رافضی یا وہابی کسی مسلمان کے پڑوسی ہوں تو ان کا بھی وہی حق ہوگا جو مسلمان کا ہے بینوا توجروا۔

الجواب مسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مازال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انه یورثه۔ رواه البیهقی فی السنن عن ام المومنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنهما بسند صحیح۔

جبریل مجھ سے پڑوسی کے حق کی تاکید بیان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اسے ترکہ کا وارث کردیں گے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حق الجار علی جاره ان مرض عدته وان مات شیعته وان استقرضك اقرضته وان اعور سترته وان اصابه خیر هنأته وان اصابته مصیبة غزیته ولا ترفع بناك فوق بنائه فتسد علیه الریح ولا تؤذیه بریح قدرك الا ان تغرف له منها۔ رواه الطبرانی فی الکبیر عن معویة بن حیدة القشیری رضی الله تعالیٰ عنه۔

ہمسائے کا ہمسائے پر حق یہ ہے کہ بیمار پڑے تو تو اس کے پوچھنے کو جائے اور مرے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے اور وہ تجھ سے قرض مانگے تو اسے قرض دے اور اس کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپائے اور اسے کوئی بھلائی پہنچے تو تو اسے مبارک باد دے اور کوئی مصیبت پڑے تو اسے دلاسا دے اور اپنی دیوار اس کی دیوار سے اتنی اونچی نہ کر کہ اس کے مکان کی ہوا روکے اور اپنی دیگچی کی خوشبو سے اسے ایذا نہ دے مگر یہ کہ اس کھانے میں سے اسے بھی حصہ دے (یعنی تو امیر ہے اور وہ غریب اور تیرے یہاں عمدہ کھانے پکتے ہیں، خوشبو اسے پہنچے گی۔ وہ ان پر قادر نہیں، اس سے ایذا پائے گا۔ لہٰذا اس میں سے اسے بھی دے کر وہ ایذا خوشی سے مبدل ہو جائے۔

marfat.com

رافضی وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں۔ نہ کسی کافر غیر ذمی کا اور یہاں کے سب کافر ایسے ہی ہیں۔ ان کے بارے میں صرف اتنا ہی ہے کہ ان سے عذر و بدعہدی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۲ ۔ نیاز اور فاتحہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ۔ راہبران دین و مفتیان شرع متین کا کیا حکم ہے کہ نیاز اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟ اور نیاز فاتحہ دینے کا مستحب طریقہ اور یہ کہ جس کی نیاز یا فاتحہ دلائی جائے اس کو ثواب کس طریقہ سے پہنچائے؟ اور سوائے اس کے اور مسلمانوں کو کس طرح کہہ کر ثواب پہنچائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں، عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اولیائے کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور تین بار یا سات بار یا گیارہ بار سورۂ اخلاص، اول آخر ۲-۳ یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی! میرے اس پڑھنے (اور اگر کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہوا سے میرے عمل کے لائق نہ دے، اپنے کرم کے لائق عطا فرما اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ندر پہنچا، اور ان کے آبائے کرام اور مشائخ عظام و اولاد مجاد و مریدین و محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۴۳ سیاہ خضاب | ۲۴ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ۔ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا کہ خضاب کا لگانا جائز ہے یا نہیں بعض علماء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب | سُرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ یہ حرام ہے۔ جواز کا فتویٰ باطل ومردود ہے۔ ہمارا مفصل فتویٰ اس بارے میں مدت کا شائع ہو چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۴ قادیانی رافضی۔ تبرائی۔ یہودی اور نصرانی کا ذبیحہ | ۲۰ جمادی اولیٰ ۱۳۳۸ھ

رہبران دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ ذبیحہ رافضی و وہابی اور قادیانی کا جائز ہے یا نہیں جبکہ بسم اللہ اللہ اکبر۔ کہہ کر ذبح کرے؟ اور کافر اہل کتاب عیسائی یہودی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے جبکہ وہ بسم اللہ اللہ اکبر۔ کہہ کر ذبح کریں؟ اور مسلمان عورت بھی ذبح کر سکتی ہے یا نہیں جبکہ کوئی مرد مکان میں نہ ہو؟ بینوا توجروا۔

الجواب | عورت کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ ذبح صحیح طور پر کر سکے۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ نام الٰہی عزجلالہ لے کر ذبح کرے۔ یونہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہو نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصاریٰ ہیں کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، ان سب کے ذبیحے محض نجس ومردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ ولا ذبیحۃ لمرتد۔ ہاں غیر تبرائی یعنی تفضیلیہ کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ ضروریات دین سے نہ کسی شے کا خود منکر ہو نہ اس کے منکر رافضی وغیرہ

marfat.com

کو مسلمان جانتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۵۔ قادیانی رافضی اور اہل کتاب کے ساتھ نکاح

۲۵ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص رامپوری نے کترین سے کہا کہ تم اعلیٰ حضرت سے دریافت کرنا کہ میں نے علماء کی زبانی سنا ہے کہ کافر کتابی سے نکاح جائز ہے اور رافضی تبرائی وہابی، قادیانی سے حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ تو کیا رافضی، وہابی، قادیانی کافر کتابی سے بدتر ہیں؟ رافضی تو خلفائے کرام کو تبرا کہہ کر اور وہابی توہین رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، اور قادیانی دعوئی نبوت، سے کافر ہوئے۔ لیکن کلمہ گو اور باقی افعال مثل نماز روزہ وغیرہ تو مسلمانوں کی طرح ہیں لیکن کافر کتابی تو سرے سے نہ حضور اکرم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانتے ہیں نہ نماز روزہ اور سب ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اگر رافضی، وہابی قادیانی سے نکاح ناجائز ہے تو کافر کتابی سے بدرجہ اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے اور یہ بھی کہا کہ اگر مرد مسلمان ہو تو اس گمان پر رافضیہ، وہابیہ، قادیانیہ سے نکاح کرے کہ یہ میری محکوم رہے گی۔ میں سمجھا کر یا جس طرح ہو سکے گا مسلمان کر لوں گا، تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب اگر مسئلہ ۲۲ کو دیکھتے اس کا جواب واضح ہو جاتا۔ احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق۔ رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے، بلکہ وہابی وغیرہ قرآن حدیث کا درس دیتے پڑھتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں شریک ہوتے بلکہ چشتی، نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور بایں ہمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا ضروریات دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ گوئی و ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے

marfat.com

ان کو اخبث واضر اور ہر کافر اصلی یہودی، نصرانی، بُت پرست، مجوسی، سب سے بدتر کر دیا
کہ یہ آکر پلٹے، دیکھ کر اُلٹے، واقف ہو کر اوندھے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

یہ اس کا بدلہ ہے کہ وہ ایمان لاکر کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مُہر کر دی گئی تو اب ان کو اصلا سمجھ نہ رہی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۶ سود کی بعض صورتیں

۱۹ رجب ۱۳۳۸ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ زید چند طریقہ سے صرافی کرتا ہے

(۱) روپیہ کا کل نامہ چاندی کا دیتا ہے۔
(۲) کل نامہ گلٹی کا۔
(۳) پورے سولہ آنے پیسے۔
(۴) چاندی گلٹی پیسے ملے ہوئے مگر سولہ آنے دیتا ہے۔
(۵) ہر چہار طریقہ مذکورۂ بالا میں ایک پیسہ کم۔
(۶) اسی طریقہ سے نوٹ کا نامہ دیتا ہے۔ یا تو ہر طریقہ میں پورا نامہ، یا ہر ایک میں ایک ایک پیسہ کم۔
(۷) اور ۱۰۰ نوٹوں کے ۹۹ روپیہ بھی فروخت کرتا ہے اور خریدنے والے خوشی سے لے جاتے ہیں۔

آیا یہ سب طریقے جائز ہیں یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الاجواب دونوں طرف نری چاندی ہو تو دو باتیں فرض ہیں۔ دونوں کا نئے کی تول ہم وزن ہوں اور دونوں دست بدست اسی جلسہ میں ادا کی جائیں۔ بائع مشتری کو دے دے

marfat.com

مشتری بائع کو ان میں سے جو بات کم ہوگی حرام ہے اور اگر ایک طرف روپیہ ہے اور دوسری طرف نری چاندی نہیں، گلٹ یا پیسے یا نوٹ ہیں۔ یا روپیہ سے کم چاندی باقی پیسے یا گلٹ نوٹ۔ یا ایک طرف نوٹ ہے اور دوسری طرف چاندی یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ تو صرف ایک بات لازم ہے کہ ایک طرف کا قبضہ ہو جائے۔ اگر بیع و شرا کرلی اور نہ بائع نے مشتری کو بیع دی نہ مشتری نے بائع کو ثمن تو حرام ہے اور ایک طرف کا قبضہ ہو جائے تو جائز ہے اگرچہ دوسری طرف سے ابھی نہ ہو اور اس صورت میں پیسے دو پیسے خواہ زائد کی کمی بیشی یا سو کا نوٹ ایک روپیہ، یا ایک روپیہ کا سو روپیہ کو برضامندی بیچنا سب جائز ہے۔ یہ سب صورتوں کا جواب ہوگیا۔ یہ احکام بیع میں ہیں۔ اگر روپیہ یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ قرض دیے اور یہ ٹھیرا لیا کہ ایک پیسہ زائد لیا جائے گا تو حرام قطعی اور سود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ : وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۷۔ ذبیحہ کا ایک اہم مسئلہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ۔ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت و جماعت کا کہ دیہات میں اکثر یہ رواج ہے کہ مسلمان بکرے کو ذبح کر کے چلا جاتا ہے۔ باقی گوشت، پوست سب ہندو چک بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ ایسا گوشت مسلمانوں کو کھانا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حرام ہے۔ کافر کا یہ کہنا کہ یہ وہی بکرا ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا مسموع نہیں اذ لا قول لہ فی الدیانات۔ ہاں اگر وقت ذبح سے وقت خریداری تک مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ کوئی مسلمان جب سے اب تک اسے دیکھتا رہا ہو جس سے اس پر اطمینان ہے کہ یہ وہی جانور ہے مسلمان نے ذبح کیا تھا تو خریداری جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۴۸ ۔ والدین کے حقوق | ۲۸ رجب ۱۳۲۸ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین کا بھی اولاد کے اوپر کچھ حق ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب | والدین کا حق اولاد پر اتنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے حقوق عظیمہ کے ساتھ گنا ہے۔

ان اشکرلی ولوالدیك ۔ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۴۹ ۔ اہل تشیع کے ساتھ میل جول کی حرمت | کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا، ان کی نیاز کی چیز لینا، خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں ؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا۔

الجواب | جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔

محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۰ ۔ احکامات محرم | ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفۂ مرسلین مسائل ذیل میں :

marfat.com

(۱) بعض اہل سنت جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

(۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔

(۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

(۴) ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلائے ——— یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الاجواب پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۱۔ شانوں تک بال رکھنا ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سیدھا صاحب سر پر بال اس طرح رکھیں کہ وہ کاکل یا گیسو کہے جا سکیں۔ تو ایسے بال ان سید صاحب کو بڑھانا جائز ہیں یا نہیں؟ سنا گیا ہے کہ امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گیسو تھے جو شانوں پر لٹکتے تھے۔

الاجواب شانوں تک گیسو جائز ہیں بلکہ سنت سے ثابت ہیں اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن اللہ تعہ المتشبہن بالنساء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عورتوں سے مشابہت کرنیوالے مردوں پر لعنت کرتا ہے۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

مسئلہ ۵۲ شرائط امامت | ۲۱ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ؟ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب | جو قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں، یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو، یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو، جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو، جیسے تفضیلیہ کہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یا تفسیقیہ، کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتے ہیں، ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ۔ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔

اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن۔ مثلاً ڈاڑھی مُنڈا، یا خشخاشی رکھنے والا، یا کتروا کر حد شرع سے کم کرنے والا، یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا، خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے، یا ریشمی کپڑا پہنے، یا مغرق ٹوپی، یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد کی انگوٹھی، یا کئی نگ کی انگوٹھی، یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہوں، یا سود خوار، یا ناچ دیکھنے والا۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اور جو فاسق معلن نہیں، یا قرآن عظیم میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امرد یا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھی خلاف اولیٰ اور پڑھ لیں تو حرج نہیں۔

اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انہیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے اگرچہ عالم متبحر ہو وہی حکم کراہت

marfat.com

رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو، وہاں ان کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھ لیے جائیں۔ بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیرہم، کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لیے نہ مل سکے تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

امام اسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارت، صحیح القراۃ ہو، مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو۔ یہی اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل و اطناب۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبـــ

مسئلہ ۵۳ | یکم صفر ۱۳۳۹ھ۔ کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا حق ہیں؟

الجواب | مرد پر عورت کا حق نان ونفقہ دینا، رہنے کو مکان دینا، مہر وقت پر ادا کرنا، اس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا، اسے خلاف شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالیٰ۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اور ان کے ساتھ بھلائی سے رہو۔

وقال تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ ورسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے۔ ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت، اس کے ناموس

marfat.com

کی نگاہداشت عورت پر فرض اہم ہے بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جا سکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن، وہ بھی صبح سے شام تک کے لیے اور بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جا سکتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اگر میں کسی کو کسی غیر خدا کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے" اور ایک حدیث میں ہے "اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف کرے تو اس کا حق ادا نہ ہوگا" واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بجمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۴۔ ننگے سر نماز پڑھنا

۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ۔ کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ننگے سر نماز پڑھتے اور پڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ جل شانہ' کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور نماز میں کسی طرح کی کراہت تو نہ ہوگی؟ بینوا توجروا۔

الجواب اگر بہ نیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بجمد ن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۵۔ شرائط ذبیحہ

۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جانور کو ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی پہلی دفعہ میں اس کی گردن اس کے جسم سے علیحدہ ہوگئی، اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی کھال اس کے سر سے کچھ لگی رہی تو کیا حکم ہے؟

الجواب دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

کتبہٗ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ ۵۶۔ تیجے کے چنے | ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ۔ کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا اس مسئلہ میں کہ چنوں پر جو سوئم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے ان کے کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہین اور کہتے ہیں کہ قلب سیاہ ہوتا ہے آیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ان کو کیا کرنا چاہیے؟ اسی طرح فاتحہ کے کھانے کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے کیا کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

ایک موضع میں ان سویم کے پڑھے ہوئے چنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لے کر مشرک چماروں کو دے دیتے ہیں وہاں یہی رواج ہمیشہ سے چلا آتا ہے لہذا ان کلمہ طیبہ کے پڑھے ہوئے چنوں کو مشرک چماروں کو دینا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب | یہ چیزیں غنی نہ لے، فقیر لے اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے، ان کے ملنے سے خوش ہوتا ہے۔ اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے۔ مشرک یا چمار کو ان کا دینا گناہ، گناہ گناہ، فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں اور لے لیے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے۔

یہ حکم عام فاتحہ کا ہے۔ نیاز اولیائے کرام طعام موت نہیں، وہ تبرک ہے۔ فقیر و غنی سب لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو۔ شرعی نذر پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۷۔ ذبح پر اجرت لینا | ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مذبح میں گاؤکشی کرتا ہے اور ہر ایک ذبیحہ پر دو پیسے یا ایک آنہ لیتا ہے اور وہی زید امامت بھی کرتا ہے اور گاہ گاہ اجرت ذبیحہ میں گوشت بھی لیتا ہے۔ اب علمائے دین فرمائیں کہ ذبیحہ پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے

marfat.com

یانہیں ؟ اور اس کا امامت کرنا درست ہے یانہیں ؟

اور بعض شخص کہتے ہیں کہ گوشت کھانا کسی آیت وحدیث سے ثبوت نہیں بعض شخص کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں گاؤ کو ذبح کرا کر اور اس کا گوشت پکوا کر اس میں اپنی انگشت مبارک تر کر کے چوس لیا ہے۔ سو یہ بھی تب کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی دن کا فاقہ تھا۔ جب سے گوشت کھانا لوگوں نے اپنے مزے کی خاطر جاری کر لیا ہے۔ اب جناب قبلہ سے امیدوار ہوں کہ اس کا پورا پورا ثبوت مع آیت وحدیث شریف کے تحریر فرما کر عطا فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب فرع پر لینے میں کوئی حرج نہیں لانہ لیس بمعصیۃ ولا واجب متعین علیہ۔ ہاں یہ ٹھیرانا کہ اسے ذبح کرتا ہوں، اس میں سے اتنا گوشت اجرت میں لوں گا، یہ ناجائز ہے۔ لانہ کقفیز الطحان۔ جو جائز ذبح پر جائز اُجرت ہے۔ اُس کے پیچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی حرج نہیں۔ اس کی امامت درست ہے۔ جبکہ کوئی مانع شرعی نہ رکھتا ہو۔ گوشت کھانا بلاشبہ قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ وقال اللہ تعالیٰ فَمِنْهَا رُكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ وہ بے سروپا حکایت جو کسی نے بیان کی محض کذب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بجمد ن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مسئلہ ۵۸۔ بزرگوں کا شجرہ پڑھنا ۲۷ ربیع الآول ۱۳۳۹ھ ہجری۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دائم تزویر ہے اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے:

از حضرت سید بہاؤالدین صاحب نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ از حضرت

حضرت خواجہ سید بہاؤالدین رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت جناب

marfat.com

شجرہ شما چیست فرمودند کہ کسے از شجرہ خوانی بجائے نرسد۔ پس خدائے عزوجل را بیگانگی می شناسیم۔ و بہمہ انبیاء و اولیاء ایمان آریم۔ و مقید سلسلہ نیستیم۔" یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

کا شجرہ کیا ہے جناب نے ارشاد فرمایا کہ صرف شجرہ خوانی سے کوئی کسی مقام پر نہیں پہنچتا پس ہم اللہ تعالیٰ کو بے مثلیت کے ساتھ پہچانتے ہیں اور تمام انبیاء اور اولیا پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی ایک سلسلہ کے ہم پابند نہیں ہیں۔

الجواب یہ قول محض باطل ہے اور اس میں ہزارہا اولیائے کرام پر حملہ ہے اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ہے۔ ساختہ ہے۔ اس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں اور پس خدائے عزوجل سے آخیر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے۔ بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے۔ جس طرح حدیث کی اسناد میں امام عبدالرشید بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء و علماء و محدثین و فقہاء سب کے امام ہیں۔ فرماتے ہیں۔

لولا الاسناد لقال فی الدین من شاء ما شاء۔

اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو جو شخص چاہتا دین میں اپنی مرضی کی بات کرتا پھرتا۔

شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں۔

اوّلاً۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

دوم۔ صالحین کا ذکر کہ موجب نزولِ رحمت ہے۔

سوم۔ نام بنام اپنے آقایانِ نعمت کو ایصالِ ثواب کہ اُن کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے۔

چہارم۔ جب یہ اوقاتِ سلامت میں اُن کا نام لیوا رہے گا وہ اوقاتِ مصیبت اس کے دستگیر ہونگے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفك فی الشدۃ۔

آرام کی حالت میں خدا کو پہچان وہ تجھے سختی میں پہچانے گا۔

marfat.com

رَوَاہُ اَبُوالْقَاسِمُ مِنْ بِشْرَانَ فِیْ اَمَالِیَہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَغَیْرِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ بِسَنَدٍ حَسَنٍ - وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ -

عبدہ الذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۵۹ - مسجد میں کھانا پینا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اندر مسجد کے کھانا پینا جائز ہے یا مکروہ۔ یا حرام؟ کیا وہ شخص جو نفل اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں داخل ہوا ہو۔ کھا پی سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اگر کھا پی سکتا ہے تو کیا کچھ ذکر الٰہی کرنے کے بعد یا داخل ہوتے ہی فوراً کھا پی سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب مسجد میں ایسا کھانا پینا کہ مسجد میں گرے اور مسجد آلودہ ہو۔ مطلقاً حرام ہے معتکف ہو۔ یا غیر معتکف۔ اسی طرح ایسا کھانا جس سے نماز کی جگہ گندہ ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں۔ تو غیر معتکف مکروہ اور معتکف کو مباح کہ اگر واقعی اسے اعتکاف منظور رہی تھا۔ جب تو نیت کرتے ہی معاً کھا پی سکتا ہے اور اگر اعتکاف کی نیت اس لیے کی۔ کہ کھانا پینا جائز ہو جائے۔ تو پہلے کچھ دیر ذکر الٰہی کرے پھر کھائے۔

عبدہ الذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مسئلہ ۶۰ - دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اور اس کی حیات میں اس کی چھوٹی بہن سے نکاح کیا۔ نکاح دوم جائز ہے۔ یا ناجائز؟ اور ان دونوں عورتوں سے جو اولاد ہوگی۔ وہ کیسی ہوگی؟ اور زید کا ترکہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور یہ دونوں عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں۔ یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

marfat.com

الاجواب زوجہ جب تک زوجیت یا عدت میں ہے اُس کی بہن سے نکاح حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ ۔ اُس سے جو اولاد ہوگی شرعاً اولاد حرام ہے۔ مگر ولد الزنا نہیں۔ اسے ولد حرام یعنی ولد الزنا کہنا جائز نہیں۔ جب تک اُس دوسری کو ہاتھ نہ لگایا تھا پہلی حلال تھی۔ اُس وقت تک کے جماع سے جو اولاد پہلی سے ہوئی۔ ولد حلال ہے اور بعد کے جماع سے جو اولاد ہو۔ وہ بھی شرعاً اولادِ حرام ہے۔ مگر ولد الزنا نہیں۔ دونوں عورتوں کی سب اولادیں کہ زید سے ہوئیں۔ زید کا ترکہ پائیں گی کہ نسب ثابت ہے۔ ہاں زوجہ ثانیہ ترکہ نہ پائے گی کہ نکاح فاسد ہے۔ دونوں عورتیں مہر کی مستحق ہیں۔ پہلی مطلقاً اور دوسری اُس صورت میں کہ حقیقۃً اُس سے جماع کیا ہو۔ فقط خلوت کافی نہیں پھر بھی اپنا پورا مہر پائے گی اور دوسری مہر مثل اور جو مہر بندھا تھا ان دونوں میں سے جو کم ہو۔ وہ پائے گی۔

درمختار میں ہے:

یَجِبُ مَهْرُ الْمِثْلِ فِیْ نِکَاحٍ فَاسِدٍ وَهُوَ الَّذِیْ فَقَدَ شَرْطًا مِّنْ شَرَائِطِ الصِّحَّةِ کَشُهُوْدٍ وَمِثْلُهٗ تَزَوَّجَ الْاُخْتَیْنِ مَعًا وَّنِکَاحَ الْاُخْتِ فِیْ عِدَّةِ الْاُخْتِ اھ ش بِالْوَطْءِ لَا بِغَیْرِهٖ کَالْخُلُوْطِ وَلَمْ یَزِدْ مَهْرَ الْمِثْلِ عَلَی الْمُسَمّٰی لِرِضَاهَا بِالْحَطِّ وَلَوْ کَانَ دُوْنَ الْمُسَمّٰی لَزِمَ مَهْرُ الْمِثْلِ۔

مہر مثل نکاح فاسد میں واجب ہوگا یعنی وہ نکاح جس میں شرائط صحت نکاح میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے مثلاً گواہ اور اسی طرح ہے دو بہنوں کا اکھٹا نکاح اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن کا نکاح اھ ش مذکورہ بالا صورت میں مہر وطئی کرنے سے واجب ہوگا وطئی کے بغیر خلوت وغیرہ سے مہر لازم نہیں ہوگا اور مہر مثل مہر مسمی پر زائد بھی نہ ہو کیونکہ کمی پر عورت راضی ہو چکی ہے اور اگر یہ مہر مسمی سے کم ہو تو مہر مثل لازم ہوگا۔

ہدایہ باب النکاح الرقیق میں ہے:

بَعْضُ الْمَقَاصِدِ فِی النِّکَاحِ الْفَاسِدِ

بعض مقاصد نکاح فاسد میں حاصل ہیں۔

marfat.com

حَاصِلَ کَالنَّسَبِ وَوُجُوْبِ الْمَهْرِ وَالْعِدَّةِ۔

جیسے ثبوت نسب اور وجوب مہر اور عدت۔

درمختار میں ہے۔

یَسْتَحِقُّ الْاِرْثَ بِنِکَاحٍ صَحِیْحٍ فَلَا تَوَارُثَ بِفَاسِدٍ وَّلَا بَاطِلٍ اِجْمَاعًا وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ۔

وارث وراثت کا حقدار صحیح نکاح سے ہی ہو گا پس نکاح فاسد اور باطل سے وارث نہیں ہو سکتا! جمالاً

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

کتبہ

بحمد ن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

حصّہ دوم

مسئلہ ۱۔ مغرب کا وقت کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا قول ہے وقت مغرب بہت قلیل ہے اسی وجہ سے چھوٹی سورۃ مغرب میں پڑھتے ہیں اور بعد دو سنت و نفل کے مغرب کا وقت نہیں رہتا یا پانچ۔ چھ منٹ اور رہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے نماز مغرب اول وقت پڑھنا اور چھوٹی سورۃ کا پڑھنا یہ سب مستحب ہے۔ مغرب کا وقت جب تک سُرخی شفق کی رہتی ہے باقی رہتا ہے بلکہ آدھ گھنٹے سے زائد رہتا ہے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ مغرب وقت کی پہنچان کہ کب تک رہتا ہے اور کتنی دیر رہتا ہے اور زید و عمرو کے قول کی تصدیق اور یہ کہ سُرخی کے بعد جو سفیدی رہتی ہے اگر اس وقت کوئی شخص نماز مغرب ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں اور بلا کراہت کس وقت تک پڑھنا جائز ہے۔

الاجواب ازید کا قول محض غلط ہے اس نے اپنی طبیعت سے یہ بات گڑھی ہے جبھی تو وہ شک کی حالت میں ہے۔ کبھی کہتا ہے نہیں رہتا پھر کہتا ہے پانچ یا چھ منٹ اور رہتا ہے یہ سب اس کے باطل خیالات ہیں جن کو شرعی معاملات میں استعمال کرنا حرام ہے بلکہ مغرب کا وقت اس سپیدی کے ڈوبنے تک رہتا ہے جو غربًا یعنی جانب مغرب میں شمالاً جنوبًا سپیدہ صبح کی طرح پھیلی ہوتی ہے اس کے بعد جو سپیدی نہ جنوبًا شمالاً بلکہ آسمان میں اوپر کی طرف کو طولاً صبح کاذب کی طرح باقی رہے اس کا اعتبار نہیں۔ غروب آفتاب سے اُس سپیدی ڈوبنے تک جو غربًا پھیلی ہوتی ہے۔ ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ وقت ہوتا ہے اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، ۱۸ سے ۳۵ منٹ تک وقت بدلتا رہتا ہے کہ بعض دنوں میں سپیدی ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ بعض دنوں میں ایک گھنٹہ ۱۹ منٹ میں ۲۰۔ اسی طرح ۳۵ منٹ بعد غروب ہوتی ہے۔ درالمختار تحت قول ماتن الشفق هو الحمرة عندهما وبه قالت الثلثة واليه رجع

marfat.com

الامام فرمایا: والمحقق فی الفتح بانه لایساعده روایة ولادرایة الخ وقال تلمیذه العلامة قاسم فی تصحیح القدوری ان وجوعه لم یثبت لما نقله الکافة من لدن الائمة الثلثة الی الیوم من حکایة القولین ودعوی عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول قال فی الاختیار الشفق البیاض وهومذهب الصدیق الخ ہاں مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دو رکعتوں کے قدر دیر لگانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے درمختار میں ہے والمستحب التعجیل فی المغرب مطلقا وتاخیر قدر رکعتین بکرة تنزیها اور بلا عذر اتنی دیر لگانا جس میں کثرت سے ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی وگناہ ہے اسی میں ہے۔ والمغرب الی اشتباك النجوم ای کثرتها کره تحریما الاحذر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسائل زکوٰۃ۔ وجوب قربانی۔ قضا نماز کی نیت

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت وجماعت کا مسائل ذیل میں:

(الف) زیور نقرئی یا طلائی روزانہ پہنا جاتا ہو یا رکھا رہے کیا دونوں پر زکوٰۃ ہے؟

(ب) حساب قیمت کا جس وقت زیور بنوایا تھا وہ رہے گا یا نرخ بازار جو بروقت دینے زکوٰۃ کے ہو؟

(ج) جو روپیہ تجارت میں ہے مثلاً پارچہ یا کرایہ وغیرہ خرید لیا ہے اس پر زکوٰۃ کس حساب سے دینا ہوگی؟

(د) نی صدی کیا زکوٰۃ کا دینا ہوگا۔

(ہ) زکوٰۃ کا روپیہ کافر، مشرک، وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ کو دینا چاہیے یا نہیں؟

(و) زکوٰۃ کا دینا ادنیٰ کس کو ہے، بھائی، بہن والدین جو صاحب نصاب نہ ہوں ان کو دینا چاہیے یا نہیں؟

(ز) چھپن روپیہ جس شخص کے پاس ہوں صاحب نصاب ہے اب وہ زکوٰۃ کا کیا دیوے؟

marfat.com

(ح) قربانی کس پر ہے اور واجب ہے یا فرض ؟
(ط) آج کل ہندوستان میں گائے کی قربانی کو بعض مسلمان مشرکوں کی خوشنودی کے لیے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بکری کی قربانی کرو تو کس کی قربانی کی جائے ؟

بینوا توجروا ۔

الاجواب الف) زیور مطلقاً زکوٰۃ ہے ہر وقت پہنے رہیں خواہ کبھی نہ پہنیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ب) سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا ، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی نرخ بنوانے کے وقت کا معتبر ہوگا نہ وقت ادا کا اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہ عربی وہ تاریخ و وقت جب عود کریں گے اُس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا ۔ اس وقت کا نرخ لیا جائے گا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(ج) سال تمام پر بازار کے بھاؤ سے جو اُس مال تجارت کی قیمت ہے اس کا چالیسواں حصہ دینا ہوگا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(د) آسانی اسی میں ہے کہ فی صدی ڈھائی روپے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(ہ) اُن کو دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(و) یہ جن کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی اور جو اس کی اولاد ہیں جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی ، نواسا نواسی ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بھائی بہن اگر مصرف زکوٰۃ ہوں تو اُن کو دینا سب سے افضل ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(ز) چھپن[۵۶] روپیہ کا چالیسواں حصہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(ح) صاحب نصاب جو اپنی حوائج اصلیہ سے فارغ چھپن[۵۶] روپیہ کے مال کا مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
(ط) مشرکوں کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی بند کرنا حرام حرام سخت حرام ہے اور جو بند کرے گا جہنم کے عذاب شدید کا مستحق ہوگا اور روز قیامت مشرکوں کے

marfat.com

ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۳۔ قضا نماز کا طریقہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کے ذمہ نماز قضا دس یا بارہ یا چودہ سال کی ہو وہ شخص کس طریقہ سے نماز قضا پھیرے جو طریقہ آسان ہو ارقام فرمایئے مع نیت اور وتر کے کہ نماز وتر قضا پڑھی جائے گی یا نہیں۔ جواب عام فہم ہو۔

بینوا توجروا۔

الاجواب قضا ہر روز کی نماز کی بیس ۲۰ رکعتیں ہوتی ہیں دو ۲ فرض فجر کے چار ظہر چار عصر تین ۳ مغرب چار عشاء کے اور تین ۳ وتر، اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے۔ نیت کی میں نے سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی یا پچھلی ظہر کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اُسے ادا نہ کیا اسی طرح ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ۔ کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحان کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں۔ ایک تخفیف کثرت قضا والے کے لیے یہ ہو سکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اَلْحَمْد شریف کی جگہ فقط سُبْحَانَ اللّٰہ تین بار کہہ کر رکوع کرے مگر وتروں کی تینوں رکعت میں الحمد اور سورۃ دونوں ضرور پڑھی جائیں۔ تیسری تخفیف پر کہ پچھلی التحیات ۔ کے بعد دونوں درود دل اور دعا کی جگہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ ۔ کہہ کر سلام پھیر دے چوتھی تخفیف یہ کہ وتروں کی تیسری رکعت میں دعا قنوت کی جگہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔ کہہ کر فقط ایک یا تین بار رَبِّ اغْفِرْلِی کہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ۴۔ ایام عدت کیا حکم ہے شرع مطہر کا اس مسئلہ میں کہ تین بھائی حقیقی ایک مکان میں رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد تین قطعے ہو گئے دو مکانوں کا

marfat.com

دروازہ ایک ہی رہا اور تیسرے قطعہ کا دروازہ علیحدہ دوسری جانب کو بنایا گیا مگر اُس مکان میں ایک کھڑکی پچھلے دونوں قطعوں میں آمدورفت کے واسطے رہی جس کے باعث سے تینوں بھائیوں کے مکان ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اس تیسرے قطعہ یعنی کھڑکی والے مکان کے ساکن کا انتقال ہوگیا تو مرحوم کی بی بی ایام عدت میں اس کھڑکی سے پچھلے دونوں قطعوں میں جا سکتی ہے یا نہیں اور پچھلے دونوں قطعوں کے مالک بھی مرحوم ہی تھے۔
بینوا توجروا۔

الجواب جب کہ میت کا مکان سکونت وہ تھا عورت اُس میں عدت پوری کرے اور کھڑکی دو مکانوں کو ایک نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئلہ امامت کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نکاح کیا بعد رخصت کے یہ معلوم ہوا کہ عورت امراض سخت میں مبتلا ہے اور اولاد کی اس سے قطعاً ناامیدی ہے اور کاروبار خانہ داری سے بالکل مجبور ہے۔ دو سال تک زید نے اپنی عورت کا علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا مجبوراً زید نے دوسرا نکاح کیا، زوجہ اولیٰ کے والدین نے اپنی لڑکی کو اپنے مکان پر روک لیا اور زید کے یہاں بھیجنے سے انکار کیا چند بار زید اپنی بی بی کے لینے کے واسطے گیا اور بہت خوشامد کی مگر زوجہ اولیٰ کے والدین کسی طرح رضامند نہیں ہوئے زید اُس کے بلانے کی کوشش میں ہے ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب اگر یہ صورت واقعہ ہے تو زید کا قصور کیا ہے اس کے پیچھے نماز بے تکلف روا ہے اگر اور شرائط امامت رکھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی. واللہ تعالیٰ اعلم۔ ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

مسئلہ۔ طوائف کے بیٹے کی امامت کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے۔ بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہوگیا نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بیّنوا توجروا۔

marfat.com

الاجواب نماز جائز ہونے میں تو کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدہ کا سنی ہو اور کوئی وجہ اس کے پیچھے منع نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جبکہ حاضرین میں اُس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو۔ کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ دعوت سُنت کیا حکم ہے شریعت مطہر کا اس میں کہ دعوت طعام کون سی سنت ہے اور کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتفصیل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الاجواب دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جب کہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہ نہ ہو نہ اور کوئی مانع شرعی ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے۔ باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے، جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول نہ کرنے کا اُسے مطلقاً اختیار ہے ردالمحتار میں ہے:

دعی الیٰ ولیمۃ ھی طعام العرس وقیل الولیمۃ اسم لکل طعام وفی الھندیۃ عن التمرتاشی اختلف فی اجابۃ الدعوی قال بعضھم واجبۃ لایسع ترکھا وقال العامۃ ھی سنۃ والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمۃ والافھو مخیر والاجابۃ افضل لان فیھا ادخال السرور فی قلب المؤمن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولا والافضل ان یاکل لو غیر صائم وفی البنایۃ اجابۃ الدعوۃ ستۃ ولیمۃ اوغیرھا واما دعوۃ یقعد بھا التطاول او انشاء الحمد اوما اشبھہ فلا ینبغی اجابتھا لاسیما اھل العلم اھ ملخصا وفی الاختیار ولیمۃ العرس سنۃ قدیمۃ ان لم یجبھا اثم وجفا لانہ استھزاء بالمضیف اھ ومقتضاہ انھا سنۃ مؤکدۃ بخلاف غیرھا وصرح شراح الھدایۃ بانھا قریبۃ من الواجب وفی التاتارخانیۃ عن الینابیع لو دعی الی دعوتہ فالواجب الاجابۃ ان لم یکن ھناک معصیۃ ولا بدعۃ والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا ان لا بدعۃ ولا معصیۃ

marfat.com

اھ والظاھر حملہ علی غیر الولیمۃ لما مر تاھل اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ترجمہ) دعوت دینا ولیمہ کی وہ کھانا شادی کا ہے اور کہا ولیمہ نام ہے۔ ہر کھانے کا فتاویٰ ہندیہ میں ہے ولیمہ اس کھانے کا نام ہے جو کھجور سے تیار کیا جاتا ہے۔ دعوت ولیمہ کے قبول کرنے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا قبول کرنا واجب ہے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ اکثر علماء نے کہا وہ سنت ہے اور بہتر یہ ہے کہ قبول کر اگر دعوت ولیمہ ہے ورنہ اس کو اختیار ہے اور قبول کرنا افضل ہے۔ اس قبولیت سے مومن کا دل خوش ہو جاتا ہے اور جب دعوت قبول کر لی ہے تو جائے ضرورت چاہے کھائے یا نہ کھائے اور بہتر یہ ہے کہ اگر روزہ دار نہیں ہے تو دعوت کھائے اور نہایہ میں ہے دعوت کا قبول کرنا سنت ہے ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت ہو لیکن ایسی دعوت کہ منعقد کیا اس کو بڑائی یا اپنی تعریف کے لیے یا اس کے مشابہ تو اس کا قبول کرنا ضروری نہیں خاص کر اہل علم کے لیے الی آخرہ ملخصاً اختیار کرنا ولیمہ عروس کا سنت قدیم ہے اگر اس کو قبول نہیں کیا تو گنہ گار ہوا اور ظلم کیا اس لیے دعوت دینے والے کا مذاق اور دل شکنی کی اور حقیقتہً وہ سنت موکدہ ہے ماسوائی دوسری باتوں کے اور تصریح کی ہدایہ شرح میں کہ وہ واجب کے قریب ہے اور تاتارخانیہ میں ہے۔ ہمارے نزدیک وہ بیع کی طرح ہے اگر دعوت دی گئی تو اس کا قبول کرنا واجب ہے اگر وہاں پر خلاف شرع بدعات وغیرہ نہ ہوں اور پرہیز کرنا زیادہ بہتر ہے ہمارے زمانے میں مگر جب معلوم ہو جائے کہ وہاں کوئی بدعت اور خلاف شرع نہیں ہے تو قبول کرنا ضروری اور ولیمہ کی دعوت کے سوا دوسری دعوتوں کو ان گزری ہوئی شرائط کے ساتھ غور و فکر سے قبول کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۸۔ شب معراج۔ شرعی احکام کو تسلیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کتاب معارج النبوۃ سے

marfat.com

لوگ اس کو بیان کرتے ہیں۔

(ب) کتاب معارج النبوۃ کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہل سنت معتبر محقق تھے یا نہیں۔

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(د) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان میلاد شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہیں یا نہیں۔

(ہ) خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہونگی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون آلودہ اور زہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دندان مبارک جو جنگِ اُحد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایا پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں اُمت عاصی کو بخشوائیں گی۔ صحیح ہے یا نہیں؟

(و) مجلس میلاد شریف پڑھنے کے لیے پیشتر ٹھہرا لینا کہ ایک روپیہ دو تو ہم پڑھیں گے اور اس سے کم پر نہیں پڑھیں گے اور وہ بھی اس سے پیشگی بطور بیعانہ یا سائی جمع کرا لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ز) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الٰہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں؟

(ح) رافضیوں کے یہاں محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہدائے کربلا و سوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟

(ط) بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اے حبیب یا ماں باپ کو بخشوائے یا اُمت کو آپ نے ماں باپ کو چھوڑا امت اختیار کی صحیح

marfat.com

ہے یا نہیں ؟

(ی) زید باوجود اطلاع پانے جوابات سوالات مذکور الصدر کے اگر اپنے قول و افعال مذکورہ بالا سے باز نہ آئے اور تائب نہ ہو اور ان جوابات کو جھوٹا تصور کرے اور یہی بیانات اور طریقے جاری رکھے تو اُس سے مجلس شریف پڑھوانا جائز ہے یا نہیں ؟

الاجواب (الف) بے اصل ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) سُنی واعظ تھے۔ کتاب میں رطب و یابس سب کچھ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اُس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیہ فی الھندیۃ وغیرھا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کرو ہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اُسے خالص اُجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اُس پر فاتحہ حرام ہے۔ یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا تو مگر اُس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کے لیے ہو معصیت یا منطنۂ معصیت یا تہمت یا منطنۂ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے :

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقض مواقع التھم۔

جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو اوّل تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر

marfat.com

ہی ہے جو اہل تقوٰی نہیں، اُسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقوٰی ہے۔ اس کے لیے وہ لہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن وقع حول الحمی اوشك ان یقع فیہ۔ جو رنے کے گرد چرائے گا کبھی اُس میں پڑ بھی جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں۔

(ھ) یہ سب محض جھوٹ اور افترا اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے مجمع اولین و آخرین میں اُن کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گے زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بیٹی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صراط پر گزر فرمائی ہیں پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حور جلو میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(و) اللہ عزوجل فرماتا ہے لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ یہ ممنوع ہے اور ثواب عظیم سے محرومی مطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔

(ح) حرام ہے ع کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ حدیث میں آرشاد ہوا۔ الاتجالسوھم ان کے پاس نہ بیٹھو دوسری حدیث میں فرمایا۔ من کثر سواد قوم فھو منھم۔ جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) محض جھوٹ افترا اور کذب بہتان ہے اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ی) جو بعد اطلاع احکام شرعیہ نہ مانے اور انہیں افعال پر مصر رہے اور فتوٰی شریعت کو جھوٹا تصور کرے وہ گمراہ ہے اس سے مجلس شریف پڑھوانا یا اُس کا سُننا

marfat.com

اُس سے اُمید ثواب رکھنا اُس کی تعظیم کرنا سب ناجائز ہے جب تک تائب نہ ہو۔

مسئلہ ۹ - مدینہ طیبہ میں رہائش کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہو گا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اُسی طرف پلٹ جائے گا پس اس جگہ سے کون جگہ افضل ہو گی اور اس زمانہ میں جبکہ نصاریٰ کا قبضہ اُس جگہ ہے کابل سے ہزار درجہ اس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لیے باعث سلامتی دین وشفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں اور یہ ہجرت اس کی درست ہو گی یا نہیں اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئے گا ایسی نیت اس کی درست ہو گی یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : والمدینۃ خیرلہم لو کانوا یعلمون ۝ مدینہ منورہ اُن کے لیے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا اور قبضۂ کفار کا بیان غلط اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا اُلٹی نیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰ - تحریکِ خلافت خدمت والا میں گذارش ہے کہ براہ کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں :

(۱) مسائل خلافت اسلامیہ وہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبدالباری فرنگی محلی وابوالکلام آزاد وغیرہ نے جو کچھ آواز اُٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ وشرعیہ کے موافق ہے یا خلاف۔

(۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بنا پر ہے اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اُٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک

marfat.com

ہلاکت سے کیوں نہیں روکا جاتا جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ تجویز فرمائی ہے۔ بینوا توجروا

الاجواب | مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے اور کاروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی وتقلید قرآن شریف وحدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا، مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا رام لچھمن پر پھول چڑھانا اور امامین کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بول کر مرگھٹ کو لے جانا، کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام اور کفر کی تمیز اٹھا دے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا جنہوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا کون مسلمان ان میں موافقت کر سکتا ہے ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے پاکی ہے اُسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۱۔ درخت یا اس کے پتے کی تسبیح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتا یا درخت بوجہ غفلت تسبیح گر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | رب عزوجل فرماتا ہے:۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔

اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی اُن میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح۔ اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح بناتی بھی قائم نہیں دائم التسبیح ہیں کہ ان من شیٔ کے دائرہ سے خارج نہیں

marfat.com

مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اس روح متعلق کے اختیاری نہیں وہ اسی اِنْ مِنْ شَیْءٍ ۔ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔

دوسری تسبیح روح یہ ارادی و اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نباتات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں۔

فانه ما دام رطبا یسبّح الله تعالیٰ فیؤنس المیت ۔ کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے۔

مگر قتل و قطع و موت و بیس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو لا تیجزیٰ باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی۔ ان من شئ الا یسبّح بحمدہ ۔ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۔ ذکر خداوندی کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں" اور کبھی اس طرح کہتے تھے "ارشاد فرماتا ہے" کہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور کہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر و شرک تو لازم نہیں آتا ہے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور کتابوں کے مصنف نے اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں لکھا اور فرماتا ہے لکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم میں تو صدہا جگہ ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر ہے کہ عرض کرے گا ربّ ارجعون اعمل صالحًا ۔ اس میں علماء نے

marfat.com

تاویل فرمادی ہے کہ ارجع کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی ارجع ارجع ارجع ۔ ہاں ضمائر غیبت میں ذکر مرجع ضیغہ جمع فارسی اور اُردو میں بکثرت بلا نکیر رائج ہیں ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید　　قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

(ترجمہ) آسمان امانت کا بوجھ نہ اُٹھا سکا قرعہ مجھ دیوانے کے نام ڈال دیا۔

ع : سعدیا روز ازل جنگ بترکاں دادند

ترجمہ : اے سعدی ازل کے دن سے جنگ ترکوں کے حصہ میں رکھی ہے۔

زرویت ماہ تاباں آفریدند　　زقدت سرو بستاں آفریدند

ترجمہ: تیرے چہرے سے ماہ تاباں کو پیدا کیا تیرے قد سے باغ میں سرو کو پیدا کیا۔

ایسی جگہ لوگ قضا و قدر کو مرجع بتاتے ہیں بہر حال یوں ہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر اس میں کفر و شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہو سکتا نہ گناہ ہی کہا جائے گا بلکہ خلاف اولیٰ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۱۳ ۔ بچے کو بسم اللہ شروع کرانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر قاعدہ ہے جب لڑکا چار برس چار ماہ چار دن کا ہوتا ہے تو بسم اللہ شریف اس کو پڑھاتے ہیں اور خوشی کرتے مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں اس کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں سنت ہے یا مستحب کیا یہی ضروری ہے کہ جب لڑکے کی عمر مذکورہ بالا ہو جب ہی پڑھائی جائے یا کم و بیش پر بھی پڑھا سکتا ہے اور کسی عالم کے پاس لے جائے یا ہر شخص صحیح عقیدہ پڑھ سکتا ہے نیز مسنون طریقہ ارقام فرمایئے ۔

الجواب طریقہ مذکورہ جائز ہے اور اتنی عمر ضروری نہیں کم بیش بھی ہو سکتی ہے اور عالم کو پڑھانا بہتر ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۱۴ ۔ وصال مرشد کے بعد دوسرے بزرگ کی بیعت

حضرات کرام اہل سنت

وارث علوم شریعت کیا فرماتے ہیں کہ زید سنی بزرگوار کا مرید ہے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا ان

marfat.com

بزرگوار کا انتقال ہوگیا اب زید اور کسی عالم سے بیعت ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الاجواب تبدیل بیعت بلاوجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے اور جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے وہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اسی سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۵۔ جمعہ کے دن احتیاط الظہر کیا فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ بالبر والاحسان اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد پھر نماز ظہر پڑھنی چاہیے یا نہیں۔

الاجواب ہندوستان بفضلہ دارالاسلام ہے یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے اس کے بعد نماز ظہر کی حاجت نہیں وہاں جاہلوں نے جو دیہات میں جمعہ نکال لیا ہے وہاں اگر کوئی جمعہ پڑھے تو اس پر ظہر پڑھنا ضرور لازم ہے کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۔ داڑھی منڈوانا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی داڑھی منڈے سے ملاقات ہو اور یہ شناخت نہ ہو کہ مسلمان ہے یا ہندو اس کو سلام کرنا چاہیے یا نہیں اور اس سے صاحب سلامت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب جو شخص پہچان میں نہ آئے کہ مسلمان ہے یا کافر اس سے ابتداء سلام جائز نہیں کہ ابتداء سلام مسلمان کے ساتھ سنت ہے اور کافر کے ساتھ حرام اور فعل جب سنت و حرام میں متردد ہو ناجائز رہے گا کما فی الخلاصہ والدر المختار وغیرھما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷۔ رسول اکرم ﷺ پر درود کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عبداللہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف چاروں پشت پر فاتحہ درود پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب ہمارے نزدیک صحیح و رجیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و امہات حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ سے حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا تک

marfat.com

سب اہل توحید و اسلام و نجات ہیں تو انہیں ایصال ثواب میں حرج نہیں البتہ احناف علماء سے بچنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ ثواب نذر بارگاہ بیکس پناہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے اور حضور کے طفیل میں حضور کے علاقہ والوں کو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۔ یزید پلید کا اسلام و کفر کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ ازروئے فرمان اللہ و رسول یزید بخشا جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۔ غنی صدقہ کھا سکتا ہے یا نہیں کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو چیز خالص توجہ اللہ دی جاتی ہے اس کا کھانا امیر و غنی کو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر غنی پر حرام ہے اور صدقہ نافلہ جیسے حوض و سقایہ کا پانی یا مسافر خانہ کا مکان غنی کو بھی جائز ہے مگر یہ کہ جو صدقہ ہو غنی کو دے غنی لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰۔ فرشتوں پر درود کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرشتہ پر فاتحہ درود پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

الجواب درود جیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تو ملائکہ کے لیے ہے یہی ایصال ثواب بھی کر سکتے ہیں۔

ان الملئکۃ اھل الثواب کما ذکرہ امام الرازی وفی ردالمحتار للملئکۃ فضائل علینا فی الثواب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: اس لیے کہ ملائکہ ثواب کے اہل ہیں جیسا کہ امام رازی در مختار میں ذکر کیا ہے ملائکہ کے ہم پر

marfat.com

ثواب میں افضلیت ہے۔

مسئلہ ۲۱ ۔ احکام نذر کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی کہے یعنی منت مانے کہ جان کا بدلہ صدقہ مسجد میں لے جائیں گے اور اسی کو بعض یوں کہتے ہیں کہ جان بچ جائے یا کام بن جائے تو نذر اللہ مصلی کو کھلائیں گے کوئی کہے کہ ہمارا کام پورا ہو جائے تو مسجد میں شیرینی لے جا کر مصلی کو کھلائیں گے تو یہ چیز ہر ایک کو کھانا جائز ہے یا نہیں خواہ امیر ہو یا غریب۔ بینوا توجروا۔

الاجواب مسجد میں شرینی لے جائیں گے یا نمازیوں کو کھلائیں گے یہ کوئی نذر شرعی نہیں جب تک کہ خاص فقراء کے لیے نہ کہے اُسے امیر فقیر جس کو دے سب کھا سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲ ۔ مُردے کی طرف سے کھانا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مُردہ کے نام کا کھانا جو امیر و غریب کو کھلاتے ہیں کس کو کھانا چاہیے اور کس کو نہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ مردہ کے نام کا کھانا مصلی امیر غریب سب کو کھلاتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب مردہ کا کھانا صرف فقرا کے لیے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے۔ کما فی فتح القدیر و مجمع البرکات۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳ ۔ پیٹھے کا حلال ہونا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سورج کدو یعنی پیٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا۔

الاجواب پیٹھا حلال ہے۔ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴ ۔ تقریب ختنہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ختنہ کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا۔

الاجواب درست ہے کہ یہ سرور ہے اور سرور میں دعوت سنت ہے بخلاف طعام موت کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۲۵۔ مُردے کی طرف سے نماز روزہ حج کی ادائیگی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص منت کسی قسم کی نماز روزہ حج صدقہ مانے اور بغیر ادا کیے ہوئے مرگیا اُس کے اس حق کے ادا کی کیا صورت ہے :۔ بینوا توجروا۔

الجواب اگر وصیت کر گیا ادا واجب ہے اور وصیت تہائی مال میں نافذ ہو گی۔ حج کروائیں صدقہ دیں، نماز روزہ کا فدیہ دیں اور اگر وصیت نہ کی اور وارث بالغ اُس کی طرف سے حج کرے یا کرائے اور اپنے حصہ میں سے صدقہ فدیہ دے تو بہتر و موجب اجر ہے ورنہ مطالبہ نہیں میت نے اگر ادا میں تقصیر کی تو اس پر مطالبہ ہے ورنہ اس پر بھی نہیں جوہرہ نیرہ درمختار میں ہے :

اذامات من علیه زکوٰة او فطرا وکفارة اونذر لم تؤخذ من ترکته عندنا الاان تبرع ورثته بذٰلك وهم من اهل التبرع ولم یحبروا علیه وان اوصی تنفذ من ثلث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: اگر ایسے شخص کا انتقال ہو جائے جس پر زکوٰۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا نذر واجب ہے تو اس کے ترکہ سے ہمارے احناف کے نزدیک ان متذکرہ بالا میں سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۶۔ مسئلہ وراثت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی کافر ہیں ایک مسلمان ہو گیا تو اب وہ بھائی کافر اس کو حق حصہ نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہمارے مذہب سے نکل گئے تمہارا حق کیسا ہے تو اس مسلمان بھائی کا حق ہو گا یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب اگر باپ کا ترکہ دونوں بھائیوں نے پایا تھا اب ایک مسلمان ہو گیا تو وہ اپنے حصہ کا مالک ہے مسلمان ہوتے سے ملک زائل نہ ہوئی ہاں اس کے اسلام کے بعد اُن کافروں میں جو مرا اس کا ترکہ اُسے نہ ملے گا لاختلاف الدین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دین کے اختلاف کی وجہ ہے۔

marfat.com

مسئلہ ۲۷ عورتوں کو مزارات پر جانے کی ممانعت | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اُس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں پاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب و حاجت برائی کے لیے اور وہاں بیٹھتی ہیں تو اُس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں اگر یہ باتیں بُری ہیں تو اُس بزرگ میں ——— تصرف و قوت روکنے کی ہے یا نہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ دربار بزرگان میں آنے والے اُن کے مہمان ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کر سکتے ہیں اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ وہ تصرف کر سکتے تو وہاں رنڈیاں گاتی بجاتی ناچتی ہیں عورتیں غیر محرم رہتی ہیں ان کے بچے پیشاب کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے یہ کہنا ان لوگوں کا اور ان کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں اور اس کا کیا جواب ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب عورتوں کو مزارات اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے اولیاء کرام کا مزارات سے تصرف کرنا بے شک حق ہے اور وہ بے ہودہ دلیل محض باطل اصحاب مزارات دائرہ تکلیف میں نہیں وہ اس وقت محض احکام تکوینیہ کے تابع ہیں سیکڑوں ناحفاظیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں اللہ عزوجل تو قادر مطلق ہے کیوں نہیں روکتا حاضران مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸ مزامیر کے ساتھ قوالی | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قوالی جو عرسوں میں یا اُن کے علاوہ ہوتی ہے جس میں سوا نعتیہ غزلیات کے عاشقانہ آلات یعنی مزامیر کے ساتھ بجائے جاتے ہیں جائز ہیں یا نہیں بزرگ لوگ جو اس میں شریک ہوتے ہیں بلکہ بعض کی نسبت وصال ہو جانا بھی سنا جاتا ہے یہ فعل ان کا کیسا ہے اگر یہ بُرا ہے تو گدیوں یعنی خانقاہوں میں پشتہا پشت سے ہوتی چلی آتی ہیں خلاف ہے یا نہیں اور ایسی خانقاہوں میں جانا اور ارادت اختیار کرنا ——— اور انہیں بہتر سمجھنا اور اُن کے سامنے سر نیاز خم کرنا کیسا ہے جائز ہے

marfat.com

یانہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب خالی قوالی جائز ہے اور مزامیر حرام زیادہ غلو اب منتسبان سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام است حضرت مخدوم شرف الملۃ والدین یحییٰ منیری قدس سرہ نے مزامیر کو زنا کے شمار کیا ہے۔ اکابر اولیاء نے ہمیشہ فرمایا ہے کہ مجرد شہرت پر نہ جاؤ جب تک میزان شرع پر مستقیم نہ دیکھ لو پیر بنانے کے لیے جو چار شرطیں لازم ہیں اس میں ایک یہ بھی کہ مخالفت شرع مطہر آدمی خود اختیار نہ کرے ناجائز فعل کو ناجائز ہی جانے اور ایسی جگہ کسی ذات خاص سے بحث نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹ ۔ قبر سے چراغ کی روشنی کا ظاہر ہونا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار سے جو چراغ کی روشنی غیبی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اس سے صاحب مزار کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے ورنہ امر محتمل ہے شیطان ایسے کرشمے دکھاتا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں ایک شمع روشن ہو جاتی۔ ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا اُسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے پھر ایک ربانی نوران کے ساتھ فرما دیا۔ کما فی بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰ ۔ قبر پر درخت لگانا کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر درخت لگانا دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لیے چاروں طرف کھود کر جس میں جدید قدیم قبریں بھی ہیں محاصرہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب حفاظت کے لیے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایہ زائرین

marfat.com

کے لیے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جدا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۔ زندہ بزرگوں کا وصال یافتہ بزرگوں سے ہم کلام ہونا | کیا فرماتے ہیں علمائے دین

اس مسئلہ میں کہ ظاہر ولی اللہ یعنی زندہ اور صاحب مزار ولی اللہ کے مابین ظاہر ولی اللہ کے مابین ظاہر طریقہ سے ہم کلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | بکثرت ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۔ اسمائے مبارکہ | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اللہ عزوجل کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اُس کی ثنائیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمی سے ناشی ہے۔ آٹھ سو سے زیادہ مواہب و شرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے اور حصر ناممکن۔

مسئلہ ۳۳۔ سورت فاتحہ اور سورت اخلاص میں مدحت رسول | کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورۂ فاتحہ و سورۂ اخلاص میں خدا کی ہی تعریف ہے یا رسول اللہ کی بھی؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | سورہ فاتحہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے اھدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انعمت علیہم کے چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں انبیاء کے سردار مصطفےٰ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیا کی ایک تفسیر بتائی جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے میں سورۂ اخلاص بھی داخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۳۴۔ خواب میں کسی کام کے کرنے کا حکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگ حال حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم دیتے ہیں اگر بعد وصال کے بھی خواب میں تعلیم کریں تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے؟

الاجواب اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۔ قصہ لال کافر کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولیٰ علی نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اُس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب یہ بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۔ استن حنانہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حنانہ لکڑی جو آپ کے فراق میں نالاں تھی قیامت کے دن اُس کا کیا حال ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الاجواب وہ جنت کا ایک درخت کیا جائے گا کما فی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷۔ دعویٰ خدائی کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرات منصور و تبریز و سرمد نے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کھال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں اور فرعون شداد ہامان، نمرود نے دعویٰ کیا تو مخلد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟

الاجواب ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہ کہا اُس نے کہا جسے کہنا شایاں ہے آواز بھی انہیں سے مسموع ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سنا۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ۔ "میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا" کیا درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ اللہ نے یونہی یہ حضرات اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۳۸۔ احکام مالگزاری کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ جس زمین سے مال گزاری مالک لیتا ہے اس میں اگر پانی ٹھہرا اور مچھلی ٹھہری تو مالک کہتا ہے کہ یہ مچھلی ہماری ہے اگر رعایا نہ دے تو گنہگار تو نہیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب مباح مچھلی جو پکڑے اُسی کی ہے مالک کو اس پر دعویٰ نہیں پہنچتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۔ نماز میں طول قیام کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:۔

(الف) طول قیام کثرت رکوع و سجود سے احب ہے یا نہیں؟

(ب) نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہیے یا نہیں؟

(ج) امام قراءت یا رکوع کو کسی مقتدی کے واسطے للّٰہ دراز کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ مقتدی وضو کر رہا ہو یا مسجد میں آگیا ہو اور یہ امام کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے کہ عنقریب شریک ہونا چاہتا ہے بایں صورت رکوع میں کچھ دیر کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(د) وتر میں قبل دُعاء قنوت کے سہواً رکوع کیا اور دو ایک تسبیح بھی پڑھ چکا ہے۔ اب خیال ہوا اور کھڑے ہو کر قنوت پڑھی تو اس صورت سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(ہ) ایک آیت مایجوز بہ الصلوٰۃ۔ کی کتنی مقدار ہے؟

الاجواب (الف) ہاں طول قیام احب ہے، ردالمختار میں ہے المذہب المعتمد ان طول القیام احب اسی میں ہے المذہب المعتمد ان طول القیام احب اسی میں ہے قول الامام ھوالمصحح بل ھو قول الکل۔

(ب) اُٹھا لینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے اور اگر تذلل و انکسار کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اُٹھانی افضل درمختار میں ہے۔ سقطت قلنسوتہ فاعادتھا افضل۔ جائے تو اس کا اوڑھ لینا افضل ہے)

الا اذا احتاجت بتکریرا وعمل کثیر ردالمختار۔ الظاھر ان افضلیتہ اعادتھا حیث لم یقصد بترکھا التذلل۔

marfat.com

(ج) اگر خاص کسی شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ یا خوشامد کے لیے منظور ہو تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھانے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یخشی عَلَیْہِ امر عظیمٌ۔ یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر خدا کے لیے کیا اور اگر خاطر خوشامد منظور نہیں بلکہ عمل حسن پر مسلمان کی اعانت (اور یہ صورت میں واضح ہوتی ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو نہ کوئی غرض اس سے اٹکی ہو) تو رکوع میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز بلکہ اگر حالت یہ ہو کہ یہ ابھی سر اٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑ جائے گا تو بڑھا مطلوب اور جو ابھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا ہے وضو وغیرہ کرے گا یا وضو کر رہا ہے اس کے لیے قدر مسنون پر نہ بڑھائے بلکہ اگر بڑھانا موجب ثقل حاضرین نماز ہوگا تو سخت ممنوع و ناجائز۔ المسالۃ وواردۃ فی الکتب وبسطہا الشامی فی صفۃ الصلوٰۃ وما قلتہ عطر التحقیق۔

(د) تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی کچھ پڑھنے پایا ہو اُسے قنوت کے لیے رکوع چھوڑنے کی اجازت نہیں اگر قنوت کے لیے قیام کی طرف عود کیا گناہ کیا پھر قنوت پڑھے یا نہ پڑھے اس پر سجدہ سہو ہے۔ درمختار میں ہے:۔

لونسی القنوت ثم تذکرہ فی الرکوع لایقنت فیہ لفوات محلہ ولایعود الی القیام فان اعاد وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاتہ ویسجد للسھو قنت اولا لزوالہ عن محلہ اھ اقول وقولہ ولم یعد الرکوع ای ولو لم یعدہ لانہ لم یرتفض بالعود للقنوت لکان لو اعادہ فسدت لان زیادۃ مادون رکعتہ لاتفسد نعم لایکفیہ اذن بسجود السھو لانہ اخر السجدۃ بھذا الرکوع عمدا فعلیہ الاعادۃ سجد للسھو اولم یسجد۔

ترجمہ:۔ اگر دعائے قنوت کو بھول گیا پھر اس کو رکوع میں یاد آیا تو دعائے قنوت نہ پڑھے اپنے محل سے فوت ہو جانے کی وجہ سے اور نہ قیام کی طرف لوٹے اور اگر قیام کی طرف لوٹا اور دعائے

marfat.com

قنوت پڑھی اور رکوع دوبارہ نہیں کیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اور سجدہ سہو کرے قنوت پڑھی ہو یا نہیں پڑھی ہو قنوت کا اس جگہ بدل جانے کی وجہ سے۔

(ھ) وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک مُدْهَامَّتٰنِ ۵ اگرچہ پوری آیت اور چھ حرف سے زائد ہے جواز نماز کو کافی نہیں۔ اسی کو منیہ وظہیریہ وسراج وہاج وفتح القدیر و بحر الرائق و درمختار وغیرہ میں اصح کہا اور امام الاجل علی اسبیجابی و امام ملک العلماء و ابوبکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف مدھامتن سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا درمختار میں ہے:

اقلہا ستۃ احرف ولو تقدیرا کلم یلد اذا کانت کلمۃ فالاصح عدم الصحۃ

ہندیہ میں ہے:

الاصح انہ لایجوز کذا فی شرح الجمع لابن ملک وھکذا فی الظھیریۃ والسراج الوھاج وفتح القدیر۔

فتح القدیر میں ہے:

لو کانت کلمۃ نحو مدھامتن، ص، ق، ن، قان ھذہ یاٰھت عند بعض القراء الاصح انہ لایجوز لانہ یسمی عادا لا قارما۔

بحر الرائق میں اسے ذکر کرکے فرمایا:

کذا ذکرہ السادحون وھو مسلم فی ص ونحوہ اما فی مدھامتن ۵ فقد کر الاسبیجابی وصاحب البدائع انہ یجوز علیٰ قول ابی حنیفۃ من غیر ذکر خلاف بین المشائخ بدائع میں ہے: فی ظاھر الروایۃ قدر ادنی الفروض بالاٰیۃ التامۃ کقولہ تعالیٰ مدھامتٰن وما قالہ ابوحنیفۃ اقیس۔ اقول اظہر یہی ہے مگر جبکہ ایک جماعت اسے ترجیح دے رہی ہے تو احتراز ہی میں احتیاط ہے خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت ثم فظر۔ کہ بالاجماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض کو کافی ہے،

marfat.com

سے جلد ادا ہو جائے گا کہ اُس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک مد متصل ہے جس کا ترک حرام ہے ہاں جسے یہی یاد ہو اس کے بارے میں وہ کلام ہوگا اور احوال لعادہ

مسئلہ ۴۰ عورت کے لیے اجازت حج | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور شوہر اُس کا اُس کو منع کرے کسی عذر سے تو جا سکتی ہے۔ بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | اگر محرم ساتھ ہے اور حج اُس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۱ شوہر کے حکم کی بجائے نماز کو ترجیح دینا | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم کرے اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اُس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجا لائے ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔

مسئلہ ۴۲ مجلس میلاد میں قیام | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اوّل وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لیے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں۔ تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں کیا تو قطعہ فولد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فطر فولد کہنے پر موقوف ہے کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی۔

marfat.com

الاجواب | زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں۔ مہمل ولایعنی سقوق اپنی طرف سے ایجاد کیے اور جو وجہ حقیقی ہے اُس کی طرف اُسے ہدایت نہ ہوئی تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اُس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود سے ولکن الوھابیۃ قوم لایعقلون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳۔ باطل فرقے کے عقائد کو اچھا سمجھنا کفر ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ

زید معاذاللہ یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہوجاؤں گا۔ نام ایک فرقہ کا لیا آیا وہ انہیں میں سے ہوگا یا نہیں یا یہ کہے کہ جی چاہتا ہے کہ غیر مقلد ہوجاؤں یا یہ کہے کہ غیر مقلد ہونے کو جی چاہتا ہے یہ قول کیسا ہے اگرچہ کسی کو چھیڑنے یا مذاق کی غرض سے کہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | جس نے جس فرقہ کا نام لیا اُس فرقہ کا ہوگیا مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۔ تعدیل ارکان نہ کرنا گناہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے یعنی رکوع کے بعد سیدھا نہ کھڑا ہو سجدہ کے بعد بیٹھنے نہ پائے کہ دوسرا سجدہ کرے بلکہ ایسا دیکھا گیا کہ اوّل سجدہ سے ایک دو[۲] بالشت سر اٹھایا بعدہ دوسرا سجدہ کرلیا ایسے شخص کی نماز ہوگی یا نہیں؟

---

[۲] اس پر کوئی یہ کہے کہ ہم نے کہا کہ مٹھائی کھاؤں گا تو کہنے سے ہم نے کھایا تو نہیں اسی طرح سے اگر ہم کسی فرقہ باطلہ کا نام لیں (کہ اس فرقہ سے ہوجاؤں گا) تو اس فرقہ سے نہ ہونا چاہیے۔ ج صرف کہنے سے آدمی کھاتا تو نہیں اور کفر و دین و اسلام کہنے سے ہوتے ہیں میں اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کافر کہے کہ مسلمان ہوجاؤں گا تو مسلمان ہوجائے حالانکہ نہیں ج کافر کے اس قول سے صرف اسلام کا پسند کرنا لازم آتا ہے اور پسند سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک اسلام نہ لائے اور مسلمان کا دوسرا فرقہ باطلہ کو پسند کرنا خود کفر ہے لہٰذا یہاں کفر پایا جائیگا وہاں اسلام نہیں پایا جائیگا جب تک اسلام نہ لائے۔

marfat.com

الاجواب ایسی نماز قریب نہ ہونے کے ہے اور اُس کا پھیرنا واجب اور پڑھنا گناہ۔ حدیث میں فرمایا کہ اگر ساٹھ برس ایسی نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی دوسری حدیث میں ہے:

انا نخاف لو مت علیٰ ذٰلک	ہم خوف کرتے ہیں اگر تو اس حال پر مرا تو
لمت علیٰ غیر الفطرۃ ای غیر	محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پر نہ مرے گا
دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵ عورت کے مرید ہونے کے لیے خاوند کی اجازت کی ضرورت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بغیر اجازت ہو گئی تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۶ کفو کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ ہو گئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے یہاں نکاح ہو، غیر کفو ملتے یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین سے زائد حیثیت کے ملتے ہیں مگر ذاتا کامل اچھے نہیں مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کی جورو طوائف تھی بعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کس کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا منتظر رہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب فقط مالی حیثیت میں کم کرنا مانع کفات نہیں کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے اولیا کے لیے باعث ننگ و عار ہو باپ اگر شریف القوم ہے اور طوائف سے بعد اس نے نکاح کیا تو اس سے بچے کے نسب پر حرف نہیں آتا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷ نماز میں سورت پڑھنے کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان پر سہواً جاری ہو جائے تو اسی کو پڑھے یا مؤخر کی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑ دے اگر پڑھ کر نماز تمام کر لی تو ہوئی

marfat.com

یانہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب زبان سے سہواً جس سورۃ کا ایک کلمہ نکل گیا اُسی کا پڑھنا لازم ہوگیا مقدم ہو خواہ موخر خواہ مکرر ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگر چہ نماز جب بھی ہو جائے گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۸ خطبہ جمعہ میں غیر عربی الفاظ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ۔ ۱۔ یہ کہ بعد ازاں ثانی کے پہلے اُردو اشعار پڑھ لیے جائیں بعد وہ فوراً خطبہ شروع کر دیا جائے۔

(۲) یہ کہ بعد خطبہ پڑھنے کے فوراً اشعار اُردو پڑھیں بعد وہ نماز کو کھڑے ہوں بینوا توجروا

الاجواب دونوں صورتیں خلاف سنت ہیں غیر عربی کا خطبہ میں ملانا ترک سنت متوارثہ ہے نہ ترک واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۹ شرعی سفر کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قصر روزہ نماز کے لیے کہاں تک حد رکھی گئی ہے بذریعہ ریل دو شب دو دن کے سفر میں قصر روزہ نماز ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو کتنے دن کے سفر میں قصر چاہیے ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب ساڑھے ستاون میل مدت سفر ہے ریل میں ہو خواہ پیادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۰۔ مکروہ اوقات میں تلاوت قرآن پاک کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت زوال قرآن پڑھنا چاہیے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الاجواب آفتاب نکلتے ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر کو قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ اور ذکر الٰہی درود شریف وغیرہ پڑھیں۔ وہ تین وقت تلاوت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۱۔ آیات میں وقف کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت لَا پر ٹھہرنا یا رکوع یا وقف کرنا کیسا ہے کیا قباحت ہے اگر جس آیت پر لَا ہے۔ رکوع کر دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں مثلاً اوپر سے پڑھتا آیا اور صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ پر رکوع کر دیا تو جائز ہے یا کچھ حرج بھی ہے بینوا توجروا۔

marfat.com

الاجواب ہر آیت پر وقف مطلقاً بلا کراہت جائز بلکہ سنت سے مروی ہے ربار کوع اگر معنی تام ہو گئے جیسے آیۂ مذکورہ میں کہ اس کے بعد دوسری تمثیل مستقل ارشاد ہوئی ہے جب تو اصلاً حرج نہیں اور اگر معنیٰ بے آیت آیندہ کے ناتمام ہیں تو نہ چاہیے خصوصاً امثال فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۙ میں کہ نہایت قبیح ہے اور ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ ۙ میں قبح اس سے کم ہے نماز بہر حال ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲ جرمت بھنگ و چرس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوائے شراب کے بھنگ افیون۔ تاڑی۔ چرس کوئی شخص اتنی مقدار میں پیے کہ اس سے نشہ نہ آئے تو وہ شخص حرام کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب نشہ بذاتہ حرام ہے نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے یہاں تک کہ علمائے تصریح فرمائی ہے کہ خالص پانی دور شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے ہاں اگر دوا کے لیے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جزو ڈالا جائے۔ جس کا عقل پر اصلا اثر نہ ہو حرج نہیں بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہیے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کر دیتی ہے جو افیون کے سوا کسی بلا سے نہیں بھرتے تو خواہی نخواہی بڑھانی پڑتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳ بعض کفریہ کلمات

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے سے گزرا دوسرے سے کہا صلوٰۃ ہو گئی اور جماعت تیار ہے اس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہوا اور لوگوں نے کہا یہ کلمۂ کفر ہے تو اس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد نہیں ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب اس کہنے سے وہ شخص کافر ہو گیا اُس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور یہ تیسرا بھی نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۵۴۔ طلاق کے متعلق ضروری مسئلہ | کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بعد مکان چھوڑنے اپنے دوسال کے ایک خط صرف بنام وارث زوجہ اپنی کے اس مضمون کا لکھا کہ ہم اپنی زوجہ کو طلاق دیتے ہیں اب اسکو بے میرے چاہیے کہ گھر سے میرے چلی جائے اب ہمارا آنا نہیں ہوگا اور اس کا نشان وپتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا حروف اس خط کا اس کے دوسرے خطوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے شبہہ کو دخل نہیں آیا۔ طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | اگر عورت باور کرتی ہے کہ یہ خط اس کے شوہر ہی کا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرے۔

کما نص علیہ فی الھندیۃ عن محیط السرخی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۔ ایام حمل کی طلاق کا مسئلہ | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایام حمل میں طلاق دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو عدت اس کی کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | حمل میں طلاق نہ دی جائے اگر دے گا ہو جائے گی عدت وضع حمل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۔ ترتیب آیات اور نماز | چہ می فرمایند علمائے دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ امام نے سورۂ الم پورے رکوع یعنی لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ تک پڑھی جس میں الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ تک ٹھیک پڑھی بعدہ بجائے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ کے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ پڑھ کر آگے کو پڑھ گئے اور آگے بجائے اِنَّ الَّذِيْنَ کے وَالَّذِيْنَ پڑھی اور سجدۂ سہو بھی کیا نماز ہوئی یا نہیں صرف آیات مذکورہ کے پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

marfat.com

الاجواب نماز ہوگئی سجدہ سہو کی بھی کوئی حاجت نہ تھی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۵۷ ۔ اقسام سود کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی پنواڑی یا کسی عرمہ فروش کو دس یا پانچ روپے کوئی شخص دے اور اُس سے کہے کہ جب تک میرا روپیہ تمہارے ذمہ رہے مجھے پان بقدر خرچ روزانہ کے دیا کرو اور جب روپیہ واپس دوگے تو مت دیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں اور نہیں تو جواز کی کون سی صورت ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الاجواب یہ صورت خاص سود اور حرام ہے ۔ سود کے جواز کی کوئی شکل نہیں ۔
واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۵۸ ۔ وجوب قربانی کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نصاب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا بمقدار اس کے روپیہ موجود ہوں جب قربانی واجب ہے یا کہ اتنی مقدار کی مالیت ہو چاہے اس کے پاس کاشت ہو یا چوپائے ہوں اگر ایک شخص کے پاس ساٹھ روپیہ کی بھینس یا بیل ہے تو اس پر قربانی ہے نہیں کسی شخص کو ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی ہے لیکن بہ زمانہ قربانی ایک روپیہ بھی اس کے پاس موجود نہیں تو کیا وہ شخص قرض لے کر قربانی کرے گا یا نہیں ۔ علیٰ ہذا القیاس کاشت فروخت کر کے قربانی کرے یا نہیں

الاجواب قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضرور ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ چھپن روپیہ کے مال کا مالک ہو چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت کاشتکار کے ہل کے بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہ ہو ۔ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی والا آدمی قربانی کے دن چھپن روپیہ کے مال کا مالک نہ ہو یہ صورت خلاف واقعہ ہے اور اگر ایسا فرض کیا جائے کہ اس وقت وہ فقیر ہے تو ضرور اُس پر قربانی نہ ہوگی اور جس پر قربانی ہے اور اُس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کرے یا اپنا کچھ مال بیچے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

marfat.com

مسئلہ ۵۹ ۔ معنی میں فساد کی وجہ سے نماز کا نہ ہونا کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد معنی میں فساد ہو گیا جیسا کہ سورۂ یوسف کے شروع میں چار آیات کے بعد رَاَیْتُھُمْ کی جگہ رَاَیْتَھُمْ پڑھا اس حالت میں نماز ہو گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی مگر یہاں رَاَیْتُھُمْ میں ت کا زبر پڑھنا مفسد نہیں نماز ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰ ۔ غلط اذان کا مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر اذان نہ ہوئی ہو یا سوئی ہو مگر غلط تو نماز میں کیا خرابی ہے جبکہ ان صورتوں میں نماز پڑھی۔ نماز تراویح حافظ نابالغ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ نابالغ اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دیدی ہو تو لوٹانی چاہیئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ۱۔ بغیر اذان کے جماعت کرنا مکروہ ہے اور نماز مکروہ ہو گی اور اذان اگر غلط ہوئی کہ شرعاً اذان نہ ٹھہری تو بھی بغیر اذان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ نابالغ اگر عاقل ہے کہ اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو حرج نہیں اور اگر اُس کی اذان کو اذان نہ سمجھیں تقل گمان کریں گے تو لوٹائی جائے۔

مسئلہ ۶۱ ۔ سحری ختم ہونے کے بعد حقہ پینا کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بعد ختم ہونے وقت سحری کے حقہ پیا بگمان شب کے یعنی وقت سحری کے تو اس کا روزہ ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب اگر بعد طلوع صبح پیا روزہ نہ ہوا اُسے پورا کرے اور قضا رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۲ ۔ چاندی کی انگوٹھی پہننے کا حکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی، پیتل کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی یا بٹن یا گھڑی کی زنجیر مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

marfat.com

الاجواب چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے کانسے پیتل لوہے تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۳۔ سونے چاندی کے بٹن پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن مرد کو درست ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب بے زنجیر کے بٹن چاندی سونے کے مرد کو جائز ہیں اور زنجیر دار منع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۴۔ چاندی کی زنجیر والے بٹن

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص چاندی کے زنجیر دار بٹن بہ نیت نہ بیائش نہ پہنے بلکہ اس خیال سے پہنے کہ دوسری قسم کے بٹن جلد ٹوٹ جاتے ہیں تو پہننا درست ہیں یا نہیں - بینوا توجروا۔

الاجواب اس نیت سے ناجائز جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۵۔ فجر یا ظہر کی سنتیں نہ پڑھنے والا امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ شخص جس نے سنتیں فجر کی نہ پڑھی ہوں اور دس بارہ منٹ طلوع میں باقی ہوں تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اسی طرح ظہر کی سنتیں بغیر پڑھے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب اگر وقت بقدر فرض ہی باقی ہے تو آپ ہی سنتیں چھوڑے گا پھر اگر جماعت میں کسی نے ابھی سنتیں نہ پڑھیں یا جس نے پڑھیں وہ قابل امامت نہیں تو جس نے نہ پڑھیں وہی امامت کرے گا اور اگر وقت میں وسعت ہے تو سنت قبلیہ کا ترک کرنا گناہ

marfat.com

ہے اور اس کی امامت مکروہ۔ دس بارہ منٹ میں سنتیں اور فرض دونوں ہو سکتے ہیں سنتیں پڑھ کر نماز پڑھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۶۔ نماز کے لیے جگانا | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگانا جائز ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا۔

الاجواب | جگانا ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۷۔ کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے | کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ تکبیر کھڑے ہو کر سننا مسنون ہے یا بیٹھ کر؟

الاجواب | بیٹھ کر سننے کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۸۔ صرف ایک تکبیر کہکر جماعت میں شامل ہونا | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہے اور ایک شخص صرف ایک تکبیر کہہ کر شامل جماعت ہو گیا تو یہ تکبیر تحریمہ یعنی اولیٰ ہوئی یا مسنونہ اس صورت میں نماز اس مقتدی کی ہو گی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب | اگر اس نے تکبیر تحریمہ کہی یعنی سیدھے کھڑے ہوئے تکبیر کہی کہ ہاتھ پھیلائے تو زانوں تک نہ جائے تو نماز ہو گئی اور تکبیر انتقال یعنی جھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز نہ ہو گی اُسے دو تکبیر کہنے کا حکم ہے تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقال۔ پہلی تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں اور دوسری تکبیر انتقال رکوع کو جاتے ہوئے درمختار میں ہے:

ولو وجد الامام راکعًا فکبر منحنیا ان الی القیام اقرب صح ولعنت نیته تکبیرة الرکوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۹۔ غسل اور فجر کی نماز | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر

marfat.com

کی نماز قضا ہوئی جاتی ہے تو ایسی حالت میں کیا کرے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کم داڑھی والے کی امامت کے بارے میں حکم کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈانے اور خصخصی کرانیوالا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض خواہ تراویح پڑھنا چاہیے یا نہیں اور حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں اُٹھے گا۔ بینوا توجروا۔

الاجواب داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے۔ فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اُسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ شرعی داڑھی کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ داڑھی شرعی کتنی ہونی چاہیئے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب ٹھوڑی سے نیچے چار انگل چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ فجر کی قضا نماز کی ادائیگی کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلوع آفتاب سے کتنی دیر بعد نماز قضا کا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب طلوع کے بعد کم از کم ۲۰ منٹ کا انتظار واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ پختہ قبر بنانا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبروں کا پختہ بنانا روا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الاجواب میت کے گرد پختہ نہ ہو اوپر کا حصہ پختہ کر دیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۷۴۔ یہود و نصاریٰ کی ملازمت کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سُنی مسلمان کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کسی کافر سے بات چیت کرے یا کسی کے پاس بیٹھے یا نوکری کرے تو یہ مسلمان کافر ہو گیا یا نہیں اور اگر کافر نہ ہوا تو دوسرا شخص اُس کو کافر کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب کافر اصلی غیر مرتد کی نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور دنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس لیے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہو گا مگر یہ کہ اس کے مذہب و عقیدۂ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔ بجز ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اُسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۵۔ عورت کے لیے پردہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو اس کے والدین کے یہاں جانے کو اس وجہ سے منع کرتا ہے کہ ایک مکان ہے جس کا دروازہ اور صحن بھی ایک ہے جس میں زید کی زوجہ کے والدین ہیں اور دو غیر شخص کرایہ دار ہیں ایسی صورت میں زوجہ کے شرعاً روک لینے کا حکم ہے یا نہیں اگر بلا اجازت زید کے زوجہ چلی جائے تو زید کیا سزا دے سکتا ہے۔

الجواب اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست ہو سکتا ہے تو زید اس کا بندوبست کرے اور عورت کو آٹھویں دن ماں باپ کے پاس صرف دن میں جانے کی اجازت دے رات کو وہاں نہ رہے ایسی حالت میں اتنے جانے سے نہیں روک سکتا اور اگر روکے تو عورت آٹھویں دن بلا اجازت بھی بندوبست پردہ کے ساتھ دن کے دن جا کر واپس آ سکتی ہے۔ زید اگر اتنی بات پر سزا دے گا ظالم ہو گا اور اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست

marfat.com

نہیں ہو سکتا تو بلاشبہ زید روک سکتا ہے بلکہ روکنے کا حکم ہے اور عورت اگر بلا اجازت چلی جائے تو جب تک واپس نہ آئے اس کا نان و نفقہ ساقط ہے اور زید اُسے جائز منع دے سکتا ہے کہ اوّلاً سمجھائے۔ نہ مانے تو اس سے الگ سوئے نہ مانے تو مارے مگر نہ مونہہ پر نہ ایسا کہ ضرب شدید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۶۔ ذکر جہر کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں، حلقہ باندھ کر ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا، لپٹ جانا، رونا، زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد ہوں صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کے لیے بناوٹ ہیں تو حرام بینہما وسط لا یذکر للحرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۷۔ نماز اور کلمے کا سیکھنا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نماز نہیں جانتا اور نہ کلمہ یاد ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ یاد کرو اور نماز سیکھو تو کہتا ہے کہ ہم نہیں سیکھیں گے اور نہ ہم سے یاد ہوگا اور نہ ہم سے ہو سکے گا۔ پس شرعاً کیا حکم ہے تفصیل تحریر فرمایئے اور وہ ایک انگریز کے یہاں ملازم ہے؟

الاجواب اس کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیے جس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا جائے اور وہ انکار کرے اس کی نسبت علما نے حکم کفر لکھا ہے نہ کہ جو کلمہ سیکھنے ہی سے انکار کرے۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۸۔ تعلیم کی خاطر وہابی یا سُنی بن کر مناظرہ کرنا کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ برائے تعلیم سنلڑہ دوستی۔ ایک سُنی اور ایک وہابی بن کر مباحثہ کریں یعنی ایک وہابیہ کے اعتراضات یا ان کی طرف سے جوابات پیش کرے۔ دوسرا سنیوں کی طرف سے تو جائز و بہتر ہے

marfat.com

یا نہیں علیٰ ہذا القیاس دوسرے بدمذہبوں کے مباحث مجلس عام نہ ہوگی۔ طلبہ ہوں گے اگرچہ مبتدی؟ بینوا توجروا۔

الاجواب بلا اکراہ وہابی بننا وہابی ہونا ہے۔ کافر بننا کافر ہونا ہے مناظرہ کا تمرن سانگ یا تھیٹر نہیں کہ وہابی بن ہی کر ہو ہاں اگر وہابی بننا نہ ہو اور تمرن کے لیے وہابیہ کے شبہات ایک دوسرے پر پیش کر کے جواب سنے اور بحث کرے تو تین شرطوں سے جائز ہے۔

(ا) یہ شبہات پیش کرنے والا مستقل متصلب سنی ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہ خود اس کے قلب میں خدشہ ڈال کر متزلزل کر دے کہ بحث بالائے طاق ایمان ہی جائے۔

(ب) جب جواب شافی پائے بات نہ پالے کہ عناد مطلقاً حرام ہے نہ کہ ایسی صورت میں۔

(ج) وہاں طلبہ خواہ غیر کوئی ایسا نہ ہو جس پر اس سے فتنہ و تذبذب کا اندیشہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۷۹۔ کافروں کو اچھا کہنا گناہ ہے | کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اکثر مسلمان اپنی لاعلمی سے مشرکین کی بابت کہتے ہیں۔ فلاں شخص فلاں کام میں یا اخلاق میں اچھا ہے یہ کہنا مسلمان کا کس حد تک جائز ہے اور کیا گناہ اس کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب اخلاق میں اچھا کہنا گناہ ہے اور کسی دنیوی کام میں کہنا مثلاً تیرتا اچھا ہے یا گھوڑے پر اچھا چڑھتا ہے یا اچھا تولتا ہے حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۰۔ لاوارث کا ترکہ | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طالب علم جس کا عرصہ قریب تین سال کا ہوا انتقال ہو گیا اس تجہیز و تکفین اہل محلہ کی جانب سے ہوئی تھی اس کے پاس کچھ سامان جو کہ اس کا ذاتی تھا کنجی بستر و چند کتابیں اور چار روپیہ نقد نکلے جو کہ اہل محلہ میں سے ایک شخص کے پاس امانتاً اب تک جمع ہے اس سامان وغیرہ کی بابت اس کے ورثہ کو مدرسہ منظر اسلام کے طالب علموں کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی لیکن اس وقت تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں پایا گیا لہٰذا اس سامان کو کسی دوسرے طالب علم کے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

marfat.com

الاجواب | تلاش درثہ میں کوشش کی جائے جب نا امیدی ہو جائے کسی غریب سنی طالب کو دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۱ ۔نماز اور عذاب الٰہی کی تحقیر سے خارج از اسلام ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین

گزرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم وابدہم وایدہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلہ میں بکر قادیانی آ کر بسا زید سُنی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے سے اُس سے خلاملا میل جول حصہ بجزہ رکھنے سے منع کیا ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اس نے کہا کہ بڑے نمزیہ پڑھ کر ملا ہو گئے ہم عذاب ہی بھگت لیں گے۔ اس بیچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب | ہندہ نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جلنے اور اُس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم وناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہو گئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہو گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے اُن کلمات سے توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۲ ۔قادیانیوں سے میل جول کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قادیانی مذہب ایسی جگہ آباد ہوا جہاں بالکل قطعاً مسلمان رہتے ہیں وہ قادیانی مسلمانوں کو بھکانا چاہتا ہے نیز ان کے یہاں کا اصول بھی یہی ہے کہ ناسمجھ مسلمانوں کو اخلاق ونرمی سے اپنی طرف کھینچ کر بہکا لیتے ہیں اس خوف سے جمیع مسلمانوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کسی تے اس سے میل جول نہ رکھا مگر اسی محلہ کا ایک سقہ اُس قادیانی سے مانوس ہو گیا۔ اس کی بی بی نے اپنے شوہر سقہ کو منع کیا اور کہا ہم کو تم کو خدا اور رسول سے کام پڑے گا۔ ایسے بدمذہب سے علیحدہ رہو اور پانی بھی اس کے یہاں نہ بھرو ایک روپیہ مہینہ نہ سہی اس پر وہ سقہ اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہو گیا اور کہنے لگا تو میرے مکان سے نکل جا میں تو اس قادیانی سے ایسا ہی ملوں گا اور پانی بھروں گا گو میرے تمام ٹھکانے جھوٹ

marfat.com

جائیں مگر میں اس کو نہ چھوڑوں گا ہاں اگر سارے شہر کے بہشتی ایسا ہی کریں اور چھوڑ دیں تو میں بھی چھوڑ دوں ورنہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ اگر وہ قادیانی سوئر کھائے گا تو میں بھی سوئر کھاؤں گا۔

سوال یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے اُس سے ترک سلام وکلام کر دیا ہے اُن کے واسطے ازروئے شریعت کیا جزا ملے گی اور سقہ کے واسطے شریعت پاک کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب مسلمانوں کے لیے ثواب عظیم اور اس فعل سے اللہ و رسول کی رضا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ سقہ اشد گنہگار و مستحق عذاب نار ہے سقاوں اور اُن کے چودھری کو لازم ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اُسے برادری سے نکال دیں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۳۔ بدمذہبوں سے معاملات رکھنے کی حرمت

کیا ارشاد ہے شریعت مقدسہ کا اس مسئلہ میں کہ زید بدمذہبوں کے یہاں کا کھانا علانیہ کھاتا ہے بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سنی ہے اُس کے پیچھے نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الاجواب اس صورت میں فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۴۔ جہیز عورت کا حق ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ جہیز کس کا حق ہوتا ہے لڑکی والوں کا یا لڑکے والوں کا بعد وفات زوجہ کے اُس کے جہیز میں تقسیم فرائض ہوگی یا نہیں۔ زید جو سلیمہ کا شوہر تھا سلیمہ کے مرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے اس کو کھلایا پلایا ہے لہٰذا جہیز میرا حق ہے یہ قول زید کا صحیح ہے یا باطل اگر جہیز میں تقسیم فرائض نہ ہو تو آیا صرف والدین کو ملے گا یا اور کس کس کو۔ بینوا توجروا۔

الاجواب جہیز عورت کی ملک ہے اُس کے مرنے پر حسب شرائط فرائض ورثہ پر تقسیم ہو گا زید کا دعویٰ باطل محض ہے نفقہ کے عوض میں کچھ نہیں لے سکتا کہ نفقہ اس پر شرعاً واجب تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۸۵ فصیل حوض کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت کہ ایک مسجد کا حوض اس طرح پر ہے کہ نصف حوض کے داہنے بائیں صحن مسجد ہے اور نصف کے ارد گرد صرف زمین مقام الف میں اُس سیڑھیاں ہیں زید کو مرض ہے کہ اگر ڈھیلے کر فوراً علی الاتصال پانی سے استنجا نہ پاک کرے تو قطرہ آجاتا ہے اب وہ استنجا کرتا ہوا آیا ہے پانی حوض میں بہت نیچا ہو گیا ہے اور ادھر اُدھر لوٹوں میں وضو کا بچا ہوا پانی رکھا ہے مقام (ب) سے فصل مقام الف تک ہاتھ میں ڈھیلا ہے درحالیکہ رزائی یا چادر وغیرہ اوڑھے ہو جا کر پانی لا سکتا ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

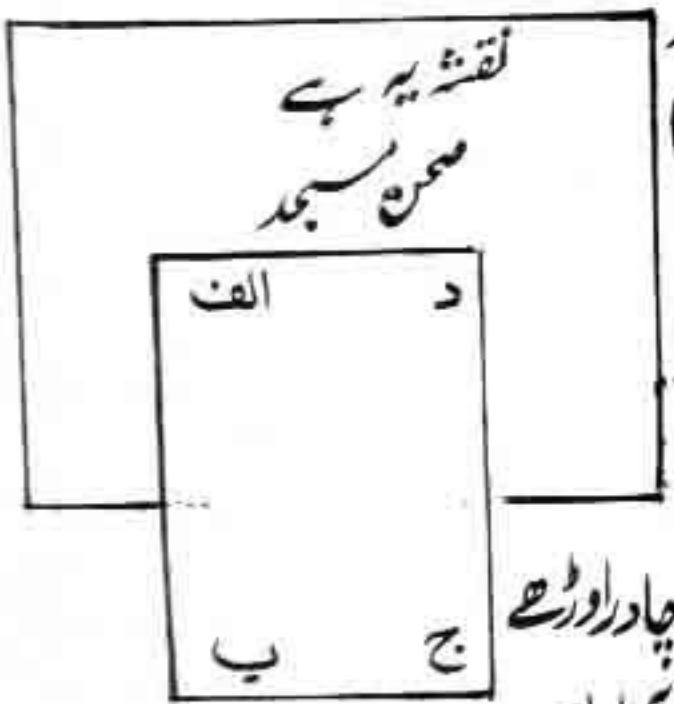

الجواب جب کہ حوض کی فصیل ہی پر گیا اور چادر اوڑھے ہے صحن مسجد میں قدم نہ رکھا یوں جا کر پانی لے آیا اور غسل خانہ میں استنجا کیا تو اصلا کسی قسم کا حرج نہیں فصیل حوض مسجد سے خارج ہے ولہذا اس پر وضو اذان بلا کراہت جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۶ ۔ جواز نکاح کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز ہے مفصل تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب یہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ دادا نانا یا جو اُس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا پوتا نواسا ان کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جبکہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیبیوں سے اُن کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۷ ۔ ارتدادِ روافض کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت و الجماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اُس کی نسبت

marfat.com

شرعًا کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ اہل سنت والجماعت خارج ہے یا نہیں اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دینوی تعلقات منقطع کرنا چاہیے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الا جواب روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کما بیناہ فی رد الرفضہ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں اُن سے میل جول نشست برخاست سلام کلام سب حرام ہے قال اللہ تعالیٰ : واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ۔

حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

سیاتی قوم لھم نبز یقال لھم	عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں اُن کا ایک
الرافضہ یطعنون السّلف ولا	بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا سلف
یشھدون جمعۃ ولا جماعۃ	صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ وجماعت میں
فلا تجالسوھم ولا تناکحوھم	حاضر نہ ہوں گے اُن کے پاس نہ بیٹھنا اُن سے
واذا مرضوا فلا تعودوھم	ساتھ نہ کھانا۔ نہ اُن کے ساتھ پانی پینا نہ
واذا مرضوا فلا تعودوھم	ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پڑیں تو
واذا ماتوا فلا تشھدوھم	انہیں پوچھنے نہ جانا مر جائیں تو اُن کے
ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا	جنازے پر نہ جانا نہ اُن پر نماز پڑھنا نہ ان کے
معھم ۔	ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۸۸ میت کے لیے صدقہ تبارک صرف رجب شریف میں ہو سکتی ہے یا جب چاہیں کریں اور اگر میت پر اتنی قضا نمازیں یا روزے ہوں کہ اُس کے غریب ورثا ہر نماز کے بدلے ۱۷۵ ۱/۲ روپیہ بھر گیہوں نہ دے سکیں تو اسقاط کا کیا طریقہ ہے ۔ بینوا توجروا ۔

marfat.com

الاجواب | تبارک ہر مہینہ میں ہو سکتی ہے یہ تعینات بغرض تحفظ دیا دو بانی ہوتے ہیں اور میت کے ورثا جس قدر قادر ہوں مسکین کو بہ نیت کفارہ دے کر قابض کر دیں وہ بعد قبضہ اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کر دے وارث بعد قبضہ پھر بہ نیت کفارہ مسکین کو دے اسی طرح دور کریں یہاں تک کہ مقدار مطلوب ادا ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸۹۔ افیون کی تجارت | علمائے اسلام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اس کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب | افیون کی تجارت دوا کے لیے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے۔ لان المعصیۃ تقوم بعینہ و کل ما کان کذلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۰۔ عورت کو پیر سے پردہ کرنا چاہیئے | کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں اچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دور سنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب | پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۱۔ بیمہ کے متعلق شرعی حکم | کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دین کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام صورت اس کی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اُس سے یہ قرار پایا جاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپیہ چار یا چھ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے دفع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اُس کو اور اگر میعاد مقررہ کے اندر مر گیا تو اُس کے ورثا کو دو ہزار روپیہ یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اُس کی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مر جائے اور اگر میعاد مقرر تک زندہ رہا

marfat.com

تو بھی وہی دو ہزار ملے گا بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اُس سے تعلق نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب جبکہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اُس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اُس کے سبب اُس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۹۲ تعلق نسب کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا دادی اور والدہ سیدانی اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہوگا اگرچہ اس کی ماں اور دادی اور پردادی سب سیدانیاں ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا :

من ادعیٰ الی غیر ابیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکہ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ یوم القیمۃ صرفا ولا عدلاً ھذا المختصرا ۔	جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے اُس پر خدا اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل ۔

بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی وغیرہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت امام حسن و امام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے پھر جو اُن کی خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لیے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائے گی ۔

واللہ تعالیٰ اعلم ۔

marfat.com

مسئلہ ۹۳ - آخری چہار شنبہ کی حقیقت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ سفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اُس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی بنا بر اس کے اُس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علی ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اُس روز کو نحس و مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اُس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بر بنائے صحت پانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اس کا بر بنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہو گا یا قابل ملامت و تادیب ۔ بینوا توجروا ۔

الاجواب آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اُس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتداء اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے اخر اربعا من الشھر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ اضاعت مال ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسجد میں تعظیم پیر و استاد کا جواز ۹۴

نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہوں اور حد مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا ۔

الاجواب عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنا استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت ۔

واللہ تعالیٰ اعلم ۔

marfat.com

مسئلہ ۹۵ عورت اور احکام کی اجازت

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ اگر زوجہ کے نان و نفقہ وغیرہ کے اخراجات کا بار زوج کا والد یا کوئی عزیز دار اُٹھاتا ہو اور وہ عورت کو والدین کے یہاں جانے کی اجازت دے تو خاوند زوجہ کو جانے سے روک سکتا ہے اور عورت بلا اجازت خاوند کے جانے سے گنہگار ہوگی یا زوج کو روکنا جائز نہیں ہے اور زوجہ نہ ہوگی۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اگر مہر معجل نہ تھا یا جس قدر معجل تھا ادا ہو گیا تو چند مواضع حاجت شرعیہ جن کا استثنا فرما دیا گیا مثلاً والدین کے یہاں آٹھویں دن دیگر محارم کے یہاں سال پیچھے دن کے دن کو جانا اور شب شوہر ہی کے یہاں کرنا وغیرہ ذلک ان کے سوا کسی جگہ عورت کو بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں اگر جائے گی گنہگار ہوگی شوہر روکنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ نفقہ کا بار دوسرا شخص اُٹھاتا اور وہ دوسرا عورت کو جانے کی اجازت دیتا ہو اُس کی اجازت مہمل ہوگی اور شوہر کی ممانعت واجب العمل، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بعد ادائے مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اُس میں کوئی قید و تخصیص ادائے نفقہ و تکفل حوائج کی نہیں فرماتے درمختار میں ہے:

لها الخروج من بيت زوجها للحاجة ولها زيارة اهلها بلا اذنه ما لم تقبض المعجل فلا تخرج الا لحق لها او عليها او زيارة ابويها كل جمعة مرة او المحلوم كل سنة ولكونها قابلة او غاسلة لا فيما عدا ذلك

ترجمہ: گھر سے نکلنا اس کے واسطے کسی ضرورت کے لیے وہ ضرورت اپنے اہل سے ملاقات ہے بغیر اجازت خاوند کے جب تک مہر معجل وصول نہ کرے مگر حق بات اس کے لیے یہ ہے یا اس پر یہ ہے ماں باپ کی ملاقات ہر جمعہ کو ایک مرتبہ کرے اور قریبی رشتہ داروں سے سال میں ایک مرتبہ کرے اس لیے کہ یہ قابل قبول ہے یا ضروری ہے نہ اس کے سوا۔

ردالمحتار میں ہے:

قوله فلا تخرج جواب شرط مقدار اى فان قبضة فلا تخرج . الخ۔

marfat.com

پس گھر سے نہ نکلے یہ جواب شرط کا مقدر ہے یعنی اگر مہر وصول کر لیا ہے تو بغیر اجازت والد کا متکفل نفقہ پسر وزن پسر ہوتا تو ہمارے بلاد میں معمول ہے اور دیگر بعض اعزا بھی تبرعاً متکفل کریں تو یہ ضرور نہیں کہ شوہر نفقہ دینے سے منکر ہو، علمائے کرام تو اس صورت میں کہ شوہر نے ظلماً انفاق سے دست کشی کی، یہاں تک کہ عورت محتاج نالش ہوئی تا آنکہ شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرنے کے لیے حبس کی درخواست دی اور حاکم نے شوہر کا تعنت دیکھ کر اُسے قید کر دیا اس صورت میں تصریح فرماتے ہیں کہ عورت شوہر ہی کے گھر رہے بلکہ عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانہ میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے اور مجلس میں مکان تنہائی ہو تو حاکم عورت کو دے گا کہ وہیں اس کے پاس رہے ہندیہ میں ہے:

لو فرض الحاکم النفقه علی الزوج فامتنع من دفعها وهو موسر وطلبت المراة حبسه له ان یحبسه کذا فی البدائع واذا حبسه لاتسقط عنه النفقة وتومر بالاستدانة حتی ترجع علی الزوج فان قال للقاضی احبسها فان لی فی المجلس خالیا فالقاضی لا یحبسها معه ولکنها تصبر فی منزل الزوج ویحبس الزوج لها کذا فی المحیط۔

ترجمہ:۔ اگر حاکم نے خرچ خاوند کو دینے کا حکم دیدیا ہے اور خاوند خرچ دینے سے منکر ہے حالانکہ وہ آسان ہے تو عورت خاوند کو قید کرنے کا مطالبہ کرے اسلئے کہ اس نے اس کو قید کیا ہوا ہے اسی طرح بدائع میں ہے جب خاوند قید ہوگا تب بھی نفقہ اس سے ساقط نہیں ہوگا۔ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے خاوند کی واپسی تک کے وعدہ پر قرض لے اگر وہ عورت قاضی سے کہے کہ میرے پاس جگہ ہے اس میں اس کو قید کرو تو قاضی اس کے پاس خاوند کو قید نہیں کریگا۔ لیکن وہ عورت خاوند کے گھر رہے اس لیے کہ خاوند اس کی وجہ سے قید ہوا ہے اسی طرح محیط میں ہے۔ درمختار میں ہے:

وفی البحر عن مال الفتاوی ولو خیف علیهما الفساد تحبس معه عند المتاخرین۔

تو جب صریح ظلماً نفقہ نہ دینے پر بھی عورت پابند شوہر ہی رہی تو صورت سوال میں کیونکر خود مختار ہو سکتی ہے نفقہ نہ دینا رافع پابندی ہو تو نفقہ نہ دینا مسقط نفقہ ہو جائے اور

marfat.com

عورت کو ہرگز دعویٰ نفقہ کا اختیار نہ رہے کہ نفقہ جزائے پابندی ہے جب پابندی نہیں نفقہ کس بات کا درمختار میں ہے:

النفقة جزاء الاحتباس وكل محبوس لنفعة غيره يلزمه نفقة كمفت وقاض و وصی۔ زیلعی الخ اقول واياك ان تتوهم ان النفقة اذا كانت جزاء الحبس فاذا عدمت عدم وذلك لان وجوبها متفرع عنه فوجوب الاحتباس عليها متقدم على وجوب النفقة عليه لا ان الاحتباس متفرع على الانفاق فان عدم عدم و بالجملة ان كان اللازم فوجوب الانفاق لا وقوعه فبرفع الوقوع لا يرتفع الملزوم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۶ احکام قرضہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ کاشتکاروں پر بابت بقایا لگان یا کسی قرضدار پر بابت قرض نالش کرنے پر جو خرچ کچہری بابت محنتانہ وغیرہ علاوہ اصل رقم کے دلاوے وہ سوائے سود کے کیسا ہے؟

(ب) زید سے خالد پندرہ ہزار روپیہ تجارت کے لیے مانگتا ہے کہ میں سو روپیہ ماہوار نفع دوں گا خواہ نفع ہو یا نہ ہو۔ زید کو یہ نفع لینا کیسا ہے سود تو نہ ہوگا اس طرح نفع لینے کے جواز کی کوئی صورت شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(الف) خرچہ جو مدعی کو دلایا جاتا ہے اُسے لینا حرام ہے والمسئلة فی العقود الدرية ہاں قرضدار کاشتکار یا کفّار ہوں تو لے سکتا ہے۔ لعدم العصمة واللہ تعالیٰ اعلم

(ب) یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے۔ نفع لینا چاہے تو مضاربت کرے کہ اتنے روپے تمہیں دیتے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصف یا ثلث یا ربع یا اس قدر جو حصّہ نامعین قرار پایا مجھے دیا کرو اسے نفع ہوگا اتنا حصّہ اُسے دینا ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

marfat.com

مسئلہ ۹۷ شرعی باپ کے ترکے سے محرومی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہو گیا تو اولاد زید کی اولاً شرعاً متصور ہو کر زید کا ترکہ پائے گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہیں گے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بچہ اپنی ماں کا یقینی جزء ہے جس میں شک و احتمال کو اصلاً گنجائش نہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شاید کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزئیت جب تک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم ہو نظر بحقیقت ظنی ہے۔ اگرچہ بحسب حکم شرعی و عرفی کا قطعی ہے جس میں تشکیک مخذول و نامقبول الولد للفراش و الناس امناء علی انسابھم ولہذا انسب پر شہادت بتسامع و شہرت روا ہے پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت شانِ ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کر کے پکارے جائیں گے یہی فرق ہے کہ قرآن عظیم نے امت کے حق میں تو اخباراً فرمایا ان امھتھم الائی ولدنھم ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور حق آباء میں صرف انشاءً فرمایا: ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ "انہیں ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں"۔ نیز اسی فرق کے ثمرات سے ہے کہ جانوروں میں نسب ماں سے ہے زید کا گھوڑا اور عمرو کی گھوڑی ہو تو بچہ عمرو کی ملک ہوگا نہ زید کی کان ھنا رجلہ اخوانہ ینفصل منھا حیوانا و منہ ماء مھینا۔ مگر کرامت انسان کے لیے رب عزوجل نے نسب باپ سے رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش، محتاج تربیت ہے، محتاج تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو جن کی عقل بھی ناقص دین بھی ناقص اور خود دوسرے کی دست نگر ولہذا بچہ پر رحمت کے لیے انتساب

marfat.com

نسب میں ادنی بعید سے بعید ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر امر فی نفسہ عند الناس محتمل ہے قطع کی طرف انہیں راہ نہیں غایت درجہ وہ اس پہ یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں نے عورت سے جماع کیا ہے اس قدر اور بھی سہی کہ اس کا نطفہ رحم میں گرا پھر اس سے بچہ اس کا ہونے پر کیونکر یقین ہو! ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور جس کے زیر تصرف ہے اس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہوا احتمال اس کی طرف سے بھی قائم ہے ممکن ہے کہ وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے ممکن کہ جن امس کے تابع ہوں۔ ممکن کہ صاحب کرامت ہو، ممکن کہ کوئی عمل ایسا جانتا ہو۔ ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اس پر کھل گیا ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادۃً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعًا و اخلاقًا بعید ہے۔ زنا کے پانی کے لیے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولاد زانی نہیں ٹھہر سکتے، اولاد اس کی قرار پانی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ ہبہ تعبیر کیا کہ یہب لمن یشاء ذکورا اور زانی اپنی زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ و عطا و لہذا ارشاد ہوا و للعاهر الحجر۔ زانی کے لیے پتھر تو اگر اس احتمال بعید از روئے عادت کو اختیار نہ کریں۔ بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں گے کہ ان کا کوئی باپ مربی معلم پرورش کنندہ نہ ہوگا۔ لہذا ضرور ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادۃً قریب اور شرعًا و اخلاقًا بہت بعید سے بعید اور دوسری کا احتمال عادۃً بعید اور شرعًا و اخلاقًا بہت قریب سے قریب اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بعد عادی کے لحاظ سے بعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں اس میں کونسا خلاف عقل و درایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف عقل و اخلاق و رحمت ہے لہذا عام حکم ارشاد ہوا کہ لہذا اگر زید اقصی مشرق میں ہے اور ہندہ منتہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت اُن میں نکاح منعقد ہوا ان میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صدہا دریا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور اسی حالت میں وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ نے بچہ زید ہی کا ٹھہرے گا

marfat.com

اور مجہول النسب یا ولد الزنا نہیں ہو سکتا دُرِ مختار میں ہے:

قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیہ بینہما ستۃ فولدت لستۃ اشہر مذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ واستخدامات فتح۔

ردّ المحتار میں ہے:

قولہ بلا دخول المراد نفیہ ظاہرا والا قلا بد من تصورہ وامکانہ

فتح القدیر میں ہے:

والتصور ثابت فی المغربیۃ لمثبوت کرامات الاولیاء واستخدامات فیکون صاحب خطوۃ او جنی

صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

کان عتبہ بن ابی وقاص رای الکافر المیت علی کفرہ) عہد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک رای کان زنی بہا فی الجاہلیۃ فولدت فاوصی اخاہ بالولد) فلما کان عام الفتح اخذہ سعد فقال انہ ابن اخی وقال عبد ابن زمعۃ اخی ابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو لک یا عبد بن زمعۃ الولد للفراش وللعاہر الحجر وفی روایۃ ھو اخوک یا عبد بن زمعۃ من اجل انہ ولد علی فراش ابیہ اھ مختصرا من زید ما بین الہلالین

ترجمہ: عتبہ ابن ابی وقاص کافر حالتِ کفر میں انتقال کر گیا اس نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وعدہ لیا کہ زمعہ کا بیٹا میرے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اس کو زمعہ سے لے لینا (اس نے زمانہ جاہلیت میں زنا کیا تو زمعہ نے لڑکا پیدا کیا۔ عتبہ نے اپنے بھائی کو بچہ حاصل کرنے کی وصیت کی) پس جب مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اس بچہ کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور عبد ابن زمعہ نے کہا یہ بچہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے دونوں کے بیان سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ تیرا بھائی ہے۔ بچہ صاحبِ فراش یعنی خاوند کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے اور ایک روایت میں ہے وہ تیرا بھائی ہے اے عبد بن زمعہ اس لیے کہ وہ تیرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا۔

marfat.com

بالجملہ ان میں جو بچے زید کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدّت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدّت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موت زید سے دو برس کے اندر یا اقرار انقضائے عدّت کر چکی ہو تو اس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعًا اولاد زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ ان کو ملے گا ہاں جو موت زید سے دو برس کے بعد یا بہ صورت اقرار زن یا تقضائے عدّت اس دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید ہیں نہ اس کا ترکہ پائیں۔
درمختار میں ہے:

یثبت نسبت ولد معتدۃ الموت لا قل منہما ای من سنتین ش) من وقت الموت اذ کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بہا وان لا کثر منہما من وقتہ لا یثبت بدائع وکذا المقرۃ لمفتیہا ولا قل من اقل مدتہ من وقت الاقرار للمتقین یکذبہا والا لاحتمال بعد الاقرار امد ملحضا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

۹۸ مسئلہ۔ دعوتِ ولیمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عقیقہ وختنہ میں لوگوں کو بغرض ادائے اُن سُنّتوں کے بلاتے تھے یا نہیں اگر نہیں بلاتے تھے تو یہ بدعت سیئہ ہے یا نہیں؟ وقت رخصتی جیسا کہ ہندوستان میں رسم بھات کی ہے آیا ان کی کچھ اصلیّت ثابت ہے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت بھی کچھ کھانا تقسیم کیا گیا تھا یا نہیں اور نیوتے کی رسم شرعًا جائز ہے یا نہیں؟ آیا یہ بات کہ شارع علیہ السلام نے دعوتِ ولیمہ کی بابت فرمایا اور خود بھی حضور نے متعدّد بار اس پر عمل کیا اور کبھی صاحبزادیوں کی رخصتی میں کھانے کی بابت نہ فرمایا اور نہ کیا اس کے بدعت سیئہ ہونے کے لیے کافی نہیں؟

الجواب

عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لیے اعلان کا حکم قال اللہ تعالیٰ:

marfat.com

واما بنعمت ربك فحدث اور دعوت موجب اعلان۔ اور بدعتِ سئیہ وہ ہے
کہ رد سنّت کرے نہ وہ کہ تائید کمانص علیہ الائمۃ قدیما وحدیثا منہم حجۃ
الاسلام فی احیاء والعلامۃ سعد فی شرح المقاصد والسید عارف باللہ عبد الغنی
فی الحدیقۃ الندیۃ لاجرم۔

ردّالمحتار میں فرمایا:

بعق عقیقۃ مزق لحمانا وطبخہ مع اتخاذ دعوۃ اولا۔

یونہی ختنہ کا اعلان سُنّت ہے:

کمان البسنۃ فی الخفاض الخلفاء۔

علماء نے دعوتیں گیارہ گنائیں اُن میں دعوتِ ختنہ و دعوتِ عقیقہ بھی ہے بعض نے
آٹھ گنیں۔ اُن میں یہ دونوں داخل شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

قیل الضیافۃ ثمانیۃ الولیمۃ للعرس والاعذار للختان والعقیقۃ لسابع الولادۃ الخ۔

علماء نے مطلقاً اجابت دعوت کو سُنّت فرمایا ولیمہ ہویا اور بنا یہ پھر طحطاوی پھر
ردالمحتار میں ہے:

اجابۃ الداعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرھا۔

نکاح کے بھی اعلان کا حکم ہے:

قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلنوا النکاح۔ رواہ احمد وابن حبان والطبرانی
والحاکم وابو نعیم عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند احمد
صحیح وزاد الترمذی والبیہقی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا واجعلوہ
فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف

اور وہ لڑکے والوں ہی کے ساتھ خاص نہیں دونوں طرف اعلان چاہیئے ابن ماجہ
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

قال نکحت عائشۃ ذات قرابۃ لہا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاۃ قال ارسلتم معہا من تغنی الحدیث

marfat.com

اور طعام موجبِ جمع ہے اور جمع موجب اعلان لہٰذا طعام حاضرین سُنّتِ اہل کرم و مروّت سے ہے۔ خصوصًا جب کہ طول اقامت ہو اتباع فعل میں ہے علی تفضیل فیہ نہ عدم فعل میں۔ فانہ غیر مامور بل ولا مقدور کما فی الغمز العیون۔

خصوصًا امور عادیہ میں اور حکم ہے خالقوا الناس باخلاقھم علماء فرماتے ہیں: الخروج عن العادۃ شہرۃ ومکروہ رب عزّوجل فرماتا ہے: ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ جو نہ اتی ہے نہ نہی اور وہ نہ خذوا میں داخل نہ انتھوا میں یعنی نہ واجب نہ منع بلکہ مباح ہے۔ یہ تمام مباحث ہمارے رسائل ردّ وہابیت میں طے ہو چکے۔

ہاں نیت مذموم یا باعث مذموم یا طور مذموم پر ولیمہ بھی ہو جائے گا: قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ معاذ فرمایا۔ ومن لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی کہ وقت حاجت ایک کا کام سو کی اعانت سے نکل جائے نہ اس پر مار بار ہو نہ سوال وغیرہ حرج وعار ہو۔ پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اس کی اعانت کریں لہٰذا اس میں جب کہ عرفًا معاوضہ مقصود ہو قرض ہے اور اس کی ادا واجب فان المعروف کالمشروط۔

فتاویٰ خیریہ میں ہے:

سُئل فیما اعتمادہ الناس فی الاعراس والافراح والرجوع من الحج من اعطاء الثیاب والدراھم وینتظرون بہ لہ عندھما یقع لھم مثل ذٰلک ماحکمہ اجاب ان کان العرف شائعا فیما بینھم انھم یعطون ذٰلک لیاخذ بہ لہ کان حکمہ کحکم القرض الخ

ترجمہ: سوال کیا گیا اس سے کہ امیدر کھتے ہیں لوگ شادی اور خوشی اور حج سے

لہ نکاح کا اعلان کرو۔

۲ مسجد میں نکاح کرتے اور دف بجا کر اعلان کرتے

marfat.com

واپسی کے وقت تحفہ کپڑے، پیسہ کے ملنے کا اِنتظار کرتے ہیں ان سے ان دونوں کے نزدیک واقع ان کے لیے مثل اس کے جواب دیا۔ اگر دینے دلانے کا طریقہ ان میں رائج ہے کہ وہ آپس میں دیتے دلاتے ہیں تو اسر، علم فرض کے حکم کی طرح ہے اِس میں ہے:

ان کان العرف قاضیا بانهم یدفعونه علی وجهه الهبة ولا ینظرون فی ذلك الی اعطاء البدل فحکمه حکم الهبة الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹۹ تیتوں کے لیے تسبیح سے غفلت کا نتیجہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتاب ارشاد رحمانی تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ جن کی بابت ان کے پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال وکو شش متعلق ندوہ سے تائب ہو گئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

متعلق حالات مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف کے سبق حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کہ کرشن کی سولہ ہزار گوپیاں تھیں اس پر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مصنف نے اس کے بعد لکھا ہے کہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی مُردے کے کفر پر تا وقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو حکم نہ لگانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لکل قوم هاد اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ رامچندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں لہٰذا فتاویٰ مکلف خدمت فیضدرجت ہے کہ کیا حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ قول مذکور متعلق رامچندر و کرشن مرزا صاحب علیہ الرحمۃ نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر میں فرمایا ہے یہ بھی اسی کتاب میں مرقوم ہے۔

(۲) جو پتایا درخت بوجہ غفلت تسبیح کر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

marfat.com

الجواب

مولوی محمد علی صاحب نہ خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل جو مولانا فضل الرحمٰن کی طرف منسوب ہوئی نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے اس میں ہندوؤں کے دین کو محض بر بنائے ظن و تخمین دین سماوی گمان کرنے کی ضرور کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف و مکاشفات و علوم عقلی و نقلی ہیں۔ ان کا بید طولی مانا ہے اور ان کے اعتقاد تناسخ کو کفر سے جدا بلکہ ان کی بت پرستی کو شرک سے منزّہ اور صوفیہ کرام کے تصوّر برزخ کے مثل مانا ہے۔ اور بحکم لکل امۃ رسول ہندوستان میں بھی بعثت انبیاء ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبہ کمال و تکمیل رکھنا لکھا ہے۔ مگر عام یا کرشن کسی کا نام نہیں۔ بایں ہمہ فرمایا ہے:

"در دربارۂ آنہا سکوت اولی ست نہ ما را جزم بکفر و ہلاک اتباع آنہا لازم ست و نہ یقین بنجات آنہا بر ما واجب و مادہ حسن ظن متحقق ست"

یہ اس تمام مکتوب کا خلاصہ ہے ان حضرات کا حال قبل اظہار خود آشکارا گر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر ان کا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جا سکتا ہے تو ان سے بدرجہا اقدم و اعلم حضرت زبدۃ العارفین سیّدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرّہٗ السامی سبع سنابل شریف میں ہے کہ بارگاہِ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی ص ۱۷۰ میں فرماتے ہیں:

"مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری را در ماہ ربیع الاوّل بجہت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ازدہ جا استدعا آید کہ بعد نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضران پرسیدند اے مخدوم ہر دہ استدعا وما قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیش حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد فرمودہ کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر می شد اگر ابوالفتح دہ

marfat.com

جا حاضر شود چہ عجب"

بات یہ ہے نبوت و رسالت میں اوہام و تخمین کو دخل نہیں اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ و رسول نے جن کو تفصیلاً نبی بنایا ہم ان پر تفصیلاً ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء اللہ پر اجمالاً لکل امۃ رسول اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو کا ہے کے لیے ٹٹولنا اور کاہے کے لیے شاید! امنا باللہ و رسلہ ہزاروں امتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں وقرونًا بین ذلک کثیرا۔ قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں ان کے نفس وجود پر سوا تواتر ہنود کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے بھی یا محض اینباب اعوال و رجال بوستان خیال کی طرح اوہام نراشیدہ ہیں تواتر ہنود اگر حجت نہیں تو اُن کا وجود ہی ناثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق و فجور و لہو لعب ثابت پھر کیا معنے کہ وجود کے لیے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لیے مردود مانا جائے اور انہیں کامل و مکمل بلکہ ظنًا معاذ اللہ انبیاء و رسل جانا جائے۔ واللہ الہادی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) رب عزوجل فرماتا ہے:

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْہِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ۔

اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے۔ ذی روح ہوں یا بے روح اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح نباتی بھی متعلق نہیں دائم التسبیح ہیں کہ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ کے دائرے سے خارج نہیں مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی

marfat.com

دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اس روح کے متعلق اعتبار نہیں وہ اسی اِنْ مِّنْ شَیْءٍ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔ دوسری تسبیح روح یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں۔

فَاِنَّہٗ مَا دَامَ رَطْبًا یُسَبِّحُ لِلّٰہِ تَعَالٰی فَیُؤْنِسُ الْمَیِّتَ

کہ جب تک وہ تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میّت کا دل بہلتا ہے۔

مگر قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزء لایتجزی بھی باقی رہے گا۔ منقطع نہ ہوگی کہ ان من شیٔ الا یسبح بحمدہٖ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الرَّمز المرصف علیٰ سؤال مولٰنا السیّد اصف ۱۳۳۹ھ

مسئلہ ۱۰۰۱۔ کفّار کے ساتھ موالات کی حُرمت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم (یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک)

قبلہ کونین و کعبہ دارین دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ و تمنّائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہٖ تعالیٰ کمترین بخیریت ہے۔ صحتنوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ:

"مسلمان ڈوب رہا ہے نامسلم تیرا اک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہیئے

marfat.com

یا نہیں۔

یوں درج ہے کہ مسلمان کو اگر ڈر ہے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی اُمید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو ان سے علاج بھی نہ کرائے لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر کہ غیر محارب ہو۔ تفسیر کبیر میں آیۂ کریمہ لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ الی اخر الآیۃ کے متعلق لکھا ہے:

وقال اھل التاویل ھذہ الآیۃ تدل علی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ۔

رسالہ الرضا بابت ماہ ذی قعدہ حصہ ملفوظات ص ۸۶ میں ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے الخ۔"

پھر کفار کی آنکھوں میں سلائی پھروانا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبل نزول آیت یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے ان سے بہ شدت پیش آتے تھے یا پہلے ان سے بھی نرمی سے پیش آتے۔ کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں۔ بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں ان سب سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب غیر محارب کا فرق کیا ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتد کا نکاح باقی رہتا ہے۔ فتاوے کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ

marfat.com

سے خلجان رہتا ہے۔ حضور کے فتاوے میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں۔ لیکن فتاویٰ ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں ہے۔ اگرچہ بوجہ سلطنتِ اسلامیہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جا سکتے۔ مثلاً ضرب وغیرہ کے لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہو گئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اُس کا جو پہلے شوہر تھا اس کا ترکہ شرعاً پائے گا۔ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ تفسیر کبیر میں انہیں امور دنیویہ میں ان سے مشاورت و موافقت تو سبب نزول کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لیے بتایا اور اُسے اس گمان کا کہ ان سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی اُمور میں بدخواہی نہ کریں گے رد ٹھہرایا کہ:

ان المسلمین کانوا یشاورونهم فی امورهم ویؤانسونهم لما کان بینهم من الرضاع والحلف فلنا منهم انهم وان خالفوهم فی الدین فهم ینصحون لهم فی اسباب المعاش فنهاهم الله تعالیٰ بهذه الآیة عنه فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانة من غیر المؤمنین فیکون ذلک نهیا عن جمیع الکفار وقال تعالیٰ یاایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذلک ماروی انه قیل لعمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه ههنا رجل من اهل الحیرة نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منه فان رأیت ان تتخذوه کاتبا فامتنع عمر رضی الله تعالیٰ عنه منا ذلک وقال اذن اتخذت بطانة من غیر المؤمنین فقد جعل عمر رضی الله تعالیٰ عنه هذه الآیة دلیلا علی النهی عن اتخاذ النصرانی بطانة

اِس سے جملہ انواع معاملت کیوں نا جائز ہو گئی بیع و شرا و اجارہ و استجارہ وغیرہا میں کیا راز دار بنانا یا اس کی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دیئے جوتا

marfat.com

گھٹوالیا، بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموالیا۔ بزاز کو روپے دیئے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی دام لے لیے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے۔ جیسے جدلی و مجادل و ذمی و معاہد کا مقابل ہے۔ رازدار بنانا ذمّی و معاہد کو بھی جائز نہیں امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمّی ہی کے بارے میں ہے یونہی موالات مطلقاً جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمّی۔ ہاں صرف دربارۂ برو احسان ان میں فرق ہے۔ معاہد سے جائز ہے کہ:

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین

عبارت کبیر منقولۂ سوال کا یہی مطلب ہے، یہی قول اکثر اہلِ تاویل ہے اور اسی پر اعتماد کیا جاوے اور محارب کفار کو غیر محارب کی امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے۔ اسی اسلامی پیغام میں ہے۔ اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی و مددگار جانے، کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں، سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ فقط والتسلیم۔ عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ وولدالدیہ وجمیع المومنین والمومنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ارشادِ الٰہی:

امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یألونکم خبالا ط

عام و مطلق ہے کافر کو رازدار بنانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ قل صدق اللہ و من اصدق من اللہ قیلا۔ سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ

marfat.com

اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اسے اسی آیۃ کریمہ سے ثابت بتایا ابو یعلی مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد، انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندر ما ذلک حتی اتوا الحسن فسألوہ فقال نعم یقول لا تستشیروھم فی شئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلک فی کتاب اللہ تعالیٰ ثم تلا ھذہ الایۃ یٰاَیُّھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو کہا ہم نہیں جانتے اس سے یہاں تک کہ حسن بصری کے پاس آئے اور ان سے سوال کیا حسن بصری نے کہا ہاں ان سے اپنے کاموں میں مشورہ نہ لو اور اس کی تصدیق میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اے ایمان والو اپنے رازوں میں مشورہ اپنے مسلمانوں کے سوا دوسروں سے نہ لو۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیۃ کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا۔ ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی:

انہ قیل لہ ان ھٰھنا غلاما من اھل الحیرۃ حافظا کاتبا فلو اتخذتہ کاتبا قال اتخذت اذن بطانۃ من دون المؤمنین

تعویل ہے اور آئمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر آیۃ کریمہ لا ینھکم اللہ ہے۔

الاکثرون علی انھم اھل العھد وھذا قول ابن عباس والمقاتلین والکلبی

ہم نے الحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد و ہدایہ و درر الحکام و غایۃ البیان و کفایہ و جوہرہ نیرہ و منتقی و نہایہ و فتح القدیر و بحر الرائق و کافی تبیین الحائق و تفسیر احمدی و فتح اللہ المبعین و غنیہ ذوی الاحکام و معراج الدرایہ

marfat.com

وعنایہ[۱۷] ومحیط برہانی[۱۸] وجوئی زادہ[۱۹] وبدائع ملک العلماء[۲۰] سے ثابت کیا ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیہم انواع انواع کے نرمی وعفو وصفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو وصفح کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا۔

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بھم سرادقھا۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے اُن سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ آیہ کریمہ کو فرماتے ہیں: نسخت ھذہ الآیۃ کل شیٔ من العفو والصفح قرآن عظیم نے یہود ونصاریٰ، مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا:

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا

مگر ارشاد:

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم ومأواھم جھنم وبئس المصیر

عام آیا اس میں کسی کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انہیں وصفِ کفر سے ذکر فرما کر اس پر جہاد وغلظت کا حکم دیا تو یہ سزا ان کے نفسِ کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملۃ واحدۃ ہاں معاہدہ کا استثناء دلائل قاطعۃ متواترہ سے ہے ضرورت معلوم ومستقر فی الاذہان کہ حکم جاہد سن کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں۔ فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق

تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصاریٰ کا حکم یہود سے کمتر ہوتا حالانکہ یکساں ہے ذمی وحربی

marfat.com

کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل و قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں۔ ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے سے شکار میں امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا:

والاستعانة باهل الذمة بالكلاب

اور بروایت امام طحاوی ہمارے آئمہ مذہب امام اعظم صاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو۔ ان مباحث کی تفصیل جلیل الحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف، علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لایالونکم خبالا سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیوی معاملات بیع و شرا و اجارہ و استیجار کی مثل ہے۔ ہاں اندرونی علاج جس میں اس کے فریب کو گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا دلی خیر خواہ اپنا مخلص یا خلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا دلی دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیہ کریمہ کا مخالف ہے۔ اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان و قرآن سب، کا دشمن اور انہیں اس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں۔ اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منہم ہوگیا ان کی تو دلی تمنا یہی تھی: قال تعالیٰ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر بنو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر الحمد للہ کوئی مسلمان آیۂ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز ایسا نہ جانے گا۔ اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی بلکہ یہ خیال ہونا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں۔ ایسا کریں تو بدنام ہوں، دکان پھیکی پڑے کھل جائے حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو۔ یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ

marfat.com

ہیں نہ کہ ہمارے ۔ اس میں تکذیب نہ ہوئی۔ پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً سربرآوردہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشقیاء اپنی فتح سمجھیں ۔ وہ جسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں ۔ اس بارے میں آیۂ کریمہ :

بتلرہ لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا۔

(کسی کافر کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے) وکریمہ :

ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ۔

(اللہ و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیلکار نہ بنایا) وحدیث مذکور :

لاتستضیئوا بنار المشرکین۔

(مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو)

بس میں اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ اور کیا رازدار و دخیلکار و مشیر بنانا ہوگا ۔ امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہٗ مدخل میں فرماتے ہیں :

واشد فی القبح واشنع ما ارتکبہ بعض الناس فی ھذا الزمان من معالجۃ الطبیب والکحال الکافرین الذین لا یرجی منھما نصح ولا خیر بل یقطع بغشھما اذ یتربصا لمن ظفرا بہ من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینہ او علمہ۔

یعنی سخت تر قبیح و شنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آجکل بعض لوگ کرتے ہیں کافر طبیب اور سقے سے علاج کرانا جن سے خیر خواہی اور بھلائی کی امید درکنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اس کی بدسگالی کریں گے اور اسے ایذا پہنچائیں گے ۔ خصوصاً جب کہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو۔

پھر فرمایا :

انھم لا یعطون لاحد من المسلمین شیئا من الادویۃ التی تضرہ ظاھرا

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو ان کی بدخواہی ظاہر ہو

marfat.com

لانهم لو فعلوا ذلك لظهر غشهم
وانقطعت مادة معاشهم لكنهم يصفون
له من الادوية ما يليق بذلك المرض
ويظهرون الصنعة فيه والنصح
وقد يتعافى المريض فينسب ذلك الى
حذق الطبيب ومعرفته ليقع عليه الحذق
كثيرا لسبب ما يقع له من الثناء على نصحه
في صنعة لكنه يدس في اثناء صنعته حاجة
لا يفطن فيها من الضرر غالبا وتكون تلك
الحاجة مما تنفع ذلك المريض وينتفش منه
في الحال لكنه يعود عليه بالضرر في اخر
الحال وقد يدس حاجة كما تقدم لكنها
جامعة للتكس ومات وحاجة اخرى يصلح
بعد استعمالها لكنه اذا دخل الجام تكس
ومات وحاجة اخرى اذا استعملها صح
وقام من مرضه لكن لها مدة اذا انقضت
عادة بالضرر وتختلف المدة في ذلك
فيها ما يكون مدتها سنة او اقل او اكثر
الى غير ذلك من عشهم وهو كثير ثم
يتعلل عدو الله ان هذا مرض اخر ليرى
فيه حيلة ويظهر التأسف على ما اصاب
المريض ثم يصف اشياء تنفع مرضا لكنها
لا تفيد بعد ان فات الامر فيه فينصح حيث

جائے اور ان کی روزی میں خلل آئے
بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی
خیر خواہی و فن دانی ظاہر کرتے ہیں اور
کبھی مریض اچھا ہو جاتا ہے جس میں ان
کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور اسی
کے ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال
مریض کو نفع دے اور آیندہ ضرر لائے
یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھو دے مگر
جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے
اور مر جائے یا ایسی کہ سر دست تندرست
کر دے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور
موت ہو یا ایسی کہ اس وقت مریض کھڑا
ہو جائے اور ایک مدت سال بھر یا
کم و بیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے
اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے بہت
طریقے ہیں پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا
دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید
مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور
مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے
پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب بات
ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اس وقت
خیر خواہی دکھاتا ہے۔ جب اس سے
نفع نہیں دیکھنے والے اسے خیر خواہ

marfat.com

لا ینفع نصحہ فمن یری ذٰلك منہ یعتقد انہ من الناصحین وھو من اکبر الغاشین ۔ کل العداوۃ قد ترجی ازالتہا الا عداوۃ من عاداك فی الدین

سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے ۔ تمام دشمنیوں کا زوال ممکن ہے مگر عداوتِ دینی کہ یہ نہیں جاتی

پھر فرمایا:

قد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لا خطر لہم فی الدین ولا علم وذٰلك ایضا من الغش لانہم لو لم ینصحوا لما حصلت لہم الشہرۃ بالمعرفۃ بالطب نعشہم ومن غشہم نصحہم لبعض ابنا الدنیا لیشتہروا بذالك ویحصل لہم الخطوط عندہم وعند کثیر ممن شابہم و یتسلطون بسبب ذٰلك علی قتل العلماء والصالحین وھٰذا النوع موجود ظاہر وقد ینصحون العلماء والصالحین وذٰلك منہم غش ایضا لانہم یفعلون ذٰلك لکی تحصیل لہم الشہرۃ وتظہر صنعتہم فیکون سببا الی اتلاف من یریدون اتلافہ منہم وھٰذا منہم مکر عظیم

یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی ان کے فریب پر لوگ چرچ جائیں یوں ہی یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت ہو، اور اس کے نزدیک اس جلیسوں کی تنگا میں وقعت ہو۔ پھر علماء وصلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود و ظاہر ہیں اور کبھی علماء وصلحا کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھی ہے پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اس کی راہ ملنا اور یہ ان کا بڑا مکر ہے۔

پھر اپنے زمانہ کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہو گیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس

marfat.com

کو کوئی سخت مرض ہوا۔ طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انہیں بلانے آئے انہوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا۔ گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھرتھراتے واپس آئے میں نے کہا خیر فرمایا یہودی نے کیا فسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کر چکا میں اندر لگیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی اُمید نہیں۔ پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمہ نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا۔ وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر فرمایا بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وُہ بنائے مسلمان کو دکھا لیں۔ یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا: وھذا لیس بشئی ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یفعل عن بعض ماوصفہ الثانی فی اقتداء الغیر بہ الثالث فیہ الاعانۃ لھم علی کفرھم بما یعطیہ لھم الرابع فیہ ذلۃ المسلم لھم الخامس فیہ تعظیم شانھم لاسیما ان کان المریض رئیسا وقد امر الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام بتصغیر شانھم وھذا عکسہ یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔

۱۔ ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے۔

۲۔ پھر اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔

۳۔ فلیس وغیرہ جوا سے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہو گی۔

۴۔ مسلمان کو اس کے لیے تواضع کرنا پڑے گی۔ علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تحقیر کا حکم دیا۔ اور یہ اس کا عکس ہے پھر فرمایا:

ثم مع ذلک ما یحصل من الانس والود لھم وان قل الا من عصم اللہ وقلیل ما ھم ولیس ذلک من اخلاق اھل الدین۔

پھر اُن سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ:

marfat.com

۵۔ اس سے ان کے ساتھ انس اور کچھ محبّت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں۔ پھر فرمایا:

ومع ذلك يخشى على دين بعض من يستطيبهم من المسلمين

۶۔ ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کرانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے یہاں بیماری ہوئی مرض نے [illegible] یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا انہوں نے اسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین قدیم ہے اسی کو اختیار کرنا چاہئے یوں ہی کیا کیا بکتا رہا یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے راستے میں بھی وہ جہاں ملتا رہا یہ اور راہ ہو جاتے کہ مبادا اس کا وبال انہیں پہنچے۔ امام فرماتے ہیں:

وهذا قد رحم بسبب انه كان معتنى به فيخاف من استطبهم ولم يكن معتنى به ان يهلك معهم ولو لم يكن فيه الا لخوف من هذا الامر الخطر لكان متعينا تركه فكيف مع وجود ما تقدم۔

ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہ ہو اور ان سے علاج کرائے اس پر خوف ہے کہ ان کے ساتھ ہلاک ہو جائے۔ ان کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اسی قدر سے اس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔ ان امام ناصح رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لیے زیادہ خطر کا مؤید امام مازری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہو جاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوں ہی ہوا آخر اسے تنہائی میں بلا کر دریافت کیا اس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک

marfat.com

اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں۔ امام نے اسے دفع فرمایا مولیٰ تعالیٰ نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کر دیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرما دی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں۔ یہود کی مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لایالونکم خبالا۔ تو عام کفار کے لیے فرمایا۔ عورت کا مرتدہ ہو کر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ و جملہ متون و عامۂ شروح و فتاوائے قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری ہے۔ قول صوری و ضروری کا فرق میرے رسالہ "اجلی الاعلام بان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام" میں ملے گا کہ میرے فتاوے جلد اوّل میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا ——————

—————— میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اس کی نقل حاضر ہوگی۔ اور یہ حکم صرف نکاح ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اس کا۔ اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی۔ نیز جب تک وہ اسلام نہ لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا۔ عالمگیری منشاء مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے:

واجرت کلمۃ الکفر علی لسانہا مغایضۃ لزوجہا او اخراجا لنفسہا عن جالتہا او لاستجاب المہر علیہ بنکاح متانف تحرم علی زوجہا فیجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت اورضیت ولیس لہا ان تتزوج الا بزوجہا قال الہندوانی اخذ بہذا قال ابواللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی

اسی کے بیان میں درمختار میں ہے:

صرحوا بتعزیرہا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح

marfat.com

بمہر یسیر کدنیار وعلیہ انقوی والواکبیۃ۔

یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں، جب مرتدہ ہونے ہی نکاح فوراً
فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدھما فسخ فی الحال پھر بعد عدت دوسرے سے اُسے نکاح
ناجائز ہوتا کیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی کیوں نہیں جائز کہ وہ
کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنیٰ سے ادنیٰ مہر باندھنے کا
ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط۔
اقول بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ و مفتی بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ
بلخ رحمہم اللہ تعالیٰ سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بعد نہیں تجدید
نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں بارہا عورت
ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان و
اعتکاف و احرام و حیض و نفاس یوں ہی جب کہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے
قربت کرلے زوجہ حرام ہوگئی۔ یہاں تک کہ اس کی بہن کو جدا کرے اور اس کی
عدت گزر جائے کبھی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے
حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح ہے اور زن مفضاۃ
کہ سیلین ایک ہوجائیں نکاح میں اصلاً خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے والمسائل
منصوص علیہا فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۱: مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی خلافِ سُنّت ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱۔ جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر۔

۲۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی۔

marfat.com

۳۔ فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں۔

۴۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم ورواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم ورواج پر اڑا رہنا۔

۵۔ نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین و احکام ائمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو۔

۶۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علماء کے ارشادات در باہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار مؤذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث فقہ ہوں۔

۷۔ سنّت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنّت زندہ کی جائے گی یا سنّت مردہ سنّت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنّت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی۔

۸۔ علمائے کرام پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اور اگر وہ اعتراض ہو سکے گا تو سنّت زندہ کرنے کی کیا صورت ہوگی۔

۹۔ جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

۱۰۔ جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہیئے امید ہے کہ

marfat.com

دسوں مسئلوں کا جُدا جُدا جواب مفصّل مدلّل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب سوال اوّل :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہوتی تھی۔ سُنن ابی داؤد شریف جلد اوّل ص ۱۵۶ میں ہے :

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر۔

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں۔

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لیے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

جواب سوال دوم :

جواب اوّل سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جو بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھتے ہیں غلط ہے دیکھو حدیث میں بین یدیہ ہے۔ اور ساتھ ہی علی باب المسجد ہے۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرۂ انور کے مقابل مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی بس اسی قدر بین یدیہ کے لیے۔

جواب سوال سوم :

بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ

marfat.com

لکھا ہے فتاوٰی قاضی خاں طبع مصر جلد اوّل ص ۷۸ : لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے۔"

فتاوٰی خلاصہ قلمی ص ۶۲ : لا یوذن فی المسجد مسجد میں اذان نہ ہو۔"

خزانۃ المفتیین قلمی فصل فی الاذان : لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان نہ کہیں۔"

فتاوٰی عالمگیری طبع مصر جلد اوّل ص ۵۵ : لایؤذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان منع ہے۔"

بحر الرائق طبع مصر جلد اوّل ص ۳۶۸ : لایعوذن فی المسجد مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے۔"

شرح نقایہ علامہ برجندی ص ۸۴ : فیہ اشعار بانہ لایؤذن فی المسجد امام صدر الشریعۃ کے کلام میں اس پر تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو۔"

غنیہ شرح منیہ ص ۳۷۷ : الاذان انما یکون فی المئذنۃ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر۔"

فتح القدیر طبع مصر جلد اوّل ص ۱۷۱ : قالوا لایؤذن فی المسجد علماء نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے۔"

ایضاً باب الجمعہ ص ۲۱۴ : ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکرِ الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لیے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے۔"

طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اوّل ص ۱۲۸ : یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القھستانی عن النظم یعنی نظم امام زندویستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے۔"

یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی رح عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل ص ۲۴۵ میں لکھتے ہیں : قولہ یدیہ ای

marfat.com

مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمسنون ھو الثانی یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنّت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو"

جب تو وہ بتصریح کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنّت ہے تو اندر ہونا خلافِ سنّت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنّت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے رُوبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنّت یہی ہے کہ اذان مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لیے جائیں جو سنّت کے مطابق ہیں۔ بہرکیف اتنا ان کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلافِ سنّت ہے۔ وللہ الحمد

جواب سوال چہارم:

ظاہر ہے کہ حکم حدیث و فقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہیئے۔

جواب سوال پنجم:

ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیئے نہ کہ سنّت و حکم حدیث و فقہ سے۔

جواب سوال ششم:

مکہ معظمہ میں یہ اذان کا کنارہ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی۔ مسلک متقسط علی قاری طبع مصر ص ۲۸۰:

المطاف ھو ما کان فی زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجدا

marfat.com

توحاشیہ مطاف بیرون مسجد و محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھائی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لیے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی ولہذا اگر مسجد بڑھا کر کنواں اندر کرلیا وہ بند نہ کیا جائے گا۔ جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ عالمگیریہ ص ۴۰:

یکرہ المضمضۃ والوضوء فی المسجد الاان یکون ثمہ موضع اعد لذلک ولایصلی فیہ وہیں ہے۔ لایحضر فی المسجد بزماء ولو قدیمۃ تترک کبیر زمزم تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے، مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذرائع کے فاصلہ پر ایک بلند بکیرہ پر کہتے ہیں۔ طریق ہندیہ کے تو یہ بھی خلاف ہوا اور وہ جو بین یدیہ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہوگیا تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ بکیرہ قدیم ہے یا بعد کو حادث ہوا۔ اگر قدیم ہے تو مثل منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لیے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنیہ سے گزرا اور اسی طرح خلاصہ و فتح القدیر برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نظیر موضع وضو و چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کردیئے ہوں نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق۔ پہلے یہی ثبوت دیجئے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کردینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے، قطع صف بلاشبہ حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من قطع صفا قطعہ اللہ۔ جو صف قطع کرے اللہ اسے قطع کردے۔" (رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

نیز علماء نے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ لوٹا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے نگانہ کہ یہ بکیرہ کہ چار جگہ سے گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے اب ہمیں افعال مؤذنین سے بحث کی حاجت

marfat.com

نہیں مگر جواب سوال کو گذارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھ
ہے اور یہ بولتے جاتے ہیں۔ جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لیتا۔
یہ باآواز ہر نام پہ رضی اللہ عنہ کہتے جاتے ہیں۔ جب وہ سلطان کا نام لیتا۔
یہ باآواز بلند دعا کرتے ہیں۔ اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں او
تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے۔ دُرمختار و ردّ المحتار جلد اوّل
ص ۸۵۹ : اما ما یفعلہ المؤذن حال الخطبہ من الترضی ونحوہ فمکروہ اتفاقا

یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے ہیں یہ بالاتفاق
مکروہ ہے یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اُسے
کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار علمائے
کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکیہ درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خبر نہیں دیکھو
فتح القدیر جلد اوّل ص ۲۶۲، ۲۶۳ دُرمختار و ردّ المحتار ص ۶۱۵ خود مفتی مدینہ منورہ
علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمہما اللہ نے تکبیر میں اپنے
یہاں کے مکبّروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں۔ دیکھو فتاویٰ اسعدیہ جلد
اوّل ص ۸ آخر میں فرمایا ہے : اما حرکات المکبرین وصنعھم فان ابرؤ الی اللہ
تعالیٰ منہ یعنی ان مکبّروں کی جو حرکتیں جو کام ہیں میں ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف
برأت کرتا ہوں اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان
کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم۔

جواب سوال ہفتم :

بیشک احادیث میں سنّت زندہ کرنے کا حکم ہے اور اس پر بڑے ثوابوں کے
وعدے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں :

من احیا سنتی فقد احبنی و من	جس نے میری سنّت زندہ کی بیشک اسے مجھ
احبنی کان معی فی الجنہ	سے محبّت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ

marfat.com

(اللّٰھم ارزقنا) رواہ السنجری — جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔
فی الابانۃ والترمذی بلفظ من احبّ۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیران ینقص من اجورھم شیئًا

جو میری کوئی سنّت زندہ کرے کہ لوگوں نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پہ عمل کریں سب کے برابر سے ثواب ملے اور ان کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔

(رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ)

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید۔ رواہ البیہقی فی الزھد۔

جو فساد امّت کے وقت میری سنّت مضبوط تھامے اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنّت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنّت مُردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

جواب سوال ہشتم:

احیائے سنّت علماء کا تو خاص فرضِ منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لیے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے۔ یوں ہی ہو کوئی سنّت زندہ ہی نہ کر سکے۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے کتنی سنّتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کہ تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی اللہ عنہم۔

جواب سوال نہم:

حوض کا بانی مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو اور اس

marfat.com

فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانہ موضع اعد للوضوء کما تقدم۔

جواب سوال دہم :

لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سنّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسے گوشۂ محراب میں رکھ کر محاذات ہو جائے گی، اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اُسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مُسلمان بھائیو!

یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھ لو کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

حضرات عُلمائے اہلِ سُنّت سے معروض :

حضرات احیائے سُنّت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمایئے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصّہ کی حاجت نہیں۔ بے تکلّف بیان حق فرمایئے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جُدا جُدا جواب ارشاد ہوں۔ اور ان کے ساتھ ان پانچوں سوالوں کے بھی :

۱۔ اشارت مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے۔
۲۔ کیا محتمل وصریح کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔
۳۔ تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے استنباط پیش کرنا کیسا ہے۔ خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی ہے۔
۴۔ حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے۔
۵۔ قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجالاتے ہیں یا سو میں کتنے ؟

marfat.com

مسئلہ ۱۰۲ عبدالمصطفیٰ نام کے جواز میں دلائل :

زید کہتا ہے مولانا احمد رضا خان ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں: راقم عبدالمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم "خدا جل جلالہ، کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقر نے جواب دیا بھائی یہاں عبدالمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہ بندہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے: وانکحوا الایامیٰ منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے۔ امیرالمومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا: کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں حضور کا بندہ تھا۔ اور حضور کا خدمتگار تھا۔ یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابوحنیفہ وکتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا عرض کی ؎

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو کردمش آزاد ہم بر روئے تو

کہا ہم آپ کی گلی کے دونوں غلام ہیں۔ میں نے اس کو آپ کے رُخِ انور کے صدقہ میں آزاد کر دیا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

marfat.com

قل یعبادی الذین اسرفوا — اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یو
علی انفسھم لا تقنطوا من — خطاب فرمایا کہ اے میرے بندو جنہو
رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر — نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت
الذنوب جمیعا ط انہ ھو — ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخشدیتا
الغفور الرحیم ۝ — بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔

حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

بندۂ خود خواند احمد دُر رشاد — جملہ عالم را بخواں قل یعبادی

ترجمہ: اپنا بندہ کہا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے فرمان میں تمام عا
کو پکارا اے میرے بندو طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی صاحب
بھی جب تک کہ مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب
ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب
گنگوہی اضطباع پاکر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے۔ حالانکہ ہر شرک سے
بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب ہیں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطا
کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاوی مسمّی بہ
"حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" ۱۳۰۰ھ میں ہے۔ اور اس مسئلہ عبد المصطفےٰ کی تمام تفصیل
ہمارے رسالہ "بذل الصفا تعبد المصطفےٰ" میں ہے اے مسکین عبد اللہ بمعنی خلق خدا
و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے۔ مومن وہی ہے جو عبد المصطفےٰ ہے۔ امام الاولیا
و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من لم یر نفسہ فی ملک النبی — جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یذوق — مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ
حلاوۃ الایمان۔ — چکھے گا۔

آخر نہ دیکھا جب اللہ عزّ وجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الص
والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا۔ اور اسی نور کی تعظیم کے لیے تمام ملائکہ کرام

marfat.com

علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا، ابلیس لعین نے نہ کیا کیا وہ اس وقت عبداللہ ہونے سے نکل گیا۔ اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو نہ جھکا عبدالمصطفےٰ نہ بنا لہٰذا مردود ابدی وملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے عبدالمصطفےٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اُس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۳ ناپاک گھی کو پاک کرنے کا طریقہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کہ جمے ہوئے گھی میں حرام جانور مثلاً چوہا، بلی یا کتا مر گیا یا جھوٹا کر گیا وہ گھی یا تیل کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

گھی اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اس کے منہ لگنے کی جگہ سے کھُرچ کر تھوڑا سا پھینک دیں باقی پاک ہے۔ احمد وابوداؤد وابوہریرہ اور دارمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا وقعت الفارۃ فی السمن ان کان جامدا فالقوھا وما حولھا۔ اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مر گیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

گھی ناپاک ہوگیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے پاک کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اُوپر

marfat.com

آجائے اتار لیں اور دوسرا پانی اُسی قدر ملا کر یوں ہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی میں
اسی طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر
جوش دیں یہاں تک کہ گھی اُوپر آجائے اتار لیں بلکہ جوش دینے کی پہلے ہی بار جا
ہے۔ پھر تو گھی یقینی ہو جائے گا۔ اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا۔

دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہو گیا ہو آگ پر پگھلا لیں
ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر اہل جائے
سب گھی پاک ہو جائے گا۔

سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنالے
کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اور اس کے بعد یہ ناپاک گھی اس پرنالے میں ڈالیں
یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہو کر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک
دونوں گھی ملا کر ڈالیں۔ یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے ایک دھار ہو کر برتن
میں پہنچ جائے سب پاک ہو گیا۔

پہلے طریقہ میں یہ پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ
ہے اور دوسرے طریقہ میں اُبال کر تھوڑا گھی ضائع ہو جائے گا۔ تیسرا طریقہ بالکل
صاف ہے مگر اس میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند ناپاک سے
پہلے پہنچے نہ بعد کو گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اس کی کوئی چھینٹ اڑ کر پاک گھی
سے جدا برتن میں گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا یا اب پہنچے گا سب ناپاک ہو جائے
گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۔ لمبی مونچھوں کی حرمت:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ
منہ میں آوے کیا حکم ہے۔ زید کہتا ہے ترکش لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے
ہیں۔ بینوا توجروا۔

marfat.com

الجواب

مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام وگناہ وسنّت مشرکین ومجوس ویہود و نصاریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں:

احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود رواہ الامام الطحاوی عن انس بن مالك ولفظ مسلم۔

ترجمہ: "مونچھ کترواؤ، داڑھی بڑھاؤ اور یہود کی مشابہت نہ کرو"

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس

مونچھ کاٹو اور داڑھی چھوڑو مجوس کی مخالفت کرو۔

مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ، یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو۔ فوجی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۰۶

مسئلہ۔ جمعہ کے خطبہ میں سُلطانِ اسلام کا نام لینا:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لیے خطبہ میں دُعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دُعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں؟ اللّٰھم اعز الاسلام والمسلمین بالامام العادل ناصر الاسلام والملۃ والدین

زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دُعا مانگنا چاہیئے۔

الجواب

سلطانِ اسلام کے لیے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دُعا سے کہ سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے۔ زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ دُرِ مختار میں ہے:

یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القھستانی

خاص نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ

marfat.com

شعار سلطنت ہے۔ ردّ المحتار میں ہے:

(کرہ سدل) تحریمًا للنھی (تنویر) ارسالہ لبس معتاد کشد مندیل یرسلہ من کتفیہ۔ (رد المحتار میں ہے وذلک نحو الشال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۷۔ شال سر پر ڈال کر نماز پڑھنا:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھائے تو کیسا ہے۔

الجواب

شال اگر ریشمی یا زری کی مغرق ہے اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے۔ اگرچہ غیر نماز میں اور نماز کے باعث خراب و مکروہ خواہ امام ہو یا منفرد یا تنہا۔ اور اگر ایسی نہیں تو دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانہ پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکتے چھوڑ دیئے تو مکروہ تحریمی و گناہ ہے۔ اور نماز کا پھیرنا واجب ہے۔

دُرمختار میں ہے:

(کرہ سدل) تحریمًا للنھی (تنویر) ارسالہ بلا لبس معتاد کشملہ مندیل یرسلہ من کتفیہ۔ رد المحتار میں ہے وذلک نحو الشال واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۰۸۔ ولد الزنا کی نماز جنازہ اور تدفین:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولد الزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن جائز ہے یا نہیں۔ ولد الزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔ بینوا توجروا۔

marfat.com

الجواب

جب وہ مسلمان ہے اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اُسے دفن کرنا بے شک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں باپ یا دونوں کافر ہوں بلکہ یہ اور بھی اُولیٰ ہے کہ ولد الزنا ہونے میں اس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدالمذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

ملفوظات

عرض۔ حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے ۴ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں۔ کسی کی عمر ۳ سال کسی کی ۲ سال کسی کی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی، یعنی پسلی اور ام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے۔ حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

ارشاد۔ مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہو اُسے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ اس وقت سے ان شاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے۔ اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھیے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں۔ اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھے بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں کل ۳۰۳ بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں۔ صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینے اور پیٹ پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیریں دوبارہ ایسے ہی سہ بارہ ایسے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں

marfat.com

ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے۔ بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بتاتے ہیں وہ بنوا لیجئے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اسے روشن کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کے لیے بھی روشن کیجئے۔ اور وہ چراغ باذنہ تعالیٰ اسحر اور آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے۔ بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی معاً سب سے پہلے اس کے کانوں میں ۷ بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور ۳ بار تکبیریں بائیں کان میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینہ پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی ہر چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر، ساتویں سال سالانہ یہ تول اس لڑکی کے لیے بھی کیجئے۔ چوتھے میں ہے تو ہر چار مہینے پر تو لیے۔ مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷، ۷ بار اذان باآواز بلند کہی جائے، اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقرہ ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے۔ آپ کے گھر میں جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازہ سے باہر بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبیث والخبائث پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو داہنا پاؤں پہلے نکالیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہیں۔ اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لیے جب کپڑے اتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھیئے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہہ لیں اور ان باتوں کا التزام رہے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

عرض۔ حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

ارشاد۔ (۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکے یا قندیل میں۔

marfat.com

۲۔ روشن کرتے وقت لَو کے پاس سونے کا چھلّہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلّہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدّق کریں۔

۳۔ چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔

۴۔ مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔

۵۔ مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اس کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کو دیکھے۔

۶۔ جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھرا لیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر خُجہ کا کر رکھ دیں اور جس طرف بتّی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف روشن کریں۔

۷۔ اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں، اور ہر لَو کے پاس سونا رکھیں۔

۸۔ جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔

۹۔ اس جگہ بیٹھ کر سب ذکرِ الٰہی و درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو و بیہودہ بات وہاں ہونے پائے۔

۱۰۔ جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا منہ کی ٹکی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصّہ اصلاً نہ کھلنے پائے۔

۱۱۔ چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے مؤکلات اپنی حاضری

marfat.com

کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا۔ پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے لہذا چاہیئے کہ پہلے دن کچھ دیر قصداً کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ اور کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی نہ کریں کہ اور کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

۱۲۔ جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی یا دو تو شخص بڑھائے اور اس وقت یہ کہے السلام علیکم اجیوا ما جورین۔

۱۳۔ روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

۱۴۔ جس کے لیے چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا اُن شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عرض۔ ایک صاحب کی لڑکی بلا ناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی۔ اب ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔

ارشاد:۔ لاحول شریف ۶۰ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں قل تین بار پانی پر دم کر کے پلائیے۔

عرض:۔ کیا آیاتِ قرانی بھی یہ اثر رکھتی ہے۔

ارشاد:۔ جو قیود عامل بتاتے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

عرض:۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

عرض:۔ پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

marfat.com

ارشاد: ۔ردا[1]، تہ بند[2]، عمامہ[3] یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیض[4] اور ٹوپی یا جامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بند ہی باندھتی تھیں ایک بار حضورؐ تشریف لیے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں پھسلا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا حضور وہ یا جامہ پہنے ہوئے ہے ارشاد فرمایا: اللھم اغفر للمستر ولات۔ اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو یا جامہ پہنتی ہیں اور غالباً یا جامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہ بند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

عرض: ۔ مرم بنی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: ۔ اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیئے۔

عرض: ۔ یہ جو جرمن وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

ارشاد: ۔ ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگرچہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام النصرانیۃ لا ذھیحۃ لہ۔ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے الیھودیۃ یذبح او یأکل ذبیحۃ المسلم۔ نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبانِ خدا کی مجرم ہیں اور دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیھم اور نصاریٰ ضالین فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہ مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی کہیں ایک پٹڑی بھی نہیں۔

marfat.com

عرض :۔ امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

ارشاد :۔ پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کر کے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔

عرض :۔ جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا کریں۔

ارشاد :۔ جماعت ثانیہ فقط جائز ہے۔ اس کے لیے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کے لیے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں اُن کے مکانوں کو جلوا دیتا۔ ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ماہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا تو حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہو گئی تو اصل نماز جماعت اُولیٰ ہی ہے۔

عرض :۔ نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اس کی ترکیب دُرِ مختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

ارشاد :۔ اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اوّل کی تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کی برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور تین کا مکروہ تحریمی۔ کیونکہ صف کامل ہو گئی۔ اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور یہ بجز نماز میں بھی۔ بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا جائز ہے۔ مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہو گی۔

marfat.com

عرض :۔ ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورۂ یٰسین ش
اور بائیں میں سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے ارد گرد پھرا کر
چوراہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے
ہیں یہ کیسا ہے۔

ارشاد :۔ کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چوراہے پر لے جا کر
ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو
تقسیم کر دے۔

عرض :۔ کیا خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رُو پڑھنا چاہیئے۔

ارشاد :۔ ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رُو ہونا کچھ ضروری نہیں ہے
سامعین کی طرف منہ ہونا چاہیئے۔ خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے
پڑھا جانا مشروع ہے۔

عرض :۔ معلّم کی اگر تنخواہ مقرّر نہ ہو تو بچّوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد :۔ اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچّوں کو تکلیف نہ ہو تو حرج نہیں تنخواہ
مقرر ہو یا نہ ہو۔

عرض :۔ میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

ارشاد :۔ نہیں چاہیئے۔

عرض :۔ نوشہ کے اوپٹنی ملنا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد :۔ خوشبُو ہے۔ جائز ہے۔

عرض :۔ اگر بیسلپور سے بدایوں جانا ہو اور راستہ میں بریلی اترا تو قصر کرے
گا یا نہیں۔

ارشاد :۔ اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

عرض :۔ ایک شخص بریلی کا ساکن مراد آباد میں دکان کھولے اور وہاں تجارت کا
ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل و عیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں

marfat.com

مراد آباد وطن اصلی ہوگا یا وطن اقامت۔

ارشاد:۔ وطن اصلی نہ ہوگا ہاں اگر وہاں نکاح کرلے تو ہوجائے گا۔

عرض:۔ اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہوجائے گا یا نہیں۔

ارشاد:۔ نکاح تو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ برہمن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے۔ لہٰذا احتراز لازم ہے۔

عرض:۔ ولیمہ نکاح کی سنّت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

ارشاد:۔ ولیمہ زفاف کی سنّت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

عرض:۔ نکاح کے بعد چھوہارے لٹانے کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دار قطنی و بیہقی و طحاوی سے مروی ہے۔

عرض:۔ خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

ارشاد:۔ وسمہ سے ہو یا تسمہ سے ہو سیاہ خضاب حرام ہے۔

عرض:۔ کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

ارشاد:۔ ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

عرض:۔ اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد:۔ بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

عرض:۔ بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

marfat.com

ارشاد: ۔ حضرت امام حسن وحسین وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

عرض: ۔ نماز قصر نہ تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

ارشاد: ۔ ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

عرض: ۔ ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے ارد گرد لوگ کوڑہ وغیرہ ڈالتے ہیں۔ وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ارشاد: ۔ حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لیے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم وہ یہاں ان کے لیے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

عرض: ۔ نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مراد ہے۔

ارشاد: ۔ غسل وکفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اس کے بعد تاخیر نہ کرے بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

عرض: ۔ مردہ کے ساتھ مٹھائی تو قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لیے لے جانا کیسا ہے۔

ارشاد: ۔ ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے۔ ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں یہ محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے (پھر فرمایا) مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور

marfat.com

مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

عرض :۔ معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

ارشاد :۔ اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

عرض :۔ یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک حسد سے مر گئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد :۔ اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا یہ تمنائے نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مر جانا ثابت ہے۔

عرض :۔ استنقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

ارشاد :۔ جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

عرض :۔ ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کر لیں۔

ارشاد :۔ یہاں یہ کہ صدقہ دیا جا رہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

عرض :۔ خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا۔

ارشاد :۔ اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

عرض :۔ سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے۔

ارشاد :۔ ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

عرض :۔ دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل و رسائل علماء نے لکھے ہیں۔ اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

ارشاد :۔ مذہب حنفی میں جمعہ و عیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ

marfat.com

کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔ ایسی صورت میں جہلاء جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے ارأیت الذی ینھی عبدًا اذا صلّٰی۔ سے خوف کرنا چاہیئے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرما دیا۔

عرض:۔ حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

ارشاد:۔ نہیں۔

عرض:۔ حضور کی قسم کھانا جائز ہے۔

ارشاد:۔ نہیں۔

عرض:۔ کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد:۔ ہاں۔

عرض:۔ تلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد:۔ ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا جائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض:۔ جوان غیر محرم عورتوں کے سلام کا جواب دینا چاہیئے یا نہیں۔

ارشاد:۔ دل میں جواب دے۔

عرض:۔ اگر غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد:۔ یہ بھی ٹھیک نہیں ع

نیساکین آفت از گفتار خیزد۔

عرض:۔ سنت الفجر اوّل وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد:۔ اوّل وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اُٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے

marfat.com

ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنّتوں کی نیّت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے۔ لہٰذا اوّل وقت سنّتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض: ۔ ظہر کے وقت بغیر سنّت پڑھے امامت کر سکتا ہے۔

ارشاد: ۔ بلا عذر ٹھیک نہیں۔

عرض: ۔ سنّت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔

ارشاد: ۔ پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض: ۔ بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑھت میں مال فروخت کرتا ہے اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سلینڈر[۱] اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد: ۔ اگر جانوروں کے لیے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لیے یہ ناجائز ہے۔

عرض: ۔ دستِ غیب و کیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

ارشاد: ۔ دستِ غیب کے لیے دُعا کرنا محال عادی کے لیے دُعا کرنا ہے۔ جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تصنیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو کباسط[۲] کفیہ الی الماء وما ھو ببالغہ دستِ غیب جو قرآنِ عظیم میں ارشاد ہے اس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ہ ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ یتق اللہ پر

---

[۱] جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں۔

[۲] جو اللہ سے ڈرتا ہے (پرہیزگار ہے) اللہ عزوجل اس کے لیے فرما دیتا ہے اور اسے روزی پہنچاتا ہے وہاں سے جہاں کا اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

marfat.com

عمل نہیں ورنہ حقیقتہً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپیہ کی طلب کی تھی بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کے روز ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا، نماز مغرب پڑھ کر حسب معمول استنجے کو گیا اور یہ فکر کہ کل کو بدھ ہے اور ابھی تک روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہوئی میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور رہی میں بھیجنا ہیں عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسین (اعلیٰحضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی "سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں"۔ میں باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون[۵۱] روپیہ انہوں نے دیئے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپیہ کی تھی یہ اکیاون[۵۱] یوں تھے کہ ایک روپیہ فیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

مؤلف: ۔ یہ ہے یرزقہ من حیث لا یحتسب

عرض: ۔ ادنیٰ درجہ علم باطن کیا ہے۔

ارشاد: ۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا۔ سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیر اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے اُن کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنیٰ درجہ اُن سے اعتقاد ان پر اعتماد و تسلیم ارشاد جو کچھ سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے اغد عالمًا او متعلمًا او مستمعًا او محبًا ولا تکن الخامس فتہلک صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے

یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبّت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

عرض :۔ کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے ۔

ارشاد :۔ غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے ۔

عرض :۔ عالم کی کیا تعریف ہے ۔

ارشاد :۔ عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اور اپنی ضروریات کے کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے ۔

عرض :۔ کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے ۔

ارشاد :۔ یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے ۔

عرض :۔ حضور مجاہدہ میں عمر کی قید ہے ۔

ارشاد :۔ مجاہدے کے لیے کم از کم اسّی ۸۰ برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضروری کی جائے ۔

عرض :۔ ایک شخص اسّی ۸۰ برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسّی ۸۰ برس مجاہدہ کرے ۔

ارشاد :۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اُسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب و عنایت ربانی بعید کو قریب نہ کر دے تو اس راہ کی قطع کو اسّی ۸۰ برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصر آنی ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی ضرور کارفرما ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۔ وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے ۔

marfat.com

حصّہ سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مسئلہ۔ شطرنج اور تاش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔ ومسالۃ الشطرنج مبسوطۃ فی الدر وغیرھا من الخطر والشہادات والصواب اطلاق المنع کما اوضحہ فی رد المحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

مسئلہ۔ سود اور رشوت سے توبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہو سکتا بلکہ توبہ کے لیے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو دے پتہ نہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے بے اس کے گناہ سے برأت نہیں اس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا، کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اسکا بعینہٖ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

marfat.com

مسئلہ ۳۔ لباس کے بارے میں قاعدہ اور کلیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی ٹوپی پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں۔

الجواب

درپارۂ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کی مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صورت میں کفر تک ہے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: لیس ذی الافرنج کفر علی الصحیحۃ ہیٹ اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہیں جب کہ اس میں ملک میں کفار یا فساق کی وضع ہو فان کل بلدۃ وعوائدھا۔ خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اس پر مجبور کیا گیا اور نیگچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت وخون واقع ہوا بالآخر مجبوری مانی۔

مسئلہ ۴۔ قبر کے طواف یا سجدہ کی ممانعت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب

بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبۂ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے

marfat.com

کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتوی عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے:

لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال منال

نسأل اللہ حسن المآل وعندہ العلم بحقیقۃ کل حال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۵۔ نقالوں کو پیسے دینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں ان کو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر انہیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اُجرت کے احساناً دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پاکر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن باعث اجر ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث اللھم لک الحمد علی زانیۃ۔ اللھم لک الحمد علی سارق اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال وطیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھریں گے اس کا مسخرہ اڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ ان کی عادات سے معروف و مشہور ہے۔ تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لیے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ انہیں لینا حرام ہے اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد ہے کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا اقطع عنی لسانہ (میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے) درمختار وغیرہ میں اس کا جواز مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

marfat.com

مسئلہ ۶ ۔ ایک دوسرے کو آم کی گٹھلیاں مارنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جا کر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا یہ فعل ان کا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز بر تقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور بر تقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سئیہ۔

الجواب

گٹھلیاں مارنا ناجائز و ممنوع ہے۔ مسند امام احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

قال نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عن الخذف وقال انہ لا یقتل الصید ولا ینکا العدو وانہ ینقو العین ویکسر السن۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلّا یا گٹھلی یا کنکری پھینک کر مارنے سے منع فرمایا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار، اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔

فی التیسیر اخذ ف مجمتین وقاء الرمی بحصاۃ او نواۃ لانہ یفقو العین ولا یقتل الصید

اور صرف چھلکوں سے ہم مرتبہ لوگ نادرا محض تطیب قلب کے طور پر باہم مزاح دوستانہ کریں جس میں اصلا کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مالاً نہ ہو تو مباح ہے عالمگیری میں ہے: قال القاضی الامام ملک الملوک اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیر مستنکر۔ کذا فی جواھر الفتاوی فی الباب السادس۔

عوارف المعارف شریف میں ہے۔ راوی بکر بن عبداللہ:

marfat.com

قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ
فاذا کانت الحقائق کانوا هم الرجال یقال بدح یبدح اذا رمی ای یترامون
بالبطیخ اھ۔ ذکر قدس سرہ فی الباب الثلثین۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ بیل بکرے کو خصّی کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خصّی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بالاتفاق جائز ہے کہ اس میں منفعت ہے۔ خصّی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خصّی بیل محنت زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصّی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلّی وغیرہ ورنہ حرام ہے۔ اسی اصل کی بنا پر ہمارے علماء گھوڑے کو خصّی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جب کہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں:

لما فیہ من تقلیل الۃ الجہاد اقول الموجود لا یعدم والموہوم لا یعتبر الا تری ان العزل یجوز عن الامۃ مطلقا وعن الحرۃ باذنہا بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود

ہاں آدمی کا خصّی ہونا بالاجماع مطلقاً حرام ہے۔ دُرمختار میں ہے:

وجاز خصأ الیہا سمرحتی الہرۃ واما خصاء الادمی فحرام قیل الفرس وقیدوہ بالمنفعۃ والافحرام۔

ردّالمحتار میں ہے:

قولہ قیل والفراس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لا باس بہ عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انہ حرام ط واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۸ - بچّوں کی تعلیم کا حُکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو اُن کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کے لیے بھیجے اس کے لیے کیا حکم ہے۔

الجواب

حرام۔ حرام۔ حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال ومبتلائے اثام: قال اللہ:

یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹ - اہلِ کتاب کی ملازمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزوں کی نوکری سلائی کے کام کی کرنا یا ان کا کپڑا مکان پر لاکر سینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

انگریز کی سلائی کی نوکری کرنے یا گھر پر لاکر اس کا کپڑا سینے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ کسی محذور شرعی پر مشتمل نہ ہو۔ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے:

اجر نفسہ من نصرانی ان النعال من انواع الملبوسات والنساء والرجال سواء فی کراھۃ لبس النحاس۔

مسئلہ ۱۰ - جوتے پر گوٹے اور تلّے کے احکامات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مردوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے

marfat.com

والعلم عنداللہ کہ جھوٹے کام کا جوتہ مرد وزن سب کے لیے مکروہ ہونا چاہیئے :

فان المنسوخ کغیرہ ولاشك ان النعال من انواع الملبوسات والنساء والرجال سواء فی کراھة لبس النحاس۔

ہاں سچے کام کا جوتہ عورتوں کے لیے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو۔ نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہیئے۔

وفی الفتاوی الھندیة یلبس الذکور قلنسوة من الحریر او الذھب او الفضة او الکرباس الذی خبط علیه ابریشم کثیر او شیء من الذھب او الفضة اکثر من قدر اربع اصابع انتھی۔ قال العلامة الشامی وبه یعلم حکم العراقیة المساته بالطاقیة فاذا کانت منقشة بالحریر وکان احد نقوشها اکثر من اربع اصابع لاتحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشها علی اربع اصابع بناء علی ما مر من ان ظاھر المذھب عدم جمیع المتفرق انتھی وقد قال العلامة الشامی ایضا ان قد استری کل من الذھب والفضة والحریر فی الحرم فترخیصی الحریر ترخیص خیرة بدلالة الستاوة ویؤید عدم الفرق ما مر من اباحة الثوب المنسوج من ذھب اربعة اصابع اھ ملخصا فافھم وتبثت اذبه تحرر ما کان العلامة الطحطاوی متوقفا فیه واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۱۱ ۔ بیوی کی میّت کو دیکھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میّت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں۔ اور اس کا چھونا کیسا ہے۔ یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

marfat.com

الجواب

زن و شوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتیٰ کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب واجر ہے:

کما نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے۔ علی قول الشیخین رضی اللہ عنہما و بہ یفتیٰ اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم و اعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث ان عوارض تک ممانعت ہو جاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے شوہر مُردہ کا بدن چھو سکتی ہے اُسے غسل دے سکتی ہے جب کہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو۔ لبقاء النکاح فی حقہا بالعدۃ نص علی ذالک فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرہما من معتمدات الاسفار واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۲۔ بدمذہبوں کی ملازمت گناہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجیوں میں جاکر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہیں یا ان کے اخبار میں مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں۔ حالانکہ ان پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر یہ کھلے اعتراض و الزام ہوتے ہیں اور خداوند عالم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا ..... عہ۔ اور علمائے متقدمین و متاخرین کھلی کھلی گالیاں دی جاتی ہیں جن کی شاہد سماجی کتب ترک اسلام، تہذیب الاسلام آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ مسافر بیگزین، مسافر بہڑائچ آریہ پتر یہ لی، ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے چند الفاظ نقل ذیل ہیں:

عہ اس جگہ الفاظ کفریہ ملعونہ تھے لہذا بیاض چھوڑ دی گئی۔

marfat.com

عہ ..... ستیارتھ پرکاش .....

سلہ ..... مسافر بھڑاپچ .....

آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں میں ملازم ہیں میل جول رکھا جائے اور وہ مسلمان سمجھے جائیں ایسے مسلمان جو مخالفینِ اسلام ودشمنانِ خدا ورسول کی اعانت کرنے والے ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے اور ان کے ساتھ شرکت نکاح جائز ہے یا نہیں مفصّل بیان فرمایئے اللہ اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

الجواب

اللہ عزّوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمدللہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات لعینہ ملعونہ منقول ہوں گے اُن پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اُوپر سائل نے نقل کیا ہے اور ناواقفیت میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پہ زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ نہ کرلیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزّوجل وقرآن عظیم

سلہ اس مقام پر بھی کلمات خبیثہ تھے لہٰذا نقل نہ کئے گئے اقول تعجب اور نہایت تعجب ان مسلمانوں سے کاپی نویسی وتصحیح ایسی ناشائستہ کتابوں کی کرتے ہیں اور ایسے سچے پکے قائم بالحق مسلمان بھی ہیں جو ان کتابوں کی جلدیں باندھتے ہیں۔ چنانچہ بعد ارسال اسی سوال کے سائل صاحب راقم کے پاس آئے اور دو کتابیں آریہ کی ان کے ہاتھ میں تھیں اس میں سے انہوں نے ایک ایک مقام سے کچھ پڑھ کر سنایا ایک کتاب میں یہی قصّہ منقول تھا کہ ایک کتاب آریہ نے اپنے مذہب کی کتابیں ایک مسلمان کو جلد کرنے کو دیں مگر اس نے اسی بنا پر کہ یہ کفر کی کتابیں ہیں جلد باندھنے سے انکار کردیا جس پر اس آریہ کو بڑا غصّہ آیا مختصر (مولوی نواب) سلطان احمد خان (صاحب) نائب مہتمی۔

عہ یہاں بھی سطور طعنونہ تھیں۔

marfat.com

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں اُن سب پر اللہ عزّوجل کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں۔ قہر الٰہی کی آگ ان کے لیے بھڑکتی ہے۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے ہیں قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمہ پہ اللہ عزّوجل کی سخت لعنتیں ملائکہ اللہ کی شدید لعنتیں اُن پر اُترتی ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا قرآن فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔	بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں، اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اُس جلیت کا ہے جو مصنّف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود گمان ہے زید کسی دُنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے۔ جانتے ہیں مصنّف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے۔ مگر اللہ واحد قہار کے قہر و عذاب و لعنت و عتاب کی کیا پرواہ ہے یقیناً یقیناً کاپی لکھنے والا پتھر بنانے والا چھاپنے والا کل چلانے والا غرض جان کر کہ اس میں یہ کچھ ہے کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔	گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لعینہ وھو	جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے

marfat.com

یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام چلا وہ یقیناً اسلام سے نکل گیا۔

یہ اس ظالم کے لیے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے یا زید عمرو کسی کو ناحق سخت سُست کہے اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے: رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارہ عن اوس ابن شرجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:

من اٰفات الید کتابۃ مایحرم تلفظہ من شعر المجون والفواش والقذف والقصص التی فیھا نحو ذلک والاھاجی نثرا ونظما والمصنفات والمشتملۃ علی مذاھب الفرق الضالۃ فان القلم احدی اللسانین فکانت الکتابۃ فی معنی الکلام بل ابلغ منہ لبقائھا علی صفحات اللیالی والایام والکلمۃ مذھب فی الھواء ولا یبقی او مختصراً

ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس دوستانہ اُٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین ۰

اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بنائے اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اس کے جنازہ کی نماز حرام اُسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اس کے دفن میں شریک ہونا اُس کی قبر پر جانا سب حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر کے یہاں فتاوے مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں میں نے نقل فرمانے والے سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں سُنا گیا کہ سائل کا قصد اس فتوے کے چھاپنے کا ہے درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں[1] ان کی جگہ دو

[1] جس وقت حضرت صاحب نے یہ فتویٰ مرتب فرما کر بھیجا سائل میرے پاس بیٹھے ہوئے

marfat.com

یک سطریں خالی صرف نقطے لگاکر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں اُن لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باذنہٖ تعالیٰ محفوظ رہیں۔ فاللہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین ۵

۱۳ مسئلہ۔ نامحرم اندھے سے پردے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضیٰ احتیاط کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا کہ آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: افعمیاوان انتما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۴ مسئلہ۔ کبوتر بازی، مرغ بازی کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اُڑانا اور پالنا اور مرغ بازی، بٹیر بازی۔ کن کیا بازی اور فروخت کرنا اور کنکیا اور ڈورا اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کبوتر پالنا جائز ہے جب کہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اڑانا کہ کھنٹوں اُن کو اُترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے

نے۔ اس تحریر حضرت کو دیکھ کر اسی وقت انہوں نے اپنے سوال میں ان ناپاک کلمات پر قلم پھیر اور کہا میں نے صرف دکھانے کے واسطے یہ کلمات سوال میں نقل کر دیئے تھے ۱۲

marfat.com

ان لوگوں سے ابتدا سلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں۔ واجب نہیں کنکیو
اڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے۔ یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے
آلات کن کیا ڈور بیچنا بھی منع ہے۔ اصرار کریں تو ان سے بھی ابتدا بہ سلام
نہ کی جائے۔ واللہ اعلم

مسئلہ ۱۵ - گیارہویں شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں
رباعی شریف پڑھنا چاہیئے یا نہیں رباعی یہ ہے ؎

سید و سلطاں فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

اور اگر یہ رباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ
مہربانی تحریر فرما دیجئے۔

الجواب

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شانِ اقدس ہیں۔ فاتحہ
ایصالِ ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید اور درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر
ثواب نذر کرے۔ اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود
غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار
درود غوثیہ۔ درود غوثیہ یہ ہے:

اللھم صل علیٰ سیدنا و مولینا محمد معدن الجود و الکرم و علیٰ
اله و بارك و سلم۔

اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے:

و علیٰ اله الکرام و ابنه الکریم و امته الکریم و بارك و سلم

واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۱۶ حقّے کے پانی سے وضو

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقّہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون حالت اور کس وقت پر۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جب آب مطلق اصلاً نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل، واللہ اعلم

مسئلہ ۱۷ سوتی یا اونی موزوں پر مسح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

سوتی یا اونی موزے جیسے ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں کہ نہ وہ مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے نہ منعل یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا نہ ثخین یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انہیں کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق نہ ہو جائیں اور ساق پر اپنے ہونے کے سبب بے بندش کے رُکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور ان پر پانی پڑے تو روک لیں اور فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے جو پائتابے ان تینوں وصف مجلد منعل ثخین سے خالی ہوں ان پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے، ہاں اگر ان پر چمڑا منڈھا لیں یا چمڑے کا تلہ لگا لیں تو بالاتفاق اگر شاید کہیں اس طرح کے دبیز بنائے جائیں تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہو گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فی المنیۃ والغنیۃ۔

والمسح علی الجوارب لایجوز عند ابی حنیفۃ الا ان یکونا مجلدین / ای استوعب مجلد مایستر القدم الی الکعب (او منعلین) ای حمل الجلد علی ما یلی الارض منہا خاصۃ

marfat.com

كالنعل للرجل (وقالا لايجوز اذا كانا ثخينين (لايشفان) فان الجوارب اذا كان
لايجاوز الماء منه الى القدم فهو بمنزلة الاديم والعصرم فى عدم جذب الماء
نفسه الابعد لبث وذلك بخلاف الرقيق فانه يجذب الماء وينفذه الى الرجل
فى الحال (وعليه) اى على قول ابى يوسف ومحمد (الفتوى والثخين ان يستمسك
على الساق من غير ان يشد بشئ) هكذا فسروه كلهم وينبغى ان يقيد بما اذا لم
فانه نشاهد ما يكون فيه ضيق يستمسك على الساق من غير شد والحد بعدم جـ
الماء اقرب وبما يمكن فيه متابعة المشى اصوب وقد ذكر نجم الدين زاهدى عن شمس
الائمة الحلوانى ان الجوارب من الغزل والشعر ما كان رقيقا منها لايجوز المسح عليه اتفاقا
يكون مجلدا اومنعلا وما كان ثخينا منها فان لم يكن مجلدا اومنعلا فمختلف فيه وما
خلاف فيه اهـ ملتقطا قلت وههنا وهم عرض للمولى الفاضل اخى يوسف چلپى فى
حاشية شرح الوقاية فلا عليك منه بعد ما سمعت نص امام الشان شمس الائمـ
وكذلك نص فى الخلاصة بما يكفى لازلحة كما حققه فى الغنية وذكر طرفا منه
فى رد المختار فراجعهما ان شئت والله سبحنه وتعالى اعلم۔

مسئلہ ۱۸ حالت جنابت میں سلام کا جواب دینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اس کو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

دل میں یا بایں معنی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تو یوں قرآن مجید پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید بحالتِ جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیئے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

"تنویر میں ہے:

لا یکرہ النظر الیہ (ای القرآن) لجنب وحائض ونفساء کاوعیۃ۔

ردّالمحتار میں ہے:

نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالیٰ۔

اسی میں سحر سے ہے:

وترک المستحب لا یوجب الکراھۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۔ آیاتِ قرآنی کو بے وضو چھونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی اُردو کتاب یا اخبار میں چند آیات قرآن بھی شامل ہوں تو ان کو بلا وضو چھونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

کتاب یا اخبار میں جس جگہ آیت لکھی ہے خاص اس جگہ کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں اسی طرف ہاتھ لگایا جائے جس طرف آیت لکھی ہے خواہ اس کی پشت پر دونوں ناجائز ہیں۔ باقی ورق کے چھونے میں حرج نہیں پڑھنا بے وضو جائز ہے نہایت کی حاجت ہو تو حرام ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ ۲۰۔ نماز معذور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

۱۔ معذور صبح کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

۲۔ معذور نے ایسے آخر وقت میں نماز شروع کی کہ دوسرے وقت میں تمام ہوئی مثلاً ظہر کی عصر میں یا عصر کی مغرب میں تو نماز ہو گئی یا اس کو پھر قضا پڑھے درصورت ثانیہ جب ایسا وقت آخر ہو گیا کہ نماز دوسرے وقت میں جا کر ختم ہو گی تو نماز پڑھ کر پھر اُس کی قضا پڑھے یا نہ پڑھے جب تک وقت دوسرا نہ ہو جائے کہ پہلے نماز اوّل

marfat.com

پڑھے پھر دوسری ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

(۱) کہ خروج وقت ناقص وضوئے معذور ہے ہاں اشراق کے وضو سے آخر ظہر تک نمازیں فرض ونفل پڑھ سکتا ہے کہ دخول وقت ناقص وضو نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) نماز بالاجماع باطل ہو گئی کہ خروج وقت ودخول دونوں پائے گئے تو خلال نماز میں وضو جاتا رہا ۔ ہاں اگر بعد قعدہ اخیرہ کے قبل سلام وقت جاتا رہا تو صاحبین کے نزدیک نماز ہو جائے گی اور امام کے نزدیک نہیں کما فی المسائل الاثنا عشر ۔ اگر وقت قلیل رہ گیا اور خلال نماز میں خروج وقت کا اندیشہ ہے واجبات پر اقتصار کرے مثلاً ثنا وتعوذ و درود ودعا ترک کرے ۔ رکوع وسجود میں صرف ایک بار کہے اور اگر واجبات کی بھی گنجائش نہیں تو بجائے فاتحہ کے صرف ایک آیت پڑھے غرض فرائض پر قناعت کرے اور خروج وقت مشکوک ہو جائے تو شک سے نہ وقت خارج مانا جائے گا نہ وضو ساقط لان الیقین لا یزول بالشک ۔ ہاں اگر اقتصار علی الفرائض پر بھی خروج وقت بالیقین ہو جائے گا تو اگر کسی امام کے نزدیک نماز ہو سکے گی اُس کے اتباع سے پڑھ لے ۔ فان الاداء الجائز عند البعض اولیٰ من الترک ۔ کما فی الدر ۔ پھر قضا پڑھے اُس وقت مذاہب دیگر کی طرف مراجعت کی مہلت نہ ملی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۲۱ ۔ جنبی کا پسینہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت جنابت میں اگر پسینہ آئے اور کپڑے تر ہو جائیں تو نجس ہو جائیں گے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

نہیں کہ جنب کا پسینہ مثل اُس کے لعاب دہن کے پاک ہے

marfat.com

• الادمی مطلقا ولو جنبا او کافرا طاھر وحکم العرق کسورہ ملخصا. واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲۔ پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز کی ادائیگی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بادامی رنگ کی پڑیا میں تو کوئی مضائقہ نہیں اور رنگت کی پڑیا سے ورع کے لیے بچنا اولیٰ ہے پھر بھی اُس سے نماز نہ ہونے پر فتویٰ دینا آج کل سخت حرج کا باعث ہے پھر بھی :

والحرج مدفوع بالنص وعموم البلویٰ من موجبات التخفیف لا سیما فی مسائل الطھارۃ والنجاسۃ ۔

لہٰذا اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہہ جائز ہے۔ فقیر اس زمانہ میں اسی پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے :

وقد ذکرنا علیٰ ھٰذہ المسئلۃ کلامًا اکثر من ھٰذا فی فتاوانا وتحقق الامر بما لا مزید علیہ ان ساعد التوفیق من اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۔ شبہ سے ناپاکی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گدا روٹی کا جس میں نجس ہونے کا شبہہ قوی ہے نیچے بچھا ہے اور اُس پر پاک رضائی اوڑھی ہے بارش سے چھت ٹپکی رضائی اور گدا خوب تر ہو گیا رضائی پیروں کے تلے بھی دبی تھی یعنی گدے سے ملحق تھی اس صورت میں رضائی کی نسبت کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

marfat.com

الجواب

شبہہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی کہ اصل طہارت ہے۔ والیقین لا یزول بالشکِ۔ ہاں ظن غالب کہ بربنائے دلیل صحیح ہو فقہیات میں ملحق بیقین ہے نہ بربنائے توہمات عامہ پس اگر گدّے میں کسی نجاست کا ہونا معلوم تھا اور یہ بھی معلوم ہو کہ رضائی گدّے کے خاص موضع نجاست سے ملصق تھی اور گدّے میں خاص اس جگہ تری بھی اتنی تھی کہ چھوٹ کر رضائی کو لگے یا رضائی کے موضع اتصال میں اس قدر رطوبت تھی کہ چھوٹ کر گدے کے محل نجاست کو تر کردے غرض یہ کہ موضع نجاست پر رطوبت خواہ وہیں کی خواہ دوسری چیز مجاور کی پہنچی ہوئی اس قدر ہو جس کے باعث نجاست ایک کپڑے سے دوسرے تک تجاوز کر سکے اور اس تجاوز کے یہ معنی کہ کچھ اجزائے رطوبت نجسہ اُس سے متصل ہو کر اس میں آجائیں نہ صرف وہ جسے سیل یا ٹھنڈک کہتے ہیں کہ حکم فقہ میں یہ انفصال اجزا نہیں صرف انتقال کیفیت ہے اور وہ موجب نجاست نہیں اور اس قابلیت تجاوز کی تقدیر رطوبت کا اس قدر ہونا جسے نچوڑے سے بوند ٹپکے کہ ایسے ہی رطوبت کے اجزا دوسری شے کی طرف متجاوز ہوتے ہیں جب تینوں شرطیں ثابت ہوں تو البتہ رضائی کے اتنے موضع پر تجاوز نجاست کا حکم دیا جائیگا پھر اگر موضع بقدر معتبر فی الشرع مثلاً ایک درہم سے زائد ہو تو رضائی ناپاک ٹھہرے گی اور اُسے اُدھیڑ کر نماز ناجائز ہوگی ورنہ حکم عفو میں رہے گی اور اگرچہ ایک درہم کی قدر میں کراہت تحریمی اور کم میں صرف تنزیہی ہوگی اور اگر ان تینوں شرط میں کسی کی بھی کمی ہوئی تو رضائی سرے سے اپنی طہارت پر باقی اور سراپا پاک ہے مثلاً گدّے کی نجاست مشکوک تھی یا وہ سب ناپاک تھا اور رضائی کا خاص موضع نجاست سے ملنا معلوم نہیں یا محل نجاست کی رطوبت خواہ رضائی سے حاصل کی ہوئی قابل تجاوز نہ تھی۔ یہ سب صورتیں طہارت مطلقہ تامہ کی ہیں:

هٰذا هو التحقيق الذی عولنا عليه لظهر وجه ولكونه احوط وان كان الكلام فی المسئلة طويل الذيل ذكر بعضه فی رد المحتار اخر الانجاس واخر

الکتب وفیہ عن البرھان ولا یخفی منہ انہ لا یتیقن بانہ مجرد ندا وۃ الا اذا کان النجس الرطب ھو الذی لا یتقاطر بعصرہ اذ یمکن ان یصیب الثوب الجاف قدر کثیر من النجاسۃ ولا ینبع منہ شئ بعصرہ کما ھو شاھد عند البدایۃ بغسلہ الخ وفیہ عن الامام الزیدی لانہ اذا لم یتقاطر منہ بالعصر لا یتصل منہ شئ وانما یتبل ما یجاورہ بالندا وۃ وبذلک لا یتنجس الخ وعن الخانیۃ اذا غسل رجلہ فمشی علی ارض نجسۃ بغیر مکعب فانبل الارض من بلل رجلہ و اسود وجہ الارض لکن لم یظھر اثر بلل الارض فی رجلہ فصلی جازت صلاتہ و ان کان بلل الماء فی رجلہ کثیرا حتی ابتل وجہ الارض وصار طینا ثم اصاب الطین رجلہ لا تجوز صلاتہ الخ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۴۔ مردہ جانوروں کی ہڈی کا پاک ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہڈی مردار جانور کی پاک ہے یا ناپاک ہے کیونکہ سینگ تو ہر جانور کا پاک ہے اگر مسواک میں ہڈی ہاتھی دانت کی ہو کیسی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہڈی ہر جانور کی پاک ہے حلال ہو یا حرام مذبوح ہو یا مُردار جبکہ اُس پر بدن میتہ کی کوئی رطوبت نہ ہو سوا سوئر کے کہ اُس کی ہر چیز ناپاک ہے۔ مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں ہاں اُس کا ترک بہتر ہے لمحل خلاف محمد قائلہ بنجاسۃ عینیۃ کالخنزیر کما فی فتح القدیر وردالمختار وغیرھما ورعایۃ الخلاف مستحبۃ بالاجماع۔

درمختار میں ہے:

شعر المیتۃ غیر الخنزیر وعظمھا طاھر اھ ملخصا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۲۵۔ بچے کا پیشاب ناپاک ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیر خوار بچہ کا پیشاب پاک ہے یا یا ناپاک ؟

الجواب

آدمی کا بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اُس کا پیشاب ناپاک ہے اگرچہ لڑکا ہو: والمسئلة واردة متونا وشروحا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۶۔ ناپاک لحاف کو پاک کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لحاف توشک وغیرہ روئی دار کپڑے ناپاک ہو جائیں تو وہ مع روئی کے دُھل کر پاک ہو سکتے ہیں یا روئی علیحدہ ہو کر کپڑا الگ دھونے سے پاک ہو گا اور اگر روئی کا سوت کات لیا جائے تو وہ سوت بغیر اس کے کہ دری وغیرہ بنوائی جائے دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جو کپڑے نچوڑنے میں آسکیں جیسے ہلکی توشک رضائی وغیرہ وہ یوں ہی دھونے سے پاک ہو جائیں گے ورنہ بہتے دریا میں رکھیں یا اُن پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست باقی رہنے پر ظن حاصل ہو یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے۔

فی الدر المختار یطهر محل غیر مرئیة بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلا عدد به یفتی وقدر ذلك لموسوس بغسل عصر ثلثا فیما ینعصر وتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیره مما ینشرب النجاسة وهذا کله اذا غسل فی غدیر او صب علیه ماء کثیرا وجری علیه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر وتخفیف وتکرار غمس هوا لمختار۔ اھ۔

ناپاک روئی کا سوت دھونے سے بخوبی پاک ہو سکتا ہے بلکہ دری بنا کر پاک کرنے

marfat.com

سے سوت کی تطہیر آسان ہے کہ وہ نچوڑنے میں سہل آسکتا ہے۔ لایخفیٰ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۷۔ نجاست کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خلوائیوں کی کڑھائیوں کو کتے چاٹتے ہیں انہیں کڑھائیوں میں وہ شیرینی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں اُن کے یہاں کی شیرینی یا دودھ لے کر کھانا پینا درست ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

طہارت، نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست ثابت نہیں ہوتی جس خاص شے کی نجاست معلوم ہو وہی خاص نجس وحرام ہے۔ ولبس امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ۔ مسئلہ کی تمام تر تحقیق وتفصیل ہمارے رسالہ "الاحلی من الشکر" میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸۔ نجاست کے بارے میں ایک اور مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگلی پر نجاست لگ جائے اور اُسے چاٹ لیا جائے تو انگلی پاک ہو جائے اور منہ بھی پاک رہے بینوا توجروا۔

الجواب

اُنگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک روح کا کام ہے اور اُسے جائز جاننا شریعت پر افترا واتہام اور تجلیل حرام اور قاطع اسلام ہے اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے کہ منہ بھی پاک رہے گا نجاست چاٹنے سے قطعاً ناپاک ہو جائے گا اگرچہ بار بار وہ نجس ناپاک تھوک یہاں تک نگلنے سے کہ اثر نجاست کا مُنہ سے نکل کر سب پیٹ میں جائے پاک ہو جائے گا مگر اس چاٹنے نگلنے

marfat.com

کو وہی جائز رکھے گا جو نجس کھانے والا ہو۔ الخبیثٰت للخبثین والخبیثون للخبیثت۔ والطیّبٰت للطیّبین والطیّبون للطیّبت۔ اولٰٓئک مبرؤن مما یقولون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹ مسئلہ۔ ہندوؤں کی اشیائے خوردنی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود سے اشیاء خوردنی جیسے دودھ۔ دہی۔ گھی۔ ترکاری۔ شیرینی وغیرہ تر یا خشک کا استعمال اہل سنت کے نزدیک درست ہے یا حرام اور آیۃ انما المشرکون نجس سے اہل تشیع کا اشیاء مذکورہ میں کیا خیال ہے اور مجدد صاحب کا اس امر میں کیا فتوٰی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

آیۂ کریمہ انما المشرکون نجس۔ اُن کے نجاست قلب و نجاست دین کے بارے میں ہے احسام اگر ملوث بہ نجاست ہیں نجس ہیں ورنہ نہیں۔ تمام کتب فقہ متون و شروح وفتاوٰی اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں اُن کے یہاں کا گوشت تو ضرور حرام مگر اُس حالت میں کہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا اور بنانے پکانے لانے کے وقت مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا کوئی نہ کوئی مسلمان اُسے دیکھتا رہا تو اس وقت تک حلال ہے ورنہ حرام اور باقی اشیاء جن میں نجاست یا حرمت متحقق و ثابت ہو نجس و حرام ہیں ورنہ طاہر و حلال اصل اشیاء میں طہارت و حلت ہے۔ قال تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا ۔ جب تک کسی عارض سے اس اصل کا زوال ثابت نہ ہو حکم اصل ہی کے لیے رہے گا۔ محرر المذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں یہ ناخذ ما لم نعرف شیئًا حرامًا بعینہ ۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ہنود بلکہ تمام کفار اکثر ملوث بنجاست رہتے ہیں بلکہ اکثر نجاستیں اُن کے نزدیک پاک ہیں بلکہ بعض نجاستیں ہنود کے خیال میں پاک کنندہ ہیں تو جہاں ایک دشواری نہ ہو اُن سے بچنا اولٰی ہے۔ غرض فتوٰی جواز

marfat.com

اور تقویٰ احتراز رد افض کا خیال ضلال ہے اور اس مسئلہ میں حضرت مجدد کا کوئی خیال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰۔ لوح محفوظ کیا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوح محفوظ کیا چیز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زیر عرش ایک لوح ہے جس کا طول پانسو برس کی راہ ہے اس میں ما کان وما یکون الیٰ یوم القیامۃ ثبت ہے

مسئلہ ۳۱۔ لوح محفوظ کی تحریر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے اُس کو تبدل و تغیر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

صحیح یہ ہے کہ لوح تغیر سے محفوظ ہے تغیر و تبین و صحف ملئکہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۔ فسخ صحف میں ہے یا لوح میں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے بعد آفرینش دنیا کے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایک ہی مرتبہ اُس کا انتظام کر دیا ہے یا بتدریج اُس کی ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

marfat.com

نسخ صحف میں ہے نہ لوح میں ۔ کل صغیر وکبیر مستطر۔ جف القلم بما ھو کائن ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۳ مسئلہ ۔ ترک تدبیر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث جف القلم اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوتا تھا ہو لیا تدبیر انسانی کچھ فائدہ نہیں دیتی ۔

الجواب

دنیا عالم اسباب ہے اور سبب ومسبب سب مقدر مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید ہے اور اس پر اعتماد تام ضلال بعید۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۴ مسئلہ ۔ شقیٔ ازلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شقی ازلی کوشش انسانی سے سعید ہو سکتا ہے یا نہیں اور سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

نہ شقی ازلی ہو سکے نہ سعید ازلی شقی سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ممکن ہے یوہیں شقی ازلی پر صحبت نیک کا مگر انجام اسی پر ہوگا جس لیے بنائے گئے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۵ مسئلہ ۔ حاکم حقیقی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوگا بوسلطت فرشتگان اور سیارگان وعقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلاتوسل

marfat.com

ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم و نسخ فرماتا ہے ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اللہ اکبر۔ حاکم حقیقی عزجلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے۔ وہی اکیلا حاکم، اکیلا خالق، اکیلا مدبّر ہے۔ سب اُس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ والمدبرات امرا۔ علماء نے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کواکب سے بھی متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام اُن سے نکال لیا گیا اب ملائکہ مدبّر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اُن کا ہذیان بین البطلان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۔ انبیاء کا علم غیب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتا ہے اُس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونوں عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہل سنت وجماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اللھم لك الحمد ۔ علم ذاتی کربے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب یعنی نبی کہتے ہیں اُسے جو غیب پر مطلع ہو ابن جریر ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قال رجل من

marfat.com

المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب ۔
یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے۔ محمد غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ تو جو نفیِ مطلق کرے بلاشبہہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الٰہی سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر کلام بعینہٖ وہی ہے جو اُس منافق نے کہا اور اللہ عزوجل نے اُس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۷۔ حقّے کا استعمال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے بارہ میں تحقیق حق کیا ہے ۔

الجواب

حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دُنیا کے عامۂ بلاد کے عوام و خواص یہاں تک کہ علما و عظمائے حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح و جائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلا دلیل نہیں تو اُسے ممنوع و ناجائز کہنا یا احوال حقہ سے بے خبری پر مبنی ۔ کما عرض لکثیر من المتکلّمین علیہ فی بدو ظہورہ قبل اختیارہ ووضوح امرہ فقیل مسکر وقیل مفتر وقیل مضر ای مطلقا کالسموم وقیل وقیل ۔
یا بعض احوال عارضہ بعض نساق متناولین کی نظر پر مبنی ۔ کقول من قال انہ ممّا یجتمع علیہ الفاق کاجتماعہم علی المحرمات وقول اٰخر انہ یصد عن

ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ ۔

یا بعض عوارض مخصوصہ بعض بلاد و بعض اوقات کے لحاظ سے ناشی جن کا حکم ان کے غیر اعصار و امصار کو ہرگز شامل نہیں :

کمن احتج بالنھی السلطانی علی کلام فیہ للعلامۃ النابلسی ۔

یا محض مفتریات کاذبہ مخترعات ذاہبہ پر متفرع کتھور من تفوہ ان کل دخان حرام ۔ وجعلہ حدیثا عن سیّد الانام علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام وکجراۃ من قال اجمعوا علیٰ حرمۃ والاجتماع ۔

فقیر نے اس باب میں زیادہ بیباکی متقشفہ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ پڑھ کر تقشف و تصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامۂ اُمّت مرحومہ کو ناحق فاسق و فاجر بناتے ہیں اور جب اپنے دعوے باطل پر نہیں پاتے ناچار حدیثیں گڑھنے بناتے ہیں میں نے ان کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ :

من شرب الدخان فکانما شرب دم الانبیاء ۔

جس نے حقہ پیا گویا اُس نے پیغمبروں کا خون پیا ۔

اور دوسری حدیث یوں تراشی :

من شرب الدخان فکانما زنی بامہ فی الکعبۃ

جس نے حقہ پیا گویا اُس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جہل بھی کیا بد بلا ہے خصوصاً مرکب کہ لادوا ہے ۔

مسکین نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ و دانستہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر بہتان اُٹھایا اور حدیث متواتر :

من کذب علیّ متعمّدا فلیتبوء مقعدہ من النار ۔

کو اصلا دھیان نہ لایا ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے ۔

اللھم تب علینا وعلیہ ان کان حیا واغفر لنا ولہ ان کان میتا ۔

marfat.com

یا قواعد شرع میں بے غوری اور نظر و فکر کی بیطوری سے پیدا

کراعم من زعم انه بدعة وکل بدعة ضلالة ومنه زعم الزاعم ان فیه استعمال الة العذاب یعنی النار وذالک حرام وهذا من البطلان بابین مکان نقضه المحدث الدهلوی فیما نسب الیه باستعمال الماءِ المعذب به قوم نوح علیه الصلوٰة والسلام قلت وفی الترویح بالمرواح استعمال الة عذاب عاد. وآما اصلاح الفاضل اللکھنوی بزیادة قید علی هیئاة اهل العذاب. فاقول لایجدی نفعا والالم یجز الاغتسال بماء حار قال تعالیٰ یصب من فوق رؤسهم الحمیم وماذا یزعم الزاعم فی دخول الحمام فیکون علیٰ هذا حراما منهیا عنه لذاته بل من الکبائر اما مطلقا علی ما اختار هذا الفاضل من کون تعاطی المکروه تحریمًا من الکبائر اوبعد الاعتیاد علی ما علیه الاعتماد من کونه فی نفسه من الصغائر وذلک لان الحمام کما افاد العلامة المنادی فی التیسیر اشبه شئ بجهنم النار من تحت والظلام من فوق وفیه الغم والحبس والضیق ولذا الماد خله سیدنا سلیمٰن نبی الله علیه الصلوٰة و والسلام تذکر به النار وعذاب الجبار اخرج العقیلی والطبرانی وابن عدی والبیهقی فی السنن عن ابی موسی الاشعری رضی الله تعالیٰ عنه یرفعه الی النبی صلی الله تعالیٰ علیه واٰله وسلم قال اول من دخل الحمامات وضعت له النورة سلیمان بن داؤد وفلما دخله وجد حره وغمه فقال اده من عذاب الله اده قبل ان لاتکون اده قلت وبهذا یرد حدیث التشبیه باهل النار وحدیث الملابسة بالنار کما لایخفی علی اولی الابصار۔

ولہذا علمائے محققین واجلہ معتمدین مذاہب اربعہ نے بعد تنقیح کا روامکان افکار اس کی

marfat.com

اباحت کا حکم فرمایا۔ وھوالحق التحقیق بالقبول۔

علامہ سیّدی احمد حموی غمز العیون والبصائر میں فرماتے ہیں:

یعلم منه حل شرب الدخان۔

اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی۔

علّامہ عبدالغنی بن علامہ اسمٰعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

من البدع العادیة استعمال التین والقهوة الشائع ذکرهما فی هٰذا الزمان بین الاسافل والاعیان والصواب انه لاوجه لحرمتها ولا لکراهتها فی الاستعمال الخ

بدعات عادیہ سے ہے حقہ اور کافی کا پینا جن کا چرچا آج کل عوام وخواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔ علامہ محقق علاؤالدین دمشقی در مختار میں عبارت اشباہ نقل کرکے فرماتے ہیں:

فیفهم منه حکم التین۔

شامی میں ہے:

وھوالاباحة علی المختار۔

یعنی اس سے تنباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں) پھر فرمایا:

وقد کرهه شیخنا العمادی فی هدیه الحاقاله بالثوم والبصل باولیٰ۔

ہمارے استاد عبدالرحمٰن بن محمد عمادالدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اُسے سیر وپیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ رکھا۔

علامہ سیدی ابوالسعود علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیۂ در مختار میں فرمایا:

لایخفی ان الکراهة تنزیهیة بدلیل الالحاق بالثوم والبصل والمکروه تنزیهایجامع الجواز

پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسے لہسن پیاز کی اور مکروہ تنزیہی جائز ہوتا ہے

علامہ حامد آفندی عمادی ابن علی آفندی مفتی دمشق الشام اپنے فتاوے مغنی مستفتی عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین بن احمد بن محی الدین حمید کردی جزری

marfat.com

رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں :

فی الافتاء لہ دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرھم مبتلون بتناولہ مع ان تحلیلہ السیر من تحریمہ وماخیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین امرین الاختار السیرھما واما کونہ بدعۃ فلاضرر فانہ بدعۃ فی التناول لا فی الدین فاثبات حرمتہ امر عسیر لا یکاد یوجد لہ نصیر۔

حلت قلیان پر فتویٰ دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہل اسلام اس کے پینے میں مبتلا ہیں معہذا اس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے اور حضور پرنور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو اُن میں زیادہ آسان ہوتا اسے اختیار فرماتے رہا اس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین و یاور ملنا نظر نہیں آتا۔

٭

علامہ خاتم المحققین سیدی امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السلامی ردالمحتار حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں :

للعلامۃ الشیخ علی الاجھوری المالکی رسالۃ فی حلہ نقل فیھا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ۔

علامہ شیخ علی اجہوری مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس میں نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے ان کی حلت پر فتویٰ دیا۔

پھر فرماتے ہیں :

قلت والف فی حلہ ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالۃ سماھا الصلح بین

حلت قلیان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا

marfat.com

بین الاخوان فی اباحة شرب
الدخان وتعرض له فی کثیر من
تالیف الحسان واقامة الطامة الکبری
علی القائل بالحرمة او بالکراهة
فانهما حکمان شرعیان لابد
لهما من دلیل ولا دلیل علی
ذلك فانه لم یثبت اسکاره
ولا تفتیره ولا اضراره بل ثبت
له منافع فهو داخل تحت قاعدة
الاصل فی الاشیاء الاباحة وان
فرض اضراره للبعض لایلزم
منه تحریمه علی کل احد فان
العسل یضر باصحاب الصفراء
الغالبة وربما امرضهم مع
انه شفاء بالنص القطعی ولیس
الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالی
باثبات الحرمة او الکراهیة
الذین لابد لهما من دلیل بل
فی القول بالاباحة التی هی الاصل
وقد توقف النبی صلی الله تعالی
علیه وسلم مع انه هو المشرع فی
تحریم الخمر ام الخبائث حتی
نزل علیه النص القطعی فالذی

جس کا نام الصلح بین الاخوان فی
اباحة شرب الدخان ۔ رکھا اور اپنی
بہت تالیفات نفیسہ میں اُس سے تعرض
کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت ماننے
والے پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی کہ
وہ دونوں حکم شرعی ہیں جس کے لیے
دلیل درکار اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ
اُس کا نشہ لانا ثابت ہوا نہ عقل میں
فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اُس کے
منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ
کے نیچے داخل ہے کہ اصل اشیاء میں
اباحت ہے اور اگر فرض کیجئے کہ بعض
کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت
نہیں ثابت ہوتی جن مزاجوں پر صفرا
غالب ہوتا ہے شہد انہیں نقصان کرتا
بلکہ بارہا بیمار کر دیتا ہے آنکہ وہ نص
قرآنی شفا ہے اور یہ کوئی احتیاط کی بات
نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر
افترا کر دیجئے کہ اُن کے لیے دلیل کی حاجت
ہے بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ
وہی اصل ہے خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے کہ بہ نفس نفیس صاحب شرع
ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں

marfat.com

ینبغی للانسان اذا سئل عنه سواء کان ممن یتعاطاه او لا کھذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیته ان یقول ھو مباح لکن رائحته تستکرھها الطباع فھو مکروہ طبعا لا شرعًا الیٰ اٰخرما اطال به رحمه الله تعالیٰ ۔

توقف فرمایا جب تک نص قطعی نہ اترے تو
آدمی کو چاہیے کہ جب اُس سے حقہ کے
بارہ میں سوال کیا جائے تو اُسے مباح ہی
بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے
میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں
(کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت
ہی پر دیتا ہوں) ہاں اُس کی بو طبیعت
کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ
شرعی اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل
اس کی تحقیق میں باقی ہے ۔

الجملہ عند التحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں خصوصًا ایسی حالت میں عجمًا وعربًا وشرقًا وغربًا عام مومنین بلاد وبقاع تمام دُنیا کو اُس سے ابتلا ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامہ امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنفیہ سمحہ سہلہ غرا بیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی اسی طرف علامہ جزری نے اپنے اُس قول میں ارشاد فرمایا کہ :

فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین ۔

اور اُسے علامہ حامد عمادی پھر منقح علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا ۔ اقول :

ولسنا نعنی بھذا ان عامة المسلمین اذا ابتلوا بحرام حل بل الامر ان عموم البلوی من موجبات التخفیف شرعا وما ضاق امر الا اتسع فاذا وقع ذلك فی مسئلة مختلف فیھا ترجح جانب الیسر ھونا للمسلمین عن العسر ولا یخفی علی خادم الفقه ان ھذا کما ھو اجار فی باب الطھارة والنجاسة کذلك فی باب الاباحة والحرمة ولذا تراہ من مسوغات الافتاء بقول غیر الامام الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه کما فی مسئلة المخابرة وغیرھا مع تنصیصھم بانه لا یعدل عن قوله

marfat.com

الی قول غیرہ الابضرورۃ بل ھو من مجوزات المیل إلی روایۃ النوادر علی خلاف ظاھر الروایۃ کما نصوا علیہ مع تصریحھم بان ماخرج عن ظاھر الروایۃ فھو قول مرجوع عنہ ومارجع عنہ المجتھد لم یبق قولا لہ وقد تشبث العلمأ بھذا فی کثیر من مسائل الحلال و الحرام ففی الطریقۃ وشرحھا الحدیقۃ فی زماننا ھذا لایمکن الاخذ بالقول الاحوط فی الفتوی الذی افتی بہ الائمۃ ھو ما اختارہ الفقیہ ابواللیث انہ ان کان فی غالب الظن ان اکثر مال الرجل حلال جاز قبول ھدیتہ و معاملتہ والا لا اھ ملخصا۔ وفی ردالمحتار من مسئلۃ بیع الثمار لایخفی تحقیق الضرورۃ فی زماننا ولاسیما فی مثل دمشق الشام وفی نزعھم عن عادتھم حرج وماضاق الامر الا اتسع ولایخفی ان ھذا موغ للعدول عن ظاھر الروایۃ اھ ملخصا۔ وفیہ مسئلۃ العلم فی الثواب ھوارفق باھل ھذا الزمان لئلا یقعوا فی الفسق و العصیان اھ۔ وفیہ من کتاب الحدود مقتضی ھذا کلہ ان من زفت الیہ زوجۃ لیلۃ عرسہ ولم یکن یعرفھا لایحل لہ وطوءھا مالم یقل واحدۃ او اکثر انھا زوجتک وفیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ تاثیم الامۃ اھ ملخصا الی غیر ذلک من مسائل یکثر عددھا و یطول سردھا نادفع ماعسی متوھم ان یتوھم من القول الفاضل الکھنوی ان عموم البلوی انما یؤثر فی باب الطھارۃ والنجاسۃ لا فی باب الحرمۃ والاباحۃ صرح بہ الجماعۃ اھ

ہاں بنظر بعض وجوہ اُسے مکروہ تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علائی و علامہ ابوالسعود و علامہ طحطاوی و علامہ شامی نے الحاقا بالثوم والبصل افادہ فرمایا :

علی ما فیہ لبعض الفضلاء مع کلام المناقی ذلک المراء۔

علامہ شامی فرماتے ہیں :

الحاقہ بما ذکر ھو الانصاف۔

اقول : یہیں سے ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا :

marfat.com

کماجزم به الفاضل اللکھنوی فی فتاواہ تردد فی رسالۃ واضطرب فیہ کلامہ
المحدث الدھلوی فیما نسب الیہ فاوھم اولا انہ یوجب کراھۃ التحریم وعاد
اخرا فقال التنزیہ سراسر خلاف تحقیق ہے۔

ثم اقول : پھر کراہت تنزیہہ کا حاصل ضرب اس قدر کہ ترک اولیٰ ہے نہ
فعل ناجائز ہو علما تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت مجامع جواز و اباحت ہے جانب ترک
میں اس کا وہ مرتبہ ہے جو جہت فعل میں مستحب کا کہ مستحب بات کیجئے تو بہتر نہ کیجئے تو گناہ
نہیں مکروہ تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر کیجئے تو گناہ نہیں پس مکروہ تنزیہی کو داخل دائرہ اباحت
مان کر گناہ صغیرہ اور اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل اللکھنوی
وتبعہ السید الشھدی ثم الکردی ۔ سخت لغزش و خطا فاحش ہے یارب مگر وہ گناہ
کون سا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس ذلت کے رد میں ایک مستقل تحریر مسمی بہ جمل
مجلیۃ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ تحریر کی وباللہ التوفیق ۔

ثم اقول یوہیں ما نحن فیہ میں تین وجہ کراہت تنزیہہ ٹھہرا کر کراہت تحریم
کی طرف مرتقی کر دینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدھلوی ۔ محض
نامعقول قطع نظر اس سے کہ اُن وجوہ سے اکثر محل نظر شرع سے اصلا اس پر دلیل نہیں
کہ جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہے ۔ ومن ادعی فعلیہ البیان
خود محدث دہلوی کے تلمیذ رشید مولانا رشید الدین خان دہلوی مرحوم اپنے رسالہ
عربیہ میں صاف لکھتے ہیں کہ علمائے محققین حقہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں ۔

حیث قال اما المحققون القائلون بکراھۃ تنزیھا فھم ایضا تشبثوا
بالروایات الفقھیہ مثل ما قال صاحب الدر المختار ۔

اور اس میں تصریح ہے کہ مالت مشائخنا الیھا ۔ اسی کراہت تنزیہہ کی
طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا، اس رسالہ پر شاہ عبد العزیز صاحب شاہ رفیع الدین
صاحب کی تقریظیں ہیں شاہ صاحب نے اُسے تحریر انیق و تقریر وسیلق و صحیح و المبانی

marfat.com

و مستحکم المعانی وموافق روایات ومطابق درایات بتایا اور شاہ رفیع الدین صاحب نے

استحسنت غایۃ الاستحسان ما نثر بانیہ من جواھر لآلیہ فی مبانیہ و معانیہ۔

فرمایا تو ظاہر اور دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اُس میں تحریفیں واقع ہوئی اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش و مضمل اور خلاف تحقیق باتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانئے تو رسالہ تلمیذ کی مدح و تقریظ معارض و مناقض ہوگی وہ تحریر پایۂ اعتبار سے یوں بھی گر گئی اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مقصود اتباع حق ہے نہ تقلید اہل عصر و اتباع زید و عمرو اللہ الہادی و ولی الایادی۔

الحاصل۔ معمولی حقہ کے حق میں تحقیق حق و تحقیق یہی ہے کہ وہ جائز و مباح و صرف مکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں جو پیتے ہیں کچھ بُرا نہیں کرتے۔

فان الاسادۃ فوق کراھۃ التنزیہ کما حققہ العلامۃ الشامی۔

البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بلاد ہند ماہ رمضان المبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس و دماغ میں فتور لاتے اور دیدۂ و دل کی عجب حالت بناتے ہیں بیشک ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ماہ مبارک میں اللہ عزوجل ہدایت بخشے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مفتر چیز سے نہی فرمائی اور اس حالت کے حالت تفتیر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ احمد و ابو داؤد بسند صحیح عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر و مفتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ کرنیوالی اور دماغ میں خلل ڈالنے والی چیز سے منع فرمایا۔

مسئلہ ۳۸۔ حقے کے بارے میں مزید مسائل

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین در باب قلیان کشیدن کہ بعضے مکروہ تنزیہی می فرمایند و بعضے مکروہ تحریمی میگویند و بعض حرام مطلق میدانند و بعضے میفرمایند کہ کسے قلیان میکشد از مشاہدہ جمال جہاں آرائی حضرت خواجہ عالم و عالمیان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اکبر و اصحابہ

marfat.com

وسلم وازاحضار مجلس حضور پُرنور اقدس واعلیٰ محروم می ماند یس قائل میگویم کہ آیات مذہب مختار حنفی چیست گو درین باب استفتا با علماء دستخط فرمودند مگر مفصل ارقام نرفت و تسکینیم نشد لہذا اُمید دارم کہ تشریحش مفصل ارقام رود۔ بینوا توجروا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حقہ پینے کے بارے میں بعض مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں اور بعض مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور بعض مطلق حرام جانتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص حقہ پیتا ہے وہ جمال جہاں آرا حضرت خواجہ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار اور حاضری دربار حضور پرنور سے محروم رہتا ہے۔ پس میں عرض کرتا ہوں کہ دلائل مذہب مختار حنفی کے کیا ہیں۔ اگرچہ اس مسئلہ پر بہت سے علماء نے دستخط فرمائے ہیں مگر کسی نے مفصل تحریر نہیں فرمایا اور میری تسکین نہیں ہوتی۔ لہذا میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کو تشریح اور تفصیل سے تحریر فرمائیں۔
بینوا توجروا۔

الاجواب باید دانست کہ در مسئلہ کشیدن تنباکو کہ اختلافات بظہور آمدہ اند بر دو قسم اند یکے اختلاف علمائے کاملین و دیگر اختلاف متعصبین۔ اما اختلاف علماء کاملین کہ بنظر رسیدہ منظر غور و تعمق راجع طرف اختلاف حال تنباکو یا اختلاف حال شارب ہین ست۔ اما اختلاف متعصبین پس مبنی بر اختیار اقوال شاذہ مردودہ مخالف جمہور یا حکایات بے سر و پا مشتملہ بر کذب و زور است تفصیل ایں اجمال آنکہ از روئے احادیث و آثار و اقوال جمہور فقہاء کبار اصل در اشیاء اباحت است پس چیزیکہ در آں دلیلے کہ منصوص الحرمۃ است یافتہ شود مثل سمیت یا اسکار البتہ حرام و ممنوع است و چیزیکہ دراں دلیل منصوص حرمت یافتہ نشود و عکش مسکوت عنہ بود باعتبار ذات حلال و مباح است اگر کراہت و حرمت در کدامی صورت خاصہ یافتہ خواہد شد مکروہ و حرام گفتہ خواہد شد ورنہ بر اصل خود باقی خواہد ماند و چوں در تنباکو کہ در بعض بلاد یافتہ میشود اسکار و تفتیر موجود است مثل بلاد بخارا وغیرہ علماء آنجا حکم ممانعت فرمودہ اند در تنباکوئے بعض بلاد ہر گز اثرے از تفتیر و اسکار نیست مثل تنباکوئے مصر وغیرہ علمائے محققین آنجا حکم بحلت و جواز فرمودہ

marfat.com

اندو قول منکر را مردود نموده اند و علی ہذا القیاس اختلاف حال شارب بین را ہم دخلی است معتد بہ در حکم آں پس کسے کہ بطور لہو و لعب انہماک عبث در آں می نماید حکمش جدا است و کسے کہ برائے منافع کہ انکار ازاں نتواں نمود بقدر ضرورت استعمال می سازد حکمش جدا است پس ایں اختلاف کہ در اقوال محققین یافتہ میشود فی الحقیقۃ اختلافے نیست و انچہ متعصبین حرام مطلق میگویند قطع نظر از آنکہ برائے منفعت باشد یا بطور لہو و لعب و عبث تمباکو ہم خواہ مسکر و مفتر باشد یا نباشد و بغیر نقل از شارع و مجتہدین شریعت اصل در اشیاء حرمت قرار دادہ اند ایں تعصبے ست باطل و از حلیہ صدق و انصاف عاطل و قول و حکم قائل کہ از کشیدن قلیان حرمان از مشاہدہ لمعان جمال حضرت سید انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاصل می گردد بے دلیل کامل در ہمیں تعصب لا حاصل داخل است ہر چند علمائے دین دریں مسئلہ رسائل مستقلہ تالیف فرمودہ اند اما در پنجایک سند مسند اکتفا نمودہ میشود و علامہ شامی در ردالمحتار حاشیہ درالمختار بعد ازاں کہ فرمودہ :

جاننا چاہیئے کہ حقہ پینے کے مسئلہ میں جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایک علماء کاملین کا اختلاف اور دوسرا متعبین کا اختلاف۔ لیکن علماء کاملین کا اختلاف بنظر غور و فکر تمباکو یا تمباکو پینے والوں کی حالت میں ہے لیکن متعصبین کا اختلاف اقوال شاذ اور مردود خلاف جمہور کا یا حکایات بے سر و پا مشتمل بر کذب و افترا پر مبنی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے اقوال فقہاء اور احادیث و آثار کی رُو سے یہ ہے کہ اصل میں ہر چیز مباح ہے پس جس چیز کی حرمت کی دلیل نص میں پائی جائے حرام ہوتی ہے جیسے زہر منشیات حرام و ممنوع ہیں اور جس چیز کی حرمت کی دلیل نص میں موجود نہ ہو اس کے حکم سے سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔ باعتبار ذات ہر چیز حلال و مباح ہے اگر کراہت اور حرمت کسی خاص صورت میں پائی جائے تو مکروہ یا حرام کہا جائے گا ورنہ اپنی اصل پر باقی رہے گی (یعنی حلال رہے گی) جیسا کہ تمباکو کو بعض علاقوں کا مثل بخار وغیرہ کے نشہ اور دماغ میں فتور والی کیفیت نہیں جیسے مصر وغیرہ

marfat.com

کا تو اس جگہ کے علماء محققین نے تمباکو کی حلت اور جواز کا فتویٰ دیا اور منکر حرام کہنے والے کے قول کا رد فرمایا اور علیٰ ہذا القیاس تمباکو پینے والوں کی حالت کا بھی دخل ہے۔ قابل اعتماد بات یہ ہے۔ اس شخص کا حکم کہ جو بطور لہو ولعب یا وقت گزاری کے پیئے اس کا حکم جُدا ہے اور وہ آدمی کہ فائدہ کے لیے بقدر ضرورت استعمال کرے اس کا حکم جُدا ہے۔ بس یہ اختلاف محققین کے اقوال میں پایا جاتا ہے اور حقیقت میں یہ اختلاف نہیں ہے اور وہ متعصبین حرام مطلق کہتے ہیں۔ قطع نظر فائدہ کے لیے پیا جائے یا بطور لہو ولعب اور بیکار پیا جائے اور خواہ نشہ دے یا نہ دے دماغ میں فتور ڈالے۔ کسی دلیل شارع اور مجتہدین شریعت کے نقل کے بغیر کہہ دیا۔ انھوں نے اشیاء کی اصل حرمت قرار دے دی ہے۔ یہ تعصب باطل ہے اور صدق وانصاف سے دُور ہے اور اور قائل کا یہ قول کہ حقہ پینے والے مشاہدہ جمال جہاں آرا حضرت سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہتے ہیں۔ بے دلیل ہے اور اس میں تعصب لاحاصل کا دخل ہے۔ اکثر علمائے دین نے اس مسئلہ میں مستقل رسائل تصنیف وتالیف فرمائے ہیں۔ لیکن اس جگہ ایک مستند سند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ علامہ شامی نے رد المختار کے حاشیہ در المختار میں اس کے بعد فرمایا۔ اس مسئلہ میں علماء کی رائے میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا مکروہ ہے۔ بعض نے کہا حرام ہے اور بعض نے کہا مباح ہے الخ اور ایک دو قول ممانعت کے ذکر کے اور آخر میں فرمایا مکروہ ہے۔

قد اضطربت اٰراء العلماء فیه فبعضهم قال بکراهة وبعضهم قال بحرمته وبعضهم باباحة الخ

ویک دو قول ممانعت ذکر نمودہ ودر آخر فرمودہ :

وللعلامة الشیخ علی الاجهوری المالکی رسالة فی حله نقل فیها انه افتی بحله من یعتمد علیه من ائمة المذاهب الاربعه قلت والف فی حله ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالة سماها بالصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان وتعرض له فی کثیر من تالیفه الحسان

marfat.com

واقام الطامة الکبری علی القائل بالحرمة او بالکراهة فانهما حکیمان شرعیان لابد لهما من دلیل ولا دلیل علیٰ ذلک فانه لم یثبت اسکاره ولا تفسیره ولا ضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل فی الاشیاء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لا ینزم منه تحریمة علیٰ کل احد فان العسل یضر باصحاب الصفراء وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالیٰ باثبات الحرمة او الکراهة الذین لابد لهما من دلیل بل فی القول بالاباحة التی هی الاصل وقد توقف النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم مع انه هو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیه النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنه سواء کان ممن یتعاطاه او لا کهذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیته ان یقول هو مباح لکن رائحته تستکرهها الطباع فهو مکروه طبعا لا شرعا الیٰ اخر ما قال الیٰ اخره۔

حررة الفقیر عبد القادر محب الرسول القادری البدایونی عفی عنه۔

مسئلہ ۳۹۔ بدمذہبوں کو دوست رکھنے والا امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ایسے شخص کی نسبت اور اُس کے معاونین کی بابت کہ جو طرح طرح کی درخواست ممبران آریہ سماج سے کرتا ہو اور ادھر وعظ اور امامت بھی مسلمانوں کی کرتا رہے اور جو اپنے وعظ میں بھی آریوں کو اپنا دلی دوست اور جگر کا ٹکڑا بتلائے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مرتبہ کو حضور سرور کائنات رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے برابر سمجھے اور جس کا کذب اور وعدہ خلافی بھی اکثر مرتبہ ظاہر ہوئی ہو آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کا وعظ کرانا اور سننا جائز ہے یا نہیں اور اُس کے معاونان کس حکم شرعی کے مصداق ہیں عند اللہ وعند الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروئے قرآن وحدیث وفقہ بہت جلد جواب

marfat.com

تحریر فرما کر اس منات ہوں اس کے بعد سائل نے چھ ورق میں وہ خطوط لکھے تھے جو اس شخص نے آریوں کے پاس بھیجے تھے۔ بینوا توجروا۔

الجواب یہ کلمات اگر اُس شخص نے دل سے کہے جب تو اُس کا کفر صریح ظاہر واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہیں ہو سکتا اسلام کی حقانیت میں اُس کو شبہہ ہے کفر کی طرف مائل بلکہ اُس کا مشتاق اور اُس کے شکوک رفع ہوں یا نہ ہوں وہ آریہ بنے یا نہ بنے اسلام سے تو اس وقت نکل گیا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر دل میں ان باتوں کو جھوٹ جانتا ہے آریہ کو دھوکہ دینے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں تو اول تو یہ دھوکہ کا عذر محض جھوٹ باطل ہے اور بفرض غلط اگر ہو بھی تو دینا کیا ضرور ہے اور بغرض غلط ضرور بھی ہو تو اکراہ تک نہیں پہنچ سکتا واحد قہار عزجلالہ نے صرف اکراہ کا استثناء فرمایا۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان۔ بہر حال اُس کو واعظ بنانا حرام اُس کا وعظ سننا ناجائز اُس کو امام بنانا حرام اُس کے پیچھے نماز باطل رہا امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مرتبہ کو شان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر کہنا اُس کے کفر صریح وارتداد خالص ہونے میں کسی رافضی کو کلام نہیں ہو سکتا نہ کہ اہل سنت جن کا ایمان یہ ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی کا ہمسر کہنے والا کافر ہے ایسے شخص کے جتنے معاون ہیں وہ سب بھی اُسی کے حکم میں ہیں بارہرہ شریف کے صاحبزادوں میں ایسے تاریک ناپاک گندے خیالوں کا کوئی شخص معلوم نہیں خصوصاً عالم ظاہر اُس نے یہ انتساب محض جھوٹ طور پر کیا اور اگر بالفرض صحیح بھی تھا تو اب جھوٹ ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۰ حق حاصل کرنا کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب اپنا حق مردہ زندہ کرنے کے لیے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقع میں اُس کے سچے معنے مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلا شبہہ باتفاق علماء دین میں جائز اور احادیث صحیحہ سے اُس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقہ کے ملنا

marfat.com

میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اُس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گزشتہ اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کو کلمہ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے تو استفہام انکاری کے طور پر اس کلمہ کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ ہو گیا یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے اور لفظ کل سے زمانہ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کہ کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اس کی عمر بیس بائیس سال کی ہو اسی معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے یا مخالف کے قبضہ کی نسبت سوال ہو تو کہے اُس کا قبضہ کبھی نہ تھا یا کبھی نہ ہوا اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اُس کا قبضہ نہ تھا زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اُس کا قبضہ اصلا کسی وقت ایک آن کو بھی نہ ہوا نہ ہے اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزوجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو ہی نہیں سکتا غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلو دار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔

اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلو دار بات سے کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیاء حق کے لیے جائز ہے یا نہیں اس بارہ میں کلمات علماء مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اُس سے اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اُس ظلم کی

marfat.com

شدت اور کذب کی مصیبت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تو بے جدھر کا پلہ غالب پائے اُس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور وہ بے کذب صریح مل نہیں سکتا تو اُس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو اُمید ہے کہ غلط بات کہہ دینے کی ہو اجازت ہو اور اگر مالدار شخص کے سو دو سو روپے کسی نے دبا لیے صریح جھوٹ کی اجازت اُسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ:

من ابتلی ببلیین اختار اھونھما۔ — جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو اُن میں جو آسان ہے اُسے اختیار کرے۔

ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔

ترجمہ: یہ میرے نزدیک ہے اور حق بات یہ ہے کہ صحیح علم میرے رب کے پاس ہے۔

درمختار میں ہے:

الکذب مباح لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد المتعریض لان عین الکذب حرام قال وھو الحق قال تعالیٰ قتل الخراصون۔ الکل من المجتبیٰ وفی الوھبانیة قال ؎

وللصلح جاز الکذب او دفع ظالم — واھل لترضی والقتال لیظفروا

ترجمہ: اور صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا اور ظالم کو ٹالنے کے لیے جائز ہے اور راضی نامہ کرنے کے لیے اور جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

الکذب مباح لاحیاء حقه کالشفیع یعلم باللیل ماذا اصبح یشھد ویقول علمت الان وکذا الصغیرة تبلغ فی اللیل وتختار نفسھا من الزوج وتقول رایت الدم الآن واعلم ان الکذب قد یباح وقد یجب والضابطة فیه کما فی تبیین المحارم وغیرہ عن

marfat.com

الاحیأ ان کل مقصود محمود یمکن التوسل الیه بالصدق والکذب جمیعا فالکذب فیه حرام وان امکن التوسل الیه بالکذب رخص فمباح ان ابیح تحصیل ذٰلک المقصود وواجب ان وجب کما لو رأئ معصوما اختفیٰ من ظالم یرید قتله وایداءة وفالکذب هنا واجب وکذا لو ساله من ودیعة یرید اخذ ها یجب انکارها وهٰکذا کان لا یتم مقصود حرب او اصلاح ذات البین او استمالة قلب المجنی علیه الا بالکذب فیباح وتوسله سلطان عن فاحشة وقعت منه سرا کزنا او شرب فله ان یقول ما فعلته، لان اظهارها فاحشة اخریٰ وله ایضا ان یکره سراخیه وینبغی ان یقاتل مفسدة الکذب بالمفسدة المرتبة علی الصدق فان کانت مفسدة الصدق اشد فله الکذب وان بالعکس او شک حرم وان تعلق بنفسه استحب ان لا یکذب وان تعلق لغیره لم تجز المسامحة لحق غیره والحزم ترکه حیث ابیح۔

نیز اُس میں اور حاشیۂ طحطاویہ میں ہے :

قوله جاز الکذب قال الشارح ابن الشیخة نقل فی البزازیة ان اراد به المعاریض لا الکذب الخالص۔

اُسی میں ہے :

حیث یباح التعریض لحاجته لا یباح بغیرها لانه یوهم الکذب وان لم یکن اللفظ کذبا الخ۔

حدیقۂ ندیہ میں ہے :

یکره التعریض کراهة تحریم بدون الحاجة الیه اه باختصار۔

طحطاوی میں ہے :

قالت عند القاضی ادرکت الآن ونسخت فالقول لها لانها قادرة علی انشأ الرد ولا یشترط ان یکون حالة البلوغ حقیقة بل لو کان باخبارها کذبا انه بلغت الان وقیل لمحمد کیف یصح وهو کذب لانها انما ادرکت قبل هذا

marfat.com

الوقت فقال لاتصدق بالاستاد مجاز لها ان تکذب کیلا یبطل حقها اھ و انما یسوغ لھا ذٰلك اذا کانت اختلاف عند البلوغ بالفعل واخذ من ذٰلك جواز الکذب لاحیاء الحق وھی منصوصة ۔

خلاصہ وہندیہ میں ہے :

ان رات الدم فی اللیل تقول فسخت النکاح وتشھد اذا اصبحت وتقول انا رأیت الدم الاٰن لانھا تصدق ان تقول رأیت الدم فی اللیل و فسخت ذکرہ فی مجموع النوازل قال رضی اللہ تعالیٰ عنه وان کان ھٰذا کذبا لکن الکذب فی بعض المواضع مباح ۔

بزازیہ وبحر میں ہے :

لیس ھٰذا بکذب محض بل من قبیل المعاریض المسوغة لاحیاء الحق کانه الفعل الممتد لد وامر حکم الابتداء والضرورة داعیة الیٰ ھٰذا الا الیٰ غیرہ اھ

طحطاویہ میں ہے :

قلت لایظھر بعد التقیید بالاٰن اذ من المعاریض بل من محض الکذب الخ

ردالمحتار میں ہے :

حاصله انھا بقولھا بلغت الان انی الاٰن بالغة لئلا یکون کذبا صریحا الخ اقول ووجہ اٰخر وھو ارادة القرب بقوله الاٰن کما قدمت فی صدر الجواب ۔

اشباہ میں ہے :

الکذب مفسدة محرمة وھی متی تضمن جلب مصلحة تربو علیه جاز الخ

غمز العیون میں ہے :

فی البزازیة یجوز الکذب فی ثلثة مواضع فی الاصلاح بین الناس و فی الحرب دمع امراته قال فی ذخیرة اراد بھا المعاریض لا الکذب الخالص اومثله فی اواخر الحیل عن المبسوط ۔

ترجمہ : بزازیہ میں ہے جھوٹ تین جگہ بولنا جائز ہے ۱۔ لوگوں میں صلح کراتے وقت ۲۔ جنگ

marfat.com

میں ۳ اپنی بیوی سے ذخیرہ میں کہاں ان جگہوں پر عراض مراد ہے نہ کہ خالص جھوٹ یا اس کے مثل حیلہ وغیرہ۔ طریقہ محمدیہ میں ہے :

یجوز الکذب فی ثلث ومافی معناھات عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایحل الکذب الا فی ثلث رجل کذب امرأتہ لیرضیھا ورجل کذب فی الحرب فان الحرب خدعۃ ورجل کذب بین مسلمین لیصلح بینھما وزاد فی روایۃ عن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنھما والمرأۃ تحدث زوجھا والحق بھذہ الثلث دفع ظلم الظالم واحیاء نحو وقیل المباح فی ھذہ المواضع التعریض اما الکذب فحرام لایحل بحال اھ

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ حلال نہیں سوائے تین جگہ کے، مرد اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے بولے اور آدمی جنگ میں جھوٹ بولے۔ بیشک جنگ دھوکہ ہے اور مسلمانوں صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولے۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند سے بولے اور ظالم کے ظلم کو رفع کرنے کے لیے اور حق کو زندہ کرنے کیلئے اور بعض نے کہا مباح ہے ان جگہوں میں تعریض ہے لیکن مطلق جھوٹ حرام ہے کسی حال میں بھی حلال نہیں۔

عن ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرا وینمی خیرا۔

فرمایا: بان یقول الاصلاح مثلاً بین زید وعمرو یا عمرو یسلم علیک زید ویمدحک ویقول انا رجہ وکذلک یجئ الی زید ویبلغہ من عمرو مثل ما سبق۔

ترجمہ: حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں میں صلح کرانے کے لیے جو جھوٹ بولا جائے وہ جھوٹ نہیں بھلائی کے لیے کہتا ہے اور بھلائی کی اُمید کرتا ہے اصلاح کے لیے کہے۔ درمیان زید اور عمرو کے۔ اے عمرو زید نے تجھے سلام کہا ہے اور اس نے تیری تعریف کی ہے اور کہتا تھا میں اس سے راضی ہوں اور ایسے ہی عمرو سے زید کے متعلق کہے۔

عمدۃ الباری شرح بخاری میں ہے :

marfat.com

فیہ ای فی الحدیث الجبل فی التخلیص من الظلمۃ بل اذا علم انہ لا تخلیص الا بالکذب جاز لہ الکذب الصریح وقد یجب فی بعض الصور بالاتفاق ککونہ ینجی نبیا او ولیا ممن یرید قتلہ او لنجاۃ المسلمین من عدوھم۔ وقال الفقہاء لو طلب ظالم ودیعۃ لانسان لیاخذھا غصبا وجب علیہ الانکار والکذب فی انہ لا یعلم موضعھا۔

غمز العیون میں اسے نقل کر کے فرمایا: فلیحفظ۔

شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

یکے از مواضع کہ دروغ گفتن دراں رواست اصلاح ذات البین ست صلح دادن و دور کردن نزاع و عداوت کہ میان دو کس ست و یکے دیگر ازاں مواضع کہ دروغ گفتن دراں جائز ست نگاہ داشت بر خون و مال کسے ست کہ بناحق میرود و دروغ گفتن بازن بقصد اصلاح و رضائے وے نیز جائز داشتہ چنانکہ گوید ترا دوست میدارم ہر چند ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱۔ حصول حقوق کیلئے زبردستی کرنے کے احکامات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے حق کے وصول کے لیے جھینا جھپٹی زبردستی دبالینا واشالنا امور جائز ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب عین حق یا جنس حق کے لیے اجازت ہے جبکہ فتنہ نہ ہو اور اس پر کذب کا قیاس مع الفارق ہے کہ یہاں غصب و نہب کی صورت ہے حقیقت نہیں کہ حقیقۃً اپنا حق لیتا ہے اور کذب ہوگا تو حقیقۃً ہوگا کما لا یخفیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۔ فقہی مسائل میں غیر مسلک علماء کی سند

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی کی خدمت میں میں نے اپنے جواب کو اس لیے پیش کیا تھا کہ اگر صحیح ہو تو یہی رہے اس وقت تک میں نے جو جواب لکھا تھا وہ صرف بحوالہ و سند احیاء العلوم تھا حضرت مولانا نے فرمایا کہ احیاء العلوم سے جواب کافی نہیں فقہ سے لکھو اور کچھ نہ فرمایا۔ فقہ میں

marfat.com

جو دیکھا تو اس میں بھی احیاء العلوم کی سند موجود ہے ۔ آیا احیاء العلوم وغیرہ امثالہا سے سند لانا اور غیر مذہب کے علماء سے سند لانا صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قسم کے مسائل میں اکثر یہ لوگ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ حنفی کو اپنی فقہ سے ہی سند ضرور ہے۔ علماء احناف اہل سنت جو اپنی کتب مناظرہ وغیرہ میں دوسرے علماء اور ان کی کتب باتصوف وغیرہ علوم کی کتب سے مناظرہ وغیرہ میں دوسرے علماء اور ان کی کتب باتصوف وغیرہ علوم کی کتب سے سند دے دیتے ہیں وہ معاذ اللہ خاطی ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

الاجواب مسائل اختلافیہ حنفیہ وغیر حنفیہ میں غیر حنفیہ سے استناد صحیح نہیں اور ان کے ماورا میں قدیماً و حدیثاً ہر مذہب والے چاروں مذہب کے اکابر سے سند لاتے ہیں یوہیں۔ مسائل غیر متشابہات میں ائمہ تصوف قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم سے استناد اور ایسا کو خاطی جاننے والا خود سخت خاطی ہے ۔

مسئلہ ۴۳ ۔ عشاء کی نماز کے فرض اور وتر حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ ۔ پس از تسلیم مع التکریم معروض کہ

(۱) جس نے فرض عشا باجماعت نہیں پڑھے اور وتر کی جماعت میں شریک ہو گیا اس کے یہ وتر سرے سے ہوئے ہی نہیں یا ہوئے مگر مکروہ تو تحریمی یا تنزیہی ۔

(۲) اگر جماعت سے فرض عشا پڑھ لیے تھے تو اب جس امام کے پیچھے چاہے وتر جماعت سے پڑھ لے اگرچہ وہ امام فرض و تراویح دونوں سے غیر ہو یا صرف ایک سے یا اُس اُمام نے فرض و تراویح باجماعت نہ پڑھے ہوں بہر حال بلا کراہت صحیح ہوں گے یا کیا۔

(۳) جماعت وتر میں استحقاق شرکت کے لیے تراویح باجماعت پڑھنا کتنا دخل رکھتا ہے یا کچھ نہیں ۔

(۴) آج کل علی العموم سفر پہلے سے اُس کے بیسیوں حصہ زائد تیز رو سواریوں پر ہوتا ہے اس کے لیے بحساب مسافت اندازہ کی ضرورت ہے یہ فرمائیں کہ کس قدر کوس مروج کے سفر میں قصر وغیرہ احکام سفر ہوں گے اور کوس مروج سے اپنی مراد کی تشریح

marfat.com

فرمادیں کہ وہ کورس مثلاً اس قدر قدموں کا ہے بہرحال ایسا کوئی اندازہ بتانا چاہیے جس سے سب عام وخاص سہولت کے ساتھ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارا یہ سفر سفر قصر ہوا یا نہیں اور تیز رو سواریوں میں بری ہوں یا بحری جو سفر کیا ہے اُس کا اِس سفر بحساب ایام سے موازنہ کر سکیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب حضرت والاد امت برکاتہم۔

(۱) وتر ہو جانے میں شبہہ نہیں ہاں مکروہ ہے بقول الشامی:

اما لو صلاها جماعة مع غير ثم صلى الوتر معه لا كراهة۔

اور کراہت تحریم کی وجہ نہیں ظاہر اکراہت تنزیہ ہے۔

(۲) اگر فرض جماعت سے پڑھے تو خود امام ہو کر بھی اور مطلقاً ہر ایسے امام کے پیچھے بھی وتر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ امام فرض ہو یا امام تراویح یا محض جدید ہاں جس امام نے فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں جماعت وتر اُسے مکروہ ہوگی اور اس کی کراہت سب میں سرایت کرے گی کہ جماعت وتر ہر واحد کے حق میں تفصیلاً تابع جماعت فرض ہے۔

فما لمنفرد فی الفرض ینفرد فی الوتر کما بینا فی فتاوانا۔

(۳) کچھ نہیں سواء اس کے اگر ابھی مسجد میں جماعت تراویح ہوئی ہی نہیں تو جماعت وتر مکروہ ہے کہ جماعت وتر اجماعاً تابع جماعت تراویح ہے۔

(۴) قصر تین منزل پر ہے فقیر نے مدتوں کے تجربہ سے ثابت کیا کہ یہاں منزل ۱۹ ۱/۵ میل ہے تو مدت، ۵ ۴/۵ میل ہے جسے تقریباً ساڑھے ستاون میل کہتے میل سے یہی رائج میل ۷۶۰ گز کا مراد ہے سفر بحری میں بادی کشتی کی اوسط چال بحال اعتدال ہوا مُراد ہے دُخانی جہازوں کا اعتبار نہیں جیسے ریل کا مجھے ہر بار دخانی ہی جہاز میں اتفاق سیر ہوا البتہ اس دفعہ جدہ سے رابغ تک ساعیہ میں گیا تھا کہ تین دن میں پہنچی براہ خشکی چھ منزل ہے اس ایک بار کے مشاہدہ پر میں بحری سفر کے لیے میلوں کی تعیین نہیں کر سکتا۔ خصوصاً جبکہ لوگوں کا بیان تھا کہ ہوا کم ہے ورنہ ایک دن میں پہنچتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۴۴۔ اثباتِ نبوت کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتب عقائد وغیرہ میں جو اثبات نبوت حضرت ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادلہ میں حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں وہ حدیث کس نے کن الفاظ سے تخریج کی ہے۔

بینوا توجروا۔

الاجواب حضرت بابرکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے:

قال قلت یا (رسول اللہ) ای الانبیاء کان اول قال اٰدم قلت یا (رسول اللہ) ونبی کان قال نعم نبی مکلم۔

اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں اُن سے مرفوعاً یوں ہے:

اول الرسل اٰدم واٰخرھم (محمد) علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام۔

مسئلہ ۴۵۔ عورت اور پردہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) عورت کو اس مکان میں جہاں محارم وغیرہ محارم مرد اور عورتیں ہوں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) جس گھر میں نامحرم مرد وعورات ہیں وہاں عورت کو کسی تقریب شادی یا غمی میں برقع کے ساتھ جانا اور شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جس مکان کا مالک نامحرم ہے لیکن اس جلسہ عورات میں نہیں ہے اور اس کا سامنا بھی نہیں ہوتا ہے مگر مالک مکان کی جورو اس عورت کی محرم ہے تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک تو نامحرم ہے مگر اُس گھر میں کوئی عورت بھی اس عورت کی محرم نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک نامحرم ہے مگر وہاں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے اور جو عورت محرم ہے وہ مالک مکان کی نامحرم ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

marfat.com

(۶) ایسے گھر میں جہاں مالک تو نامحرم ہے مگر اُس گھر میں عورات اُس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نامحرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسۂ عورات ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۷) جس گھر کا مالک تو نامحرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورات بھی اُس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۸) جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نامحرم تو جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۹) جس گھر میں مالک نامحرم ہے مگر دوسرے شخص محرم ہیں حالانکہ سامنا نامحرموں سے نہیں ہوتا تو اس عورت کا جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۰) جس گھر کے دو مالک ہیں ایک اُس عورت کا خاوند ہے اور دوسرا نامحرم ہے تو اُس گھر میں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۱) جس گھر میں عام محفل ہے جہاں مذکور الصدر سب اقسام موجود ہیں اور عورات پردہ نشین وغیرہ پردہ نشین دونوں قسم کی موجود ہیں اور مرد بھی محارم وغیرہ محارم ہیں مگر یہ عورت نامحرم مرد سے چادر وغیرہ سے پردہ کیے اُن عورتوں میں بیٹھ سکتی ہے تو ایسی حالت میں جانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(۱۲) جس گھر میں ایسی تقریب ہو رہی ہے جس میں منہیات شرعیہ ہو رہے ہیں اُس میں کسی مرد یا عورت کو اس طرح جانا کہ وہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھے جہاں مواجہہ تو اُس کی شرکت میں نہیں ہے مگر آواز وغیرہ آ رہی ہے گو اس آواز وغیرہ ناجائز امور سے اُسے کچھ خط بھی نہیں ہے اور نہ متوجہ اُس طرف ہے تو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۳) جس گھر میں مالک وغیرہ نامحرم مگر اس عورت کے ساتھ محارم عورات بھی ہیں گو اس گھر کے لوگ اُن عورات کے نامحرم ہیں تو اس کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۴) شقوق مذکور الصدر میں سے جو شقوق ناجائز ہیں ان میں سے کسی شق میں عورت کو شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں۔

(۱۵) مرد کو اپنی بی بی کو ایسی مجالس و محافل میں شرکت سے منع کرنے اور نہ کرنے کا کیا

marfat.com

حکم ہے اور عورت پر اتباع وعدم اتباع سے کس درجہ نافرمانی کا اطلاق اور کیا اثر ہو گا اور مرد کو شریک ہونے اور نہ ہونے کا کیا حکم ہے۔

(۱۶) جس مکان میں مجمع عورات محارم وغیر محارم کا ہو اور عورات محارم و نامحارم ایک طرف خاص پردہ میں باہم مجتمع ہوں اور مجمع مردوں کا بھی ہر قسم کے اُسی مکان میں عورات سے علیحدہ، ہو لیکن آواز نامحرم مردوں کی عورات سنتی ہیں اور ایسے اپنے مکان میں مجلس وعظ یا ذکر شریف نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام منعقد ہے تو ایسے جلسہ میں اپنے محارم کو بھیجنا یا نہ بھیجنا کیا حکم ہے اور نہ بھیجنے سے کیا محظور شرعی لازم ہوتا ہے اور انعقاد ایسی مجالس کا اپنے زنانہ مکانات میں کیسا ہے اور اُس ذکر یا وعظ کو اپنے محارم یا غیر محارم کے ایسے مکان میں جانا چاہیے یا نہیں۔ فقط بینوا توجروا عند اللہ الوھاب

مقصود سائل عورات محارم سے وہ قرابت دار ہیں جن کے مرد فرض کرنے سے نکاح جائز نہ ہو۔ بینوا توجروا۔

الاجواب صور جزئیہ کے عرض جواب سے پہلے چند اصول و فوائد ملحوظ خاطر عاطر رہیں کہ بعونہ عز مجدہ شقوق مذکورہ وغیر مذکورہ سب کا بیان مبین اور فہم حکم کے مؤید و معین ہوں و باللہ التوفیق۔

اوّل : اصل کلی یہ ہے کہ عورت کو اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس ان کے یہاں عیادت یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دنیوی حاجت یا صرف ملنے کے لیے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری نہ ہو مجمع فساق نہ ہو تقریب ممنوع شرعی نہ ہو ناچ یا گانے کی محفل نہ ہو زنافواحش و بیباک کی صحبت نہ ہو چوبے شربت کے شیطانی گیت نہ ہوں سمدھنوں کی گالیاں سننا سنانا ہو نامحرم دولہا کو دیکھنا دکھانا نہ ہو۔ رتجگے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہ ہو۔

دوم : اجانب کے یہاں کے مرد و زن سب اس کے نامحرم ہوں شادی غمی زیارت عیادت ان کی کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں اگرچہ شوہر کے اذن سے اگر اذن دے گا خود بھی گنہگار ہو گا سوا چند صور مفصلہ ایل کے اور اُن میں بھی

marfat.com

حتی الوسع تستر و تحرز اور فتنہ و منطان فتنہ سے تحفظ فرمائیں

سوم : کسی کے مکان سے مراد اُس کا مکان سکونت ہے نہ مکان مالک مثلاً اجنبی کے مکان میں بھائی کرایہ پر رہتا ہے جانا جائز بھائی کے مکان میں اجنبی عاریۃً ساکن ہے جانا جائز۔

چہارم ۔ محارم میں مردوں سے مراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ جزئیت ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام کہ کسی صورت سے حلت نہیں ہو سکتی نہ بہنوئی یا پھوپا یا خالو کہ بہن پھوپھی خالہ کے بعد اُن سے نکاح ممکن علاقہ جزئیت رضاع و مصاہرت کو بھی عام مگر زبان جوان خصوصاً حسینوں کو بلا ضرورت اُن سے احتراز ہی چاہیے اور برعکس رواج عوام بیاہیوں کو آریوں سے زیادہ کہ اُن میں نہ وہ حیا ہوتی ہے نہ اتنا خوف نہ اس قدر لحاظ اور نہ ان کا وہ رعب نہ عامۂ محافظین کو اس درجہ ان کی نگہداشت اور ذوق چشیدہ کی رغبت انجان نادان سے کہیں زائد لیس الخبر کالمعائنۃ ۔ تو ان میں مواقع ہلکے اور مقتضی بھاری اور اصلاح و تقویٰ پر اعتماد سخت غلط کاری مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ نہ کہ عورت جو عقل و دین میں اس سے آدھی اور رغبت نفسانی میں سوگنی ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے ایک پیچھے ۔ تقبل شیطان و تدبر شیطان . والعیاذ باللہ العزیز الرحمٰن ۔

اللھم انی اسألك العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاٰخرۃ لی وللمؤمنین وللمؤمنات جمیعا آمین ۔

پنجم : محرم عورتوں سے وہ مراد کہ دونوں میں جسے مرد فرض کیجئے نکاح حرام ابدی ہو ایک جانب سے جریان کافی نہیں مثلاً ساس بہو تو باہم محرم ہی ہیں کہ اُن میں جسے مرد فرض کریں دوسرے سے بیگانہ ہے ۔ سوتیلی ماں بیٹیاں بھی آپس میں محرم نہیں کہ اگرچہ بیٹی کو مرد فرض کرنے سے محض بیگانگی کہ اب اس کے باپ کی کوئی نہیں ۔

marfat.com

ششم : رہے وہ مواضع جو محارم و اجانب کسی کے مکان نہیں اگر وہاں تنہائی دخلوت ہے تو شوہر یا محرم کے ساتھ جانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مکان میں تو بہ ومحارم کے ساتھ رہنا اور مکان قید و حفاظت ہے کہ ستر و تحفظ پر اطمینان حاصل اور اندیشہائے فتنہ یکسر زائل تو یوں بھی حرج نہیں، اس قید کے بعد استثناء ایک روزہ راہ کی حاجت نہیں کہ بے معیت شوہر یا مرد محرم عاقل بالغ قابل اعتماد حرام ہے اگرچہ محل خالی کی طرف وجہ یہ کہ عورت کا تنہا مقام دور کو جانا اندیشۂ فتنہ سے عاری نہیں تو وہی قید اس کے اخراج کو کافی اور اگر مجمع محل جلوت ہے تو بے حاجت، شرعی اجازت نہیں خصوصًا جہاں فضولیات و بطالات و خطبات و جہالات کا جلسہ ہو جیسے سیر، تماشے، باجے، تاشے ندیوں کے پن گھٹ تاؤ چڑھانے کے جھمگٹ بے نظیر کے میلے پھول والوں کے چھیلے نوچندی کی بلائیں مصنوعی کربلائیں علم تعزیوں کے کاوے۔ تخت جریدوں کے دھلوے حسین آباد کے جلوے۔ عباسی درگاہ کے بلوے ایسے مراقع مردوں کے جانے کے بھی نہیں نہ کہ یہ نازک شیشیاں جنہیں صحیح حدیث میں ارشاد ہوا رویدك الخشبة رفقا بالقوارير اور محل حاجت میں جس کی صورتیں مذکور ہوں گی بشرط تستر و تحفظ و تحرز فتنہ اجازت یکروزہ راہ بلکہ نزدیک تحقیق مناط اس سے کم میں بھی محافظ مذکور کی حاجت

ہفتم : یہ اور وہ یعنی مکان غیر و غیر مکان میں جانا بشرائط مذکورہ جائز ہونے کی نو صورتیں ہیں۔ قابلہ۔ غاسلہ۔ ناعیہ۔ مریضہ۔ مضطرہ۔ حاجہ۔ مجاہدہ۔ مسافرہ۔ کاسبہ

قابلہ۔ یہ کہ کسی عورت کو دردِ زہ ہو یہ دائی ہے۔

غاسلہ: جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر دار ضرور جبکہ مہر معجل نہ ہو یا تھا تو پا چکی۔

ناعیہ: جب اُسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے یہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔

مریضہ: کہ طبیب کو بُلا نہیں سکتی نبض کو دکھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح زچہ و مریضہ کا علاجًا حمام کو جانا جبکہ وہاں کسی طرف سے کشف عورت اور بند مکان میں گرم پانی سے

marfat.com

گھر میں نہانا کفایت نہ ہو۔

مضطر ہ ۔کہ مکان میں آگ لگی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض ایسی کوئی حالت واقع ہوئی کہ حفظ دین یا ناموس یا جان کے لیے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن و امان میں جائے بغیر چارہ نہیں اور عضو شق نفس اور مال اُس کا شفیق ہے۔

حاجہ: ظاہر ہے اور زائرہ اُس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تتمۂ حج بلکہ متممۂ حج ہے۔

مجاھدہ۔ جب عیاذاباللہ عیاذاباللہ عیاذ باللہ اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولے ہر پسر بے اذن والدین ہر پردہ نشین بے اذن شوہر جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد و سلاخ دنراد ہو۔

مسافرہ: جو عورت سفر جائز کو جائے مثلاً والدین مدت سفر پر ہیں یا شوہر نے کہ دور نوکر ہے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سرا وغیرہ میں اُترنے سے چارہ نہیں۔

کاسیہ: عورت بے شوہر ہے یا شوہر بے جوہر کہ خبر گیری نہیں کرتا نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت نہ بیت المال منتظم نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت نہ محارم کے یہاں ذریعہ خدمت نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ و تحرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہو حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر آکرے جیسے سینا پیسنا ورنہ اُس گھر میں نوکری کرے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے ورنہ جہاں کا مرد متقی پرہیزگار ہو اور ساٹھ برس کی پیرزال بدشکل کریہہ المنظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں۔

تنبیہہ۔ ان کے سوا تین صورتیں اور بھی ہیں شاہدہ۔ طالبہ۔ مطلوبہ۔

شاھدہ۔ وہ جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رویت ہلال رمضان و سماع طلاق و عتق

marfat.com

وغیرہ میں شہادت ہو اور ثبوت اس کی گواہی وحاضری دارالقضا پر موقوف خواہ بشرط مذکور کسی حق العبد مثل عتق غلام ونکاح ومعاملات مالیہ کی گواہی اور مدعی اس سے طالب اور قاضی عادل اور قبول معمول اور دن کے دن گواہی دے کر واپس آسکے۔

طالبہ : جب اس کا کسی پر حق آتا ہو اور بے جائے دعویٰ نہیں ہوسکتا۔

مطلوبہ : جب اس پر کسی نے غلط دعویٰ کیا اور جوابدہی میں جانا ضرور یہ صورتیں بھی علماء نے شمار فرمائیں۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ پردہ نشینوں کو ان کی حاجت نہیں کہ ان کی طرف سے وکالت مقبول اور حاکم شرع کا خود آکر نائب بھیج کر ان سے شہادت لینا معمول یہ بیان کافی وصافی بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کو حاوی ووافی بعونہ تعالیٰ اب جواب جزئیات ملاحظہ ہوں۔

جواب (۱) وہ مکان محارم ہے یا مکان غیر یا غیر مکان اور وہاں جانے کی طرف حاجت شرعیہ داعی یا نہیں سب صور کا مفصل بیان مع شرائط ومستثنیات گزرا۔

جواب (۲) اگر یہ مراد کرنا محرم بھی ہیں تو وہی سوال اول ہے اور اگر یہ مقصود کہ نامحرم ہی ہیں تو جواب ناجائز مگر بصورت استثناء۔

جواب (۳) زن محرم کے یہاں اس کی زیارت عیادت تعزیت کسی شرعی حاجت کے لیے جانا بشرائط مذکورہ اصل اول جائز مگر کتب معتمدہ مثل مجموع النوازل وخلاصہ وفتح القدیر وبحر الرائق واشباہ وغمز العیون وطریقہ محمدیہ ودرمختار وابوالسعود وشرنبلالیہ وہندیہ وغیرہ میں ظاہر کلمات ائمہ کرام شادیوں میں جانے سے مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ محارم کے یہاں علامہ احمد طحطاوی نے اسی پر جزم اور علامہ مصطفےٰ رحمتی وعلامہ محمد شامی نے اسی کا استظہار کیا اور یہی مقتضی ہے حدیث عبداللہ بن عمرو وحدیث خولہ بنت النعمان وحدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فلتنظر نفس ماذا تری۔ اور اگر شادیاں ان فواحش ومنکرات پر مشتمل ہوں جن کی طرف ہم نے اصل اول میں اشارہ کیا تو منع یقینی ہے اور شوہر دار کو تو شوہر بہر حال اس سے روک سکتا ہے جبکہ مہر معجل سے کچھ باقی نہ ہو۔

marfat.com

جواب (۴) نہ مگر باستثناء مذکور۔

جواب (۵) وہ مکان اگر اُس زن محرم کا مسکن ہے تو اُس کے پاس جانا تفصیل مذکور جواب سوم پر ہے ورنہ یوں کہ نامحرموں کے یہاں دو بہنیں جائیں کہ وہاں ہر ایک دوسری کی محرم ہوگی اجازت نہیں کہ ممنوع و ممنوع مل کر نا ممنوع نہ ہوں گے۔

جواب (۶) اگر وہ مکان اُن زنان محارم کا ہے تو جواب جواب سوم ہے کہ گزرا اور نہ جواب ہفتم کہ آتا ہے۔

جواب (۷) اللھمّ انی اعوذبك من الفتن والآفات وعوارالعورات۔

یہ مسئلہ مکان اجانب میں زنان اجنبیہ کے پاس عورتوں کے جانے کا ہے علمائے کرام نے مواضع استثناء ذکر کر کے فرمایا۔ الافیما عدا ذٰلك وان اذن کانا عاصیین. نہ ان کے مادرایں اور اگر شوہر اذن دے تو وہ بھی گنہگار اس نفی کا عموم سب کو شامل پھر اُن مواضع میں مال کے پاس جانا بھی شمار فرمایا اور دیگر محارم کے پاس بھی اور اس کی مثال خانہ وغیرہ میں خالہ وعمہ و خواہر سے دی۔ نیز علمانے قابلہ و غاسلہ کا استثناء سے مخصوص نہ ہونا استثناء میں مادر و خالہ و خواہر و عمہ و قابلہ و غاسلہ کے ذکر کے کوئی معنی نہ تھے۔ احادیث ثلثہ مشارالیہا میں ارشاد ہوا عورتوں کے اجتماع میں خیر نہیں حدیثیں اولین میں اس کی علت فرمائی کہ وہ جب اکھٹی ہوتی ہیں۔ بیہودہ باتیں کرتی ہیں حدیث ثالث میں فرمایا ان کے جمع ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل گرتے لوہا پتایا جب آگ ہو گیا کوٹنا شروع کیا جس چیز پر اُس کا پھول پڑا جلادی۔ رواھن جمیعا الطبرانی فی الکبیر۔ عورتیں کہ بوجہ نقصان عقل و دین سنگدل اور امر حق سے کم منفعل ہیں ولذا لم یکمل منھن الاقلیل۔ لوہے سے تشبیہہ دی گئی اور نار شہوات و خلاعات کہ ان میں رجال سے حصہ زائد مشتعل رہار کی بھٹی اور انکا مخلے بالطبع ہو کر اجتماع لوہے اور ہتوڑے کی صحبت۔ اب جو چنگاریاں اُڑیں گی دین ناموس حیا غیرت جس پر پڑیں گی صاف پھوک دیں گی سلمے پارسا ہے۔ ہاں پارسا ہے وبارک اللہ مگر جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں کیا صحبت بد میں اثر نہیں جب قیمتوں سے جدا خود سر و آزاد ایک مکان میں جمع اور قیموں کے آنے دیکھنے سے بھی اطمینان

marfat.com

حاصل۔ فانما خلقت من ضلع اعوج۔ کج سے بنی کج ہی چلے گی آپ ناداں ہے تو شدہ شدہ سیکھ کر رنگ بدلے گی جسے تشقیق زنان کی پروا نہیں یا حالات زمان سے آگاہ نہیں اول ظالم کا تو نام نہ لیجئے اور ثانی صالح سے گزارش کیجئے ع

معذور دارمت کہ تو اور اندیدہ

مجمع زبان کی شناعات وہ ہیں کہ لاینبغی ان تذکر فضلان تسطر جسے ان نازک شیشیوں کو صدمے سے بچانا ہو تو راہ یہی ہے شیشیاں شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بھی ٹھیس کھا جاتی ہیں حاجات شرعیہ وہی جو علمائے کرام نے استثناء فرما دیں عرض احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہلکا نہیں کہ اجتماع نساء میں خیر دا صلا نہیں آئندہ اختیار بدست مختار۔

جواب (۸، ۹) ان دونوں سوالوں کا جواب بعد ملاحظہ اصل سوم و جوابات سابقہ ظاہر کہ بعد اسقاط اعتبار ملک و لحاظ سکونت یہ ان سے جدا کوئی صورت نہیں۔

جواب (۱۰) ملک کا حال وہی ہے جو اوپر گزرا اور شوہر کے پاس جانا مطلقاً جائز جبکہ ستر حاصل اور تحفظ کامل اور ہر گونہ اندیشۂ فتنہ زائل اور موقع غیر موقع ممنوع و باطل ہو اور شوہر جس مکان میں رہے اگرچہ ملک مشترک بلکہ غیر کی ملک ہو اُس کے پاس رہنے کی بھی بشرائط معلومہ مطلقاً اجازت بلکہ جب نہ مہر معجل کا تقاضا نہ مکان مغصوب وغیرہ ہونے کے باعث دین یا جان کا ضرر ہو اور شوہر شرائط سکنائے واجبہ مذکورۂ فقہ بجا لایا ہو تو واجب انہیں شرائط سے واضح ہوگا کہ مسکن میں اوروں کی شرکت سکوت کہاں تک تحمل کی جاسکتی ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ عورت کو ضرر دینا نبض قطعی قرآن عظیم حرام ہے اور شک نہیں کہ اجنبی مرد تو وہیں سوت کی شرکت بھی ضرر رساں اور جہاں ساس نند دیورانی جیٹھانی سے ہو تو اُن سے بھی جُدا رکھنا حق زناں والتفصیل فی ردالمختار۔

جواب (۱۱) یہ تقریباً وہی سوال ہے محارم کے یہاں بشرائط جائز۔ جواب سوم بھی ملحوظ رہے ورنہ خدا کے گھر یعنی مساجد سے بہتر عام محفل کہاں ہوگی اور ستر بھی کیسا کہ مردوں کی ادھر ایسی پیٹھ کہ منہ نہیں کر سکتے اور انہیں حکم کہ بعد سلام جب تک عورتیں نہ نکل جائیں۔

marfat.com

نہ اُٹھو مگر علمائے اولا کچھ تخصیصیں کیں جب زمانہ زیادہ فتن کا آیا مطلقاً ناجائز فرمادیا۔

جواب (۱۲)۔ اگر جانے کہ میں اس حالت میں جانے سے انکار کروں تو انہیں منہیات کا چھوڑنا پڑے گا تو جب تک ترک نہ کریں جانا ناجائز اور جانے کہ میں جاؤں تو میرے سامنے منہیات نہ کرسکیں گے تو جانا واجب جبکہ خود اس جانے میں منکر کا ارتکاب نہ ہو اور اگر نہ یہ نہ وہ محل عار و طعن و بدگوئی و بدگمانی سے احتراز لازم خصوصاً مقتدا کو ورنہ بشرائط معلومہ جبکہ حالت حالت مذکورہ سوال ہو کہ اسے نہ خطرہ نہ توجہ اگرچہ تحریم نہیں مگر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہنا کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دیں اور یہی فعل حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا اُس سے احتراز کی طرف داعی خصوصاً نازک دل عورتوں کے لیے حدیث الخشبۃ ابھی گزری اور اصلاح پر اعتماد زری غلطی۔

ع بساکین آفت از آواز خیزد

حُسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

جواب (۱۳) جواب پنجم ملاحظہ ہو عورت کا عورت کے ساتھ ہونا زیادت عورت ہے نہ حفاظت کی صورت سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جایئے محافظ کی ضرورت ہو گی نہ کہ ایک توڑا دوسرے کی نگہداشت کرے۔

جواب (۱۴) گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہاں وہ صورتیں جہاں منع صرف حق شوہر کے لیے ہے جیسے مہر معجل نہ رکھنے والی کا ہفتے کے اندر والدین یا سال کے اندر دیگر محارم کے یہاں جانا وہاں شب باش ہونا یہ اجازت شوہر سے جائز ہو جائے گا والالا۔

جواب (۱۵) الرّجال قوامون علی النساء ۔ مرد کو لازم ہے کہ اپنی اہل کو حتی المقدور مناہی سے روکے یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا ۔ عورت بحال نافرمانی دوہری گنہگار ہوگی ایک گناہ شرع دوسرے گناہ نافرمانی شوہر اس سے زیادہ اثر جو عوام میں مشتہر کہ بے اذن جائے غلط اور باطل مگر جبکہ شوہر نے ایسے جانے پر طلاق بائن معلق کی ہو مرد مجلس خالی عن المنکرات میں شریک ہو سکتا ہے اور نہی عن المنکر کے لیے مجالس منکرہ میں بھی جانا ممکن جبکہ مثیر فتنہ نہ ہو۔ والفتنۃ اکبر من القتل۔ مگر

marfat.com

تجسس و اتباع عورات و دخول دار غیر بے اذن کی اجازت نہیں ۔

جواب | (۱۶) عورتوں کے لیے محرم عورت کے معنے اصل پنجم میں گزرے اور نہ بھیجنے میں اصلا مخذور شرعی نہیں اگرچہ مجالس محارم زن کے یہاں ہو بلکہ اگر وعظ اکثر واعظان زمانہ کی طرح کہ جاہل و ناعاقل و بیباک و ناقابل ہوتے ہیں مبلغ علم کچھ اشعار خوانی یا بے سر و پا کہانی یا تفسیر مصنوع یا تحدیث موضوع نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احتفاظ نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلین جاہلین سے کہ رسائل پڑھیں تو جہاں مغرور کے اشعار گائیں تو شعرائے بے شعور کے انبیاء کی توہین خدا پر اتہام اور نعت و منقبت کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام اور اپنے یہاں انعقاد مجمع آثام آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پُر ملال فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح اگر عادت نساء سے معلوم یا مظنون کہ بنام مجلس وعظ و ذکر اقدس جائیں اور نہیں نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کچریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان زماں تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ اب یہ جانا اگرچہ بنام خیر ہے مگر مروجہ غیر ہے ذکر و تذکیر کے وقت نعود لفظ نثرًا ممنوع و غلط اور اگر ان سب مفاسد سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محارم کے یہاں بشرائط معلومہ بھیجنے میں حرج نہیں اور غیر محارم یعنی مکان غیر یا غیر مکان میں بھیجنا اگر کسی طرح احتمال فتنہ یا منکر کا مظنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پہنچ کر اپنی مجلس جمانا یا بعد ختم اسی مجمع زنان کا رنگ منانا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نا منکر مل کر منکر اور بلحاظ تقریر جواب سوم و ہفتم یہ شرائط عام تر اور اگر فرض کیجئے کہ واعظ و ذاکر عالم سنی متدین ماہر اور عورتیں جا کر حسب آداب شرع بحضور قلب سمع میں مشغول رہیں اور حال مجلس سابق و لاحق و ذہاب و ایاب جملہ اوقات میں جمیع منکرات و شنائع مالوفہ و غیر مالوفہ معروفہ و غیر معروفہ سب سے تحفظ تام و تحرز تمام الیمنان کافی وافی ہو اور سبحان اللہ کہاں تحرز اور کہاں اطمینان تو محارم کے یہاں بھیجنے میں اصلا حرج نہیں ہے اجانب فہذا مما استخیر اللہ تعالٰی فیہ وجیز کر دری ہیں فرمایا عورت کا وعظ سننے

marfat.com

کو جانا لاباس بہ ہے جس کا حاصل کراہت تنزیہی امام فخر الاسلام نے فرمایا وعظ کی طرف عورت کا خروج مطلقاً مکروہ جس کا اطلاق مفید کراہت تحریمی اور انصاف کیجئے تو عورت کا ستر کامل وحفظ شامل اپنے گھر کے پاس کی مسجد صلحا میں محارم کے ساتھ تکبیر کے وقت جاکر نماز میں شریک ہونا اور سلام ہوتے ہی دو قدم رکھ کر گھر میں ہو جانا ہرگز فتنہ کی گنجائشوں توسیعوں کا ویسا احتمال نہیں رکھتا جیسا غیر محلہ غیر جگہ بے معیت محرم مکان اجانب و احاطہ مقبوضہ اباعد میں جاکر مجمع ناقصات العقل والدین کے ساتھ مخلے بالطبع ہونا پھر اُسے علما نے بلحاظ زماں مطلقاً منع فرمادیا باآنکہ صحیح حدیثوں میں اُس سے ممانعت کی ممانعت موجود اور حاضری عیدیں پر تو یہاں تک تاکید اکید کہ حیض والیاں بھی نکلیں اگر چادر نہ رکھتی ہوں دوسری اپنی چادروں میں شریک کریں مصلے سے الگ بیٹھی خیر و دعا مسلمین کی برکت لیں تو یہ صورت اولیٰ بالمنع ہے شرع مطہر فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیتہً اُس کا سد باب کرتی اور حیلہ و وسیلہ شر کے یکسر پر کترتی ہے غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر۔ حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا لا تسکنوھن الغرف عورتوں کو بالاخانوں پر نہ رکھو یہ وہی طائر گاہ کے پر کترتے ہیں شرع مطہر نہیں فرماتی کہ تم خاص لیلے وسلمے پر بدگمانی کرو یا خاص زید و عمرو کے مکانوں کو مظنۂ فتنہ کہو یا خاص کسی جماعت زنان کو مجمع نابایستنی بتاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتی ہے کہ ان من الحزم سوء الظن ؎

نگہ دار دآں شوخ در کیسہ در
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

صالح و طالح کسی کے منہ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن مین باطن کے خلاف ہوتا ہے اور مطابق ہو تو صالحین و صالحات معصوم نہیں اور علم باطن و ادراک غیب کی طرف راہ کہاں اور سب سے درگزرے تو آج کل عامۂ خاص خصوصاً نساء میں بڑا ہنران ہوئی جوڑ لینا طوفان لگادینا ہے کا جل کی کوٹھری کے پاس ہی کیوں جائے کہ دھبا کھائے لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل دریا جلادیا جائے ع

وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا

شرع مظہر حکیم ہے اور مومنین اور مومنات پر رؤف ورحیم اس کی عادت کریمہ ہے کہ ایسے مواضع احتیاط میں مابہ بائن کے اندیشہ سے مالا باس بہ کو منع فرماتی ہے جب شراب حرام فرمائی اُس صورت کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرمادی جن میں شراب اٹھایا کرتے تھے زید کے بارہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ نہ ہوا جان برادر علاج واقعہ کیا بعد الوقوع چاہیے ۔ ما کل مرۃ تسلم الجرۃ ۔ ع

ہر بار سبوز چاہ سالم نرسد

اکل وشرب وغیرہما کی صدہا صورتوں میں اطبا لکھتے ہیں یہ مضر ہے اور لوگ ہزار بار کرتے ہیں طبیعت کی قوت ضد کی مقاومت تقدیر کی مساعدت کہ ضرر نہیں ہوتا اس سے اُس کا بے غائلہ ہونا سمجھا جائے گا۔ خدا پناہ دے بُری گھڑی کہہ کر نہیں آتی اجنبیوں سے علما کا ایجاب حجاب آخر اسی سد فتنہ کے لیے ہے پھر چند توفیق رفیق بندوں کے چچا ماموں، خالہ، پھوپی کے بیٹوں کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیسا رواج ہے اور اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ترس ہندیوں کے وہ بدلحاظی کے لباس آدھے سر کے بال اور کلائیاں اور کچھ حصہ گلو وشکم وساق کا کھلا رہنا تو کسی گنتی شمار ہی میں نہیں اور زیادہ بانکپن ہوا تو دوپٹہ شانوں پر ڈھلکا ہوا کریب یا جالی باریک یا گھاس ململ کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت کے ساتھ اُن رشتہ داروں کے سامنے پھرنا یا ہمہ وہ رؤف رحیم حفظ فرماتا ہے فتنہ نہیں ہوتا ان اعضا کا ستر کیا بعینہ واجب تھا حاشا بلکہ وہی منع وداعی وسد باب پھر اگر ہزار بار داعی نہ ہوئے تو کیا وہ حکم حکمت باطل ہو جائیں گے شرع مطہر جب مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اصل علت پر اصلا مدار نہیں رکھتی وہ چاہے کبھی نہ ہو نفس مظنہ پر حکم چلے گا فقیر کے پاس تو یہ ہے اور جو اس سے بہتر جانتا ہو مجھے مطلع کرے بہرحال اس قدر یقینی کہ بھیجنا محتمل اور نہ بھیجنا بالاجماع جائز و بے خلل لہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی پر عمل رہا واعظ و ذاکر وہ بشرطیکہ جس منکر پر اطلاع پائے حسب قدرت انکار و ہدایت کرے ہر مجلس میں جا سکتا ہے۔

marfat.com

واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ چاندی اور سونے کی گھڑیاں | کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم وزر کے چراغ میں بغرض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہی مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل وسرعت اثر تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الاجواب | دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

قال العلامۃ الوانی المنتھی عنہ استعمال الذھب والفضۃ اذا لاصل فی ھذا الباب قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ھذان حرامان علی امتی حل لاناثھم ولما بین ان المراد عن قولہ حل لاناثھم مایکون حلیا لھن بقی ماعداہ علی حرمۃ سواء استعمل بالذات او بالواسطہ اھ اقرہ العلامۃ نوح وایدہ باطلاق الاحادیث الواردۃ فی ھذا الباب اھ ابوالسعود ومنہ تعلم حرمۃ استعمال ظروف فناجین القھوۃ والساعات من الذھب والفضۃ اھ ملخصاً۔

علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کرکے فرماتے ہیں۔ وھو ظاھر اُس میں ہے:

الذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ وملامس بالحد والذی احرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ ومثلہ بالاولیٰ ظروف فنجان القھوۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع فیھا الماء وان کان لایمسھا بیدہ ولا یضمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ الخ

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیئے:

لما فی درالمختار ان ھذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت لہ بحسب متعارف الناس والا کراھتہ۔

marfat.com

مقبول ہے کہ او لاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو۔ لاطلاق الاحادیث والادلۃ کما مر۔

کٹورا پانی پینے کے لیے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں پانی پینا یا اُس کی رکابی میں کھانا کھانا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: ماذکرہ فی الدار من اناطۃ الحرمۃ بالاستعمال فیما صنعت لہ عرفا فیہ نظر فانہ یقتضی انہ لو شرب او اغتسل بانیتہ الدین او الطعام انہ لایحرم مع ان ذٰلک استعمال بلاشبہۃ داخل تحت اطلاق المتون والادلۃ الوارۃ فی ذٰلک الخ

ثانیاً: استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے۔ یہ چراغ اُس غرض کے لیے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لیے بنتا ہے اس میں استعمال قطعاً متحقق تر استعمال موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مقصود وہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کرلیں تو کچھ حرج نہیں علامہ عینی فرماتے ہیں۔

اما التمویہ الذی لایخلص فلا یاس بہ بالاجماع لانہ ستہلک فلا عبرۃ ببقائہ لونا انتہیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ۴۷۔ میت کی تعزیت کے لیے آنے والوں کی تواضع

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلاد ہند میں یہ رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اُس کے اعزہ واقارب واحباب کی عورات اُس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اُس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں۔ بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں، اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے پینے پان چھالیا کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اس وقت اُن کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں اگر نہ کریں تو مطعون وبدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب | سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں

marfat.com

سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اوّلاً : یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

کنا نعد الاجتماع الیٰ اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ۔

ہم گروہ صحابہ اہل بیت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور۔

لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔

اہل بیت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے اسی طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا:

ولفظ یکرہ الضیافۃ من اھل المیت لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔

فتاویٰ خلاصہ فتاویٰ سراجیہ و فتاویٰ ظہیریہ فتاویٰ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاویٰ ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ ہے:

واللفظ للسراجیۃ لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلثۃ ایام فی المصیبۃ

اھ زاد فی الخلاصۃ لان الضیافۃ یتخذ عند السرور۔

غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے۔ فتاویٰ امام قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا ما یکون للسرور۔

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں

marfat.com

تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے :

لا باس بالجلوس المصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط و الاطعمۃ من اھل المیت ۔

مصیبت کے لیے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے ۔ امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں :

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث و بعد الاسبوع ۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں ۔ علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں :

اطال ذٰلک فی المعراج وقال ھٰذہ الافعال کلھا اسمعۃ والریاء فیحترز عنھا ۔

یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ۔ ان سے احتراز کیا جائے ۔ جامع الرموز آخر الکراہۃ میں ہے :

یکرہ الجلوس لمصیبۃ ثلثۃ ایام او اقل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھٰذہ الایام وکذا اکلھا کما فی خیرۃ الفتاوی ۔

یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لیے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اُس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں تصریح کی نتاوی القردی اور واقعات المفتیین میں ہے :

یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام واکلھا لانھا مشروعۃ للسرور ۔

تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے کشف العظام میں ہے :

ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت را و نخوردن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بمصیبت استعداد وتہیہ آں دشوار است ۔

marfat.com

اسی میں ہے :

پس انچہ متعارف شدہ از نشستن اہل مصیبت طعام را در روم و قسمت نمودن آں میان اہل تعزیت و اقران غیر مباح و نا مشروع است و تصریح کردہ بداں در خزانۂ چہ شرعیت ضیافت نزد سر درست نہ نزد شرد رد ہو المشہور عند الجمہور

ثانیاً : غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثاء موجود نہیں ہوتے نہ اُن سے اِس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر متضمن ہوتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ان الذین یأکلون اموال الیتمیٰ ظلما انما یأکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا ۝

بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گھراؤ میں جائیں گے۔

مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اُسے نہ اُس کے باپ نہ اُس کے وصی کو لان الولایۃ للنظر لا للضرر ۝ علی الخصوص اگر اُن میں کوئی یتیم ہو تو آفت سخت تر ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و نابالغ راضی ہوں۔

خانیہ و بزازیہ و تتارخانیہ و ہندیہ میں ہے :

واللفظ لھا یتن ان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ واذٰلک من التركۃ۔

نیز فتاوٰی قاضی خان میں ہے :

ان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا الا ان یکون فی الورثۃ صغیر فلا یتخذ من التركۃ۔

marfat.com

ثالثاً ۔ یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا باوٹ سے منہ ڈھانکنا الی غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ۔ نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لیے ناجائز تر ہوگا ۔

کشف العظا میں ہے :

ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہل میت اگر نوحہ گراں جمع باشند مکروہ ست زیرا کہ اعانت ست ایشانرا بر گناہ

رابعاً ، اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلہ کے لیے کھانا پان چھالیاں کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لیے بھی درنہا پسند نہیں نہ کہ ایک رسم ممنوع کے لیے پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہوگیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے اُن کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کردیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں واللہ الہادی ۔

تنبیہ : اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور ان کے لیے بھی فقط روز اوّل کا حکم ہے آگے نہیں ۔

کشف العظا میں ہے ۔

marfat.com

مستحب ست خویشاں وہمسایہ ہائے میت را کہ اطعام کنند طعام را برائے اہل وے کہ بسیر کند ایشانرا یک شبانہ روز والحاح کنند تا بخورند دور خوردن غیر اہل میت ایں طعام را مشہور آنست کہ مکروہ ست اھ ملخصا۔

علمگیری میں ہے :

حمل الطعام الیٰ صاحب المصیبة والاکل معھم فی الیوم الاول جائز لتوغلم بالجھاز وبعدہ یکرہ۔ کذا فی التتارخانیہ۔

تنبیہ !!

قد اربیٰ لک تظافر النقول وانما الواجب اتباع المنقول وان لم یظھر وجھہ للعقول کما صرح بہ العلمأ الفحول فکیف اذا کان ھو المعقول والعبرة بالبحث مع نص ثبت فکیف مع النصوص وقد توافوت لانظر فیہ العلامة الفاضل ابراھیم الحلبی حیث اورد المسالة فی اواخر الغنیة عن فتح القدیر وعن البزازیہ ثم قال ولا نخلو عن نظر لانہ لا دلیل علی الکراھة الا حدیث جریر بن عبداللہ المتقدم وانما یدل علی کراھة ذلک عند الموت فقط علی ان قد عارضہ ما رواہ الامام احمد بسند صحیح وابو داود (ای و البیھقی فی دلائل النبوة کلھم) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم فی جنازة تذکر الحدیث قال) فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فجاء وجئ بالطعام فوضع یدہ ووضع لقوم فاکلوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمة فی فیہ الحدیث۔ قال فھذا یدل علی ایلحة صنع اھل المیت الطعام والدعوة الیہ اھ مختصرا وقد تکفل بالجواب عنہ العلامة الشامی فی رد المختار فقال فیہ نظر فانہ واقعة حال لا عموم لھا مع احتمال سبب خاص بخلاف ما فی حدیث جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذھبنا ومذاھب غیرنا کالشافعیة والحنابلة استدلال بحدیث المذکور علی الکراھة الخ۔

اقول ولم یتعرض لاعتراضہ الاول لکونہ اظھر سقوطا فاولا نحن مقلدون لا منتقدون فما بالنا بالدلیل وعدم وجدانا لا یدل علی العدم وثانیا ما ذکروا جمیعا

marfat.com

من انه انما شرع فی السرور لا فی الشرور کاف فی الدلیل وثالثا لا ادری من این
اخذ رحمه الله تعالیٰ تخصیص افادة الکراهة فی الحدیث بساعة الموت لیس منعهم
الطعام فی الیوم الثانی والثالث ومثل صنعا من اهل المیت لاجل المجتمعین فی
المأتم انما تحرم النیاحة عند الموت فقط لا بعده فان اراد ان المعروف فی عهدهم
کان هو اجتماع والصنع عنده لا بعده طولب بثبوته وعلی تسلیمه حققنا
المناط کما اتادوا فتذهب خصوصیة الوقت ملغاة هذا ورایتنی کتبت علی هامش
رد المختار علی قوله واقعة حال ما نصه لان وقائع العین مظان الاحتمالات مثلا یمکن
ههنا ان الدعوت کانت موعودة بهذا الیوم من قبل واتفق فیه الموت فانقلت هل
من دلیل علیه قلت من دلیل علی نفیه وانما الدلیل علیکم لا علینا فهذا هو النظر
الرابع فی کلامه علا ان ضیافة الموت ضیافة تتخذ لاجل الموت وضیافة الصحابة
رضی الله تعالیٰ عنهم للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم تکن موقوفة علی موت احد ولا
حیاته فلوان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جاءها فی غیر موت بما اضافته من معه
من خدمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما وقع عنهم مرارا فلم یکن فیه لحدث شیء من
اجل الموت بحیث لو لم یقع الموت لم یکن بخلاف ما نحن فیه فانه انما یکون لاجله بحیث
لو لم یکن لم یکن فهذا الخامس علا ان الخاطر والمبیح اذا تقول بالمعارضة بل یقدم
الخاطر هذا السادس هذا اما عندی والعلم بالحق عند ربی وبالجملة فلیس لنا البحث
فی المنقول فی المذهب وهو النظر السابع المذکور اخرا فی کلام الشامی والله تعالیٰ الموفق اهـ
ما کتبت علیه مزیدا وما المولی الفاضل علی القاری علیه الرحمة الباری فحال
تاویل نصوص المذهب ظنا منه انها تخالف الحدیث فقال فی المرقاة شرح المشکوة
باب المعجزات قبیل الکرامات تحت قول الحدیث فاکلوا هذا الحدیث بظاهره
یرد علی ما قرره اصحاب مذهبنا من انه یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول او
الثالث او بعد الاسبوع کما فی البزازیة ثم اورد نصوص الخلاصة والزیلعی والفتح
قال والکل عللوه بانه شرع فی السرور لا فی الشرور ذکر قول المحقق حیث اطلق

marfat.com

مستقبحة واستدلاله بحديث جرير رضى الله تعالىٰ عنه قال ان يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء اهل بيت الميت فيطعمونهم كرها او يحمل على كون بعض الورثة صغيرا او غائبا اولم يعرف رضاه اولم يكن الطعام من عند احد معين من مال نفسه لا من مال الميت قبل قسمة ونحو ذلك وعليه يحمل قول قاضيخان يكره اتخاذ الضيافة ايام المصيبة لانها ايام تاسف فلا يليق بها ما يكون للسرور اه اقول : اولاً قد نبأناك ان الحديث لا ورود له عليهم بوجوه ـ

وثانياً لا اصباغ للتقييد فى كلماتهم بعد ما نقل هو عنهم انهم جميعا علاوة بانه انما شرع فى السرور فى الشرور وان الامام فقيه النفس قال انها ايام تأسف فلا يليق بها عوائد التسرور فان الالجاء الى الطعام كرها والتصرف فى مال بغير اذن مالكه واحد مالكه لا سيما الصغير مما لا تجويز قط فى السرور ولا فى الشرور فى هذا برتفع الفرق وهم مصرحون به عن اخرهم فيكون تحويلا لا تاويلا ـ

وثالثا ما ذكر ثانياً من التقييد بمال صغير او غائب الى العد وابعد وكيف يحمل عليه كلام الخانيه من انه قال متصلا بما مر وان اتخذ طعاما للفقراء كان اذا كانوا بالغين فان كان فى الورثة صغير لم يتخذوا ذلك من التركة اه مثله كلام البزازية والتتارخانية والهندية وغيرها فانه ظاهر فى انهم يفرقون بين الضيافة واتخاذ طعام للفقراء فيحكمون على الاول بالكراهة وعلى الثانى بالحسن ويقيدونه بما اذا كانوا بالغين وقد صرحوا بمفهوم القيد بمنعه من التركه اذا كانوا قاصرين فلو كانت الكراهة فى الاول ايضا مقصورة على ذلك لارتفع الفرق ـ

ورابعاً للزاد واهذ الكان من المستعبد تظافرهم على التعبير بالكراهة فان الاتخاذ والحال هذه من اشنع المحرمات القطعية كما لا يخفى ـ

وخامساً لئن سلمنا ما افاده فى التاويل الاول لكان الحكم فى مسألتنا هذه هو المنع مطلقا فانهن يجتمعن عند اهل الميت ويكن فى بيته يومين او اكثر و

marfat.com

الانسان یستحیی ان یقیم احدا بیتہ جائعا فیضطر الی اطعامہ رضی او سخط و قد علم کما ذکر فی السؤال انہم الم یفعلوا بصیر و اعرضۃ لمطاعن الناس فلیس الاطعام المعہود الا علی الوجہ المردود وھذا ما قال فی معراج الدرایۃ انہا کلہا للسمعۃ والریاء کما قد منا فھذا التخصیص یؤدی الی التعمیم ولوراء ی القاضلان الجلسی و القاری ما علیہ بلادنا لاطلقا القول جازمین بالتحریم لاشکان فی ترخیصہ فتح باب لشیطان رجیم وایقاع المسلمین لاسیما اخفاء ذات فی حرج عظیم وضیق الیم فنسأل اللہ الثبات علی الصراط المستقیم و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد و الہ اجمعین ۔

مسئلہ ۴۸ ۔ جنت میں روایت باری تعالیٰ ۔ اسماء اور لوح محفوظ

معروض ۔ بعض کلمات کے احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں اُمید کہ جواب سے جلد معزز ہوں ۔

(۱) ایک سنی شخص کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ معتزلہ دار جنت میں رویت باری عزوجل کے منکر ہیں اُن صاحب نے کہا وہ سچ کہتے ہیں انہیں تو نہیں ہوگی شاید لفظ مومنین کے لیے بھی ذکر میں تھا اگرچہ یہ ایک شبہہ ہی شبہہ سا یاد پڑتا ہے یہ کہنا کیسا ہے ایک صاحب نے خود اپنا نام ابوالبرکات رکھا اُس پر اب آزاد کا اور اضافہ کیا جس کی ایک وای تباہی روایت چھپوا کر تقسیم کی اس کی بابت ایک صاحب نے کہا کہ یہ نام انہوں نے کہاں سے رکھا کچھ اللہ میاں کے یہاں تو ان کا یہ نام لکھا ہوا ہے نہیں جس پر کہا گیا کہ لوح محفوظ میں تو سب لکھا ہوا ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے اس پر ان صاحب نے کہا کہ میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ میاں کے یہاں لکھا جاتا ہے ظاہرہ ان قائل کا مطلب یہ تھا کہ نام کر کے وہ نام ہی لکھا جاتا ہے جو خود کھڑتے ہیں وہ بطور ایک امر واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا نام یہ رکھے گا نام کر کے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے غرض اُن کا وہ مقولہ کیسا ہے اور اُس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہو نہ خود رکھا ہوا ۔ ایک سنی صاحب کے سامنے میں نے کہا

marfat.com

کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت خصائص ہیں بعض وہ احکام شرعیہ جو عام ہیں اُن سے حضور نے بعض صحابہ کو مستثنیٰ کیا تھا اس پر ان صاحب نے کہا جبھی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے۔ اللہ عزوجل تو رضا جوئے محمدی ہے ہی انہوں نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن بھی یہ کہنے لگی تھیں مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عزوجل کے فرمودہ سے باہر قدم ہی نہیں رکھتے تھے وہی فرماتے تھے جو اللہ عزوجل کا حکم تھا تو اصل میں حضور متبع حکم الٰہی اور بھی رضا جوئے الٰہی ہوئے ان کی اُس وقت کی طرز تقریر اور حالت سے اُن کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عزوجل کو رضا جوئے محمدی کہنے لگے تھے کہ حضور خود ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل بھی ویسا ہی وحی نازل فرما دیتا ہے یعنی اللہ عزوجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الٰہی وہی ہوتا ہے اور اُسی کے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں غرض اُن کا یہ مقولہ کہ جبھی تو بعض جہلا بھی الخ کا کیا حکم ہے اور اُس کا کل مقولہ جو اُس کے بعد کہا گیا۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی انہوں نے کہا اچھا ہوا چوری ہوئی پھر بعض دفعہ تو ظاہر کلام ہے وہی مراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضر تھا یا اُس کا انہیں غرور تھا لہٰذا اچھا ہوا کہ چوری ہوئی کہ غرور جاتا رہا یا مضر دفع ہو گیا۔ دونوں تقدیروں پر یہ ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے ایک شخص سے کوئی کلمہ خلاف نکلا بعد کو اُس نے اس سے صراحۃً انکار اور اُس کا قبیح تسلیم کر لیا یا اُس کو چھوڑ کر اُس کے مخالف کلمہ کا اقرار کیا۔ آیا توبہ ہو گئی یا ضرور ہے کہ لفظ توبہ کہے۔ ہمارے اعزہ میں سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر کہا کہ نہ معلوم تمہیں فلاں مکان (نام لے کر) سے کیا عشق ہے شوہر نے کہا خدا جانے اُس پر اُس عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے اور اس کے بعد ایک اور جملہ کہا جو شاید یہ تھا کہ سب تمہارے جیلے حوالے بیکاریاں بے پرواہیاں ہیں۔ یہ سب تمہارے جیلے حوالے بیکاریاں ہیں یہ جملہ کیسا ہے اس کا کیا حکم ہے نقل اسولہ میرے پاس موجود ہے۔

marfat.com

جواب سے جلد معزز ہوں ۔

میرے لیے دُعائے عافیت دارین ضرور فرمائیں اس زمانہ فتن میں مولیٰ تعالےٰ ہم اہل سنت کے ایمان کی خیر رکھے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ سلامیہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین ۔

الاجواب مولیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ انا عند ظن عبدی بی ۔ روافض معتزلہ کہ رویت الٰہی سے مایوس ہیں مایوس ہی رہیں گے وہابیہ کہ شفاعت سے منکر ہیں محروم ہی رہیں گے تو ان کا انکار ان کے اعتبار سے صحیح ہوا ظاہر اقائل کی یہی مُراد تھی کہ ان کی نفی ان کے حق میں سچی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں جو اس کے قول کی تصدیق بمعنی نفی مطلق کرے ؎ میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق ہوں جیسا وہ گمان کرے ۔ وہ ضرور گمراہ اور خارج از اہل سنت ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) بلاشبہہ لوح محفوظ میں برصغیر وکبیر مستطر ہے جو اسم بحیثیت علم دنیا میں کسی کے لیے ہے لوح محفوظ میں وہی بحیثیت علم مکتوب ہے خواہ ماں باپ کا رکھا یا اپنا یا اور کا ۔ اور جس میں تغیر واقع ہوا مغیر و مغیر الیہ دونوں اپنے اپنے زمانہ کی قید سے مکتوب ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام تبدیل فرمائے کہ اگلے نام متروک ہو گئے اور وہ انہیں دوسرے ناموں سے مشہور ہیں تو عند اللہ بھی اب یہی اُن کے نام ہیں اور انہیں ناموں سے روز قیامت پکارے جائیں گے اور جو شخص اپنا نام بدل کر اور کچھ رکھے اور بحیثیت علم معروف نہ ہو تو اللہ عزوجل کے یہاں بھی وہ علم ہو کر نہ لکھا گیا ہاں یہ واقع ضرور مکتوب ہے ظاہر ایہی مراد قائل نے یہ نہ کہا اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہ کہا کہ اُن کا نام یہ نہیں لکھا ہے تو یہ سلب کتابت نہیں بلکہ سلب کتابت علمیت ہے اور یہ صحیح ہے جبکہ اُس وضع کیے ہوئے نام نے بحیثیت علمیت پیدا نہ کی ہاں ایسی جگہ کلام بہت ہوشیاری سے چاہیے جس میں کوئی پہلوئے ناقص نہ نکلے سوال میں اسم جلالت کے ساتھ لفظ میاں مکتوب ہے یہ ممنوع و معیوب ہے زبان اُردو میں میاں کے تین معنی ہیں جن میں دو اُس پر محال ہیں اور شرع سے درود نہیں لہذا

marfat.com

اس کا اطلاق محمود نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قائل کا کہنا کہ جبھی تو بعض جہلا الخ بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اُس نے بعد کو قرار دیے اُس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلاشبہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تابع مرضی الٰہی ہیں اور بلاشبہہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہہ اللہ عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ..... قد نری تقلب وجهك فی السماء

فلنولینك قبلة ترضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام۔

حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف رضاجوئی الٰہی تھی مگر قلب اقدس استقبال کعبہ چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لیے اپنا وہ حکم منسوخ فرمادیا اور جو حضور چاہتے تھے قیامت تک کے لیے وہی قبلہ مقرر فرمادیا یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رضاجوئی محمدی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں اری ربك یسارع فی هولك۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

رواہ البخاری۔ یہ ہے وہ کلمہ کو بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا تو قائل کا کہنا کہ ایسے خصائص دیکھ کر بعض ازواج مطہرات یہ کہنے لگی تھیں دراصل بات یہ ہے الخ یہ بتا رہا ہے کہ شاید ان بعض ازواج مطہرات نے خلاف اصل بات کہی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر رکھی حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین و آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے فرمائے گا:

کلهم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد۔	یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں ۲
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم	خدا چاہتا ہے رضائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

marfat.com

بالجملہ کلمہ بہت سخت اور شنیع تھا اور بعد تاویل بھی شناعت سے بری نہ ہوا۔ تو یہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ سرقہ اچھی بات ہے جس سے حرام قطعی کا استحلال بلکہ استحسان ہو کر معاذ اللہ نوبت بہ کفر پہنچے بلکہ اس سے مسروق منہ کے نقصان مال کا استحسان سمجھا جاتا ہے اور یہی مقصود ہوتا ہے پھر کبھی یہ براہ حسد حرام اس صورت میں تو مطلقاً گناہ ہے کبھی براہ عداوت ہوتا ہے کہ دشمن کا نقصان دشمن کو پسند آتا ہے اس کا حکم اُس عداوت کا تابع رہے گا اگر عداوت مذمومہ ہے یہ بھی قبیح و مذموم ہے اگر عداوت محمودہ ہے جیسے کہ اعداء اللہ سے دشمنی تو اس میں بھی حرج نہیں۔

ربنا اشدد علی قلوبھم واطمس علی اموالھم۔

جب دعا سے اُن کا نقصان چاہنا روا ہے تو بعد وقوع اُس پر خوش ہونا کیا بیجا ہے کبھی وہ صورت ہوتی ہے جو سوال میں مذکور وہ اگر بہ نیت صحیحہ ہو غیر محظور کہ یہ اُس کے نقصان پر خوش ہونا نہیں بلکہ نفع پر واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) لفظ توبہ نہ ضرور نہ کافی جو قول بیجا صادر ہوا تھا اس پر ندامت اور اس سے بدتری درکار ہے السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) قائلہ کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ باری عزوجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ زنہار اُس کے کلام سے سامع کا ذہن اس طرف جا سکتا ہے بلکہ شوہر نے کہا تھا۔ خدا جانے یعنی کوئی سبب خفی نہیں محض تمہاری بے پرواہیاں ہیں اسے اُس ہولناک حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بغرض غلط اگر نفی علم ہی مُراد لیں تو معاذ اللہ نفی مطلق کی ہرگز بو بھی نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اس کا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا اور علم الٰہی سے کسی شے کی نفی اُس کے وقوع کی نفی ہے کہ واقع ہونا ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا۔

فکان من باب قولہ تعالیٰ وجعلوا للہ شرکاء قل سموھم ام تنبئونہ بما لا یعلم فی الارض۔

ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار اور خود شوہر کے ساتھ بدزبانی بھی تکفرن

marfat.com

العشیر میں داخل کرنے کو بس ہے توبہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ علمجدہٗ اتم واحکم۔

مسئلہ ۴۹۔ بدعقیدہ اُستاد کی تعظیم

حامی سنت قامع بدعت ماحی فتن لازالت شمس افاداتہم طالقہ۔ پس از برازمراسم سلام و تحیۃ مدعا نگار کہ اس مسئلہ کا جواب روانہ فرمایا جاوے کہ بکر کا استاد خالد اب بدمذہب ہوگیا تو آیا بکر اُس کی تعظیم بحیثیت اُستاد ہی کرنا چاہیے یا نہیں اگرچہ بکر بحیثیت بدعقیدہ اُس اپنے اُستاد سے قطعاً محبت نہیں رکھتا ہے بلکہ بُرا سمجھتا ہے صرف ظاہری مدارات اور تعظیم کرتا ہے تو کچھ خرابی تو نہیں اور اگر وہ ظاہری تعظیم بھی بدمذہب استاد کی نہ کرے تو کچھ خرابی ہے یا نہیں۔ مدلل ارشاد ہو بکر کہتا ہے کہ میرا دل بہ سبب بدمذہبی استاد اُس کی ظاہری تعظیم کو بھی نہیں گوارا کرتا تو زید جو کہ بکر کا ہم مذہب ہے کہتا ہے کہ نہیں ظاہری تعظیم کر لیا کرو بحیثیت استادی ہاں اُس سے من حیث الاعتقاد نفرت رکھو۔ یہ قول زید کا کیسا ہے۔ زیادہ ادب فقط۔

سید اولاد رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی مارہری۔

۲۴ رجب المرجب بروز جمعہ ۱۳۲۹ھ از بدایوں مدرسہ قادریہ

الجواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

بشرف ملاحظہ حضرت والا برکت صاحبزادہ رفیع القدر جلیل الشان حضرت مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔

بعد آداب گزارش۔ کرامت نامہ تشریف لایا بعد اس کے روندۂ مخذولہ میں بریلی بدایوں سے پچاس سے زائد رسائل شائع ہوئے تعظیم بدمذہبان کی شناعت آفتاب سے زیادہ روشن کردی گئی یہاں تک کہ فتاوے الحرمین شائع ہوا اب کوئی حاجت اس مسئلہ میں کسی تفصیل کی باقی نہ رہ گئی ہے جس کو شک ہے وہ اُن رسائل اور فتاوے الحرمین کی طرف رجوع لائے وہ بھی عام بدمذہبوں کے لیے تھا نہ کہ خاص مرتدین اس کے لیے اسی قدر بس ہے کہ درمختار میں ہے۔

بتجیل الکافر کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۵۰ معصومیت انبیاء کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں ۔

(۱) جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم قبل بعثت وبعد بعثت بہر حال عمدًا وسہوًا کفر وضلالت سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں ۔

(۲) اسی طرح منفرات ذنوب ومحقرات امور سے باجماع ۔

(۳) اسی طرح بعد بعثت تمام صغائر وکبائر سے عمدًا باجماع ۔

(۴) بعد بعثت تمام صغائر وکبائر کے بارے میں سہوًا صدور کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۵) قبل بعثت تمام صغائر وکبائر کے عمدًا یا سہوًا صدور کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۶) امور تبلیغیہ میں کیا اجماعی ہے اور کیا خلافی ۔ بینوا توجروا ۔

الاجواب (۱) بے شک ۔

(۲) ہاں نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اُس امر سے جو باعث نفرت خلق وننگ وعار وبدنامی ہو اگرچہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون وجذام وبرص ودناءت نسب وزنائے امہات وازواج ۔

(۳) بعد بعثت تعمد کبائر سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح وحق میں صغائر سے بھی اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتداد نہیں بلکہ انصافاً سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ تیار رہی ہے مجوزہ نے اس نکتہ سے غفلت کی لہذا اس کا قول نادانستہ مصادم اجماع واقع ہوا کما یظہر بمطالعۃ الشفاء الشریف وباللہ التوفیق ۔

(۴) حق یہ ہے کہ بعد بعثت صدور کبیرہ سہوًا سے بھی معصوم ہیں اور سہوًا صغیرہ غیر منفرہ میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور جماعت اہل قلب جانب منع واختارہ الامام ابن حجر المکی وغیرہ اور حق یہ کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنے وحقیقۃ نافرمانی خود ہی مرتفع ہے ۔

(۵) کفر وضلال ومنفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اس

marfat.com

قدر میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اُس وقت ثابت ہو یا نہ ہو۔

(۶) تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً اس میں تعمد مخالفت سے بالا رادہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو و خطا سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہر اولیٰ جواز ہے مگر اُس پر تقریر ممکن نہیں۔ بلکہ انتباہ واجب ہے اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مطلقاً سہو نا جائز مانتے ہیں اس قول کی تفصیل و تاویل فقیر کے الفیوض المکیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۱ کلمۂ توحید کا ذکر کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) کلمہ توحید لاالٰہ الا اللہ کا تلفظ یا طریقۂ ذکر بطور مشائخ کرام سکھانے میں پہلے نفی مع منفی ادا کرنا اور پھر اس کی مفصل ضروری ترکیب ہر حرف ادا کرنے کی بتا کر پھر الا اللہ کرنا اور کسی ضرورت یا عذر کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں وقف اور فصل سے ادا کرنے میں کوئی محذور شرعی تو نہیں۔

(۲) اگر ضرورت حرف مستثنیٰ منہ کے متعلق کچھ دریافت یا بتانے کی ہو تو اُس میں حرف تلفظ نفی و منفی پر ہی اقتصار میں کوئی محذور شرعی ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب حالت ضرورت مستثنیٰ ہے اگر صرف مستثنیٰ منہ تک پہنچا تھا کہ چھینک یا کھانسی آنے یا سانس ٹوٹ جانے سے مجبوراً رکنا پڑا تو حرج نہیں معاً دل میں الا اللہ کہے پھر بعد رفع عذر زبان سے الا اللہ کہے اور بلا عذر مجبوری صرف مستثنیٰ منہ پر اقتصار ممنوع ہے تعلیم طریقۂ ذکر میں ایک ایک کلمہ جُدا کرتے میں حرج نہیں مثلاً چار ضربی یوں بتائے کہ پیشانی محاذات دے چپ میں لا کر لا کا لام شروع کرے اور اس کے الف کو زانوئے راست تک کھینچ کرے جائے اور الٰہ کا الف یہاں سے شروع کر کے اُس کے ل کو شانۂ راست تک لے جائے اور داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اور الا اللہ۔ کی ضرب قلب پر کرے اس میں نفی محض نہ آسکی بچوں کو تعلیم کرنی ہو تو اُس میں بھی یونہی سکھائے کہ پہلے لا کہے جب

marfat.com

رواسے کہہ لیں الا کہے پھر " الّا اللہ " کہلوائے اگر کسی مسئلہ کا بیان صرف نفی سے متعلق ہو تو وہ پورا کہہ کر بھی بیان ہو سکتا ہے مثلاً لا الٰہ الّا اللہ ۔ میں لا نفی جنس کا ہے اسم ہے خبر مقدر ہے یا لا الٰہ الا اللہ میں لا کا مد زیادہ نہ بڑھاؤ یا لا الٰہ الا اللہ میں پر نہ رکو یا لا الٰہ الا اللہ میں کی کو اشباع نہ کرو غرض مجبوری و ضرورت کوئی صورت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ خواہی نخواہی نفی پر اقتصار کرنا پڑے اور اگر ایسا معلوم ہو بھی مثلاً بچے کو دو دو لفظ تعلیم کرنے میں پہلے دو لفظ کہہ کر اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ ان کو ادا کرے پھر الا اللہ کہا جائے گا بشرطیکہ حاجت اُس کی طرف داعی ہو ورنہ بچے سے بھی اس پر اقتصار کرانا نہ چاہیئے) تو یوں کرے کہ تعلیم کی آواز سے دو لفظ کہہ کر معاً اُس سے کم آواز سے الا اللہ کہہ لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۲۔ کپڑے اور بدن کی نجاست

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں :

۱۔ کپڑے یا بدن پر کوئی حصہ نجس ہو گیا اس پر پانی مرتبہ ڈالا پھر ہاتھ سے اُس کے قطرے پونچھ ڈالے اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا اور اُسی ہاتھ سے جس سے پہلی مرتبہ قطرے پونچھے تھے اُس کے دھوئے بغیر قطرے پونچھے تو آیا یہ عضو مغسول اور وہ ہاتھ دونوں پاک ہو جائیں گے بحالیکہ عضو مغسول کو وہ ہاتھ لگا ہے جس نے پہلی مرتبہ اور دوسری تیسری مرتبہ کے غسار کو پونچھا تھا اور خود الگ پانی سے دھویا نہ گیا تھا۔

۲۔ اگر اس ترکیب سے پاک نہ ہو سکے تو کیا کیا جائے۔

۳۔ بدن کو دھو کر جھٹک دیا سب قطرے گر گئے وہاں وہ رہ گئے جو بال کی جڑ میں ہیں یا بہت ہی باریک ہیں جھٹکنے سے بھی نہیں گرتے تو ایسی صورت میں عضو تین بار دھو ڈالے پاک ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں تو کیا کرے خاص کر اس صورت میں جب دونوں ہاتھ نجس ہوں۔

۴۔ بدن پاک کرنے میں ہر بار کے دھوکے میں تقاطر جاتا رہنا ضروری ہے یا مطلقاً ہر قطرہ کا خواہ وہ چھوٹا ہی ہو اور پونچھنے سے صرف بدن پر پھیل کر رہ جاتا تو اس کا بھی دور کرنا یعنی وہی پھیلا دینا ضروری ہے۔ بینوا توجروا۔

marfat.com

الجواب بدن پاک کرنے میں نہ چھوٹے قطرے صاف کرکے دوبارہ دھونا ضرور نہ انقطاع تقاطر کا انتظار درکار بلکہ قطرات وتقاطر در کنار دھار کا موقف ہونا لازم نہیں نجاست اگر مرئیہ ہو جب تو اُس کے عین کا زوال مطلوب اگرچہ ایک ہی بار میں ہو جائے اور غیر مرئیہ ہو تو زوال کا غلبۂ ظن جس کی تقدیر تثلیث سے کی گئی جہاں عصر شرط ہے اور وہ متعذر ہو جیسے مٹی کا گھڑا یا متعسر ہو جیسے بھاری قالین دری توشک لحاف وہاں انقطاع تقاطر دہاب تری کو قائم مقام عصر رکھا ہے۔ بدن میں عصر ہی درکار نہیں کہ ان کی حاجت ہو صرف تین بار پانی بہہ جانا چاہیے اگرچہ پہلی دھار بھی حصہ زیریں پر باقی ہو مثلاً مساق پر نجاست غیر مرئیہ تھی اوپر سے پانی ایک بار بہایا وہ بھی ایڑی سے بہہ رہا ہے دوبارہ اوپر سے پھر بہایا ابھی اس کا سیلان نیچے تھا سہ بارہ پھر بہایا جب یہ پانی اُتر گیا تطہیر ہو گئی بلکہ ایک مذہب پر تو انقطاع تقاطر کا انتظار کرے گا تو طہارت نہ ہو گی کہ ان کے نزدیک تطہیر بدن میں عصر کی جگہ توالی غسلات یعنی تینوں غسل پے درپے ہونا ضرور ہے مذہب ارجح میں اگرچہ اس کی ضرورت نہیں مگر خلاف سے بچنے کے لیے اس کی رعایت ضرور مناسب ہے اس تقریر سے تین سوال اخیر کا جواب ہو گیا۔

درمختار میں ہے:

یطھر محل نجاسۃ مرئیۃ بقلعھا ای زوال عینھا واثرھا ولو بمرۃ وبما فوق ثلث فی الاصح ولا یضر بقاء اثر لازم ومحل غیر مرئیہ بغلبۃ ظن غاسل طھارۃ محلھا بلاعدد وبہ یفتی وقدر بغسل وعصر ثلث فیما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر وبتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیر متعصر مما ینشرب النجاسۃ والا فبقلعھا۔

ردالمحتار میں ہے:

تثلیث جفاف ای جفاف کل غسلۃ من الغسلات الثلاث وھذا شرط فی غیر البدن ونحوہ اما فیہ فیقوم مقامہ توالی الغسل ثلثا قال فی الحلیۃ الاظھر ان کلا من التوالی والجفاف لیس بشرط فیہ وقد صرح بہ فی التوازل

marfat.com

وفی الذخیرۃ مایوافقہ اھ واقرہ فی البحر۔

رہا سوال اول یہ تو ظاہر ہوگیا کہ ہر بار قطرات کا پونچھنا فضول تھا بلکہ بلاوجہ ہاتھ ناپاک کرلینا مگر جبکہ اُس نے ایسا کیا مثلاً پاؤں پر نجاست تھی سیدھے ہاتھ میں لوٹا لے کر اُس پر ایک بار پانی بہایا اور جو قطرات باقی رہے بائیں ہاتھ سے پونچھ لیے تو یہ ہاتھ ناپاک ہوگیا مگر ایسی نجاست سے کہ دوبارہ دھونے سے پاک ہوجائے گی اس لیے کہ ایک بار ڈھل چکی اب پاؤں پر دوبارہ پانی ڈالنا تھا دوسری بار کے بعد ایک ہی بار ڈالنا رہتا لیکن اُس نے دوبارہ دھوکر نجس ہاتھ سے پھر اس کے قطرے پونچھے تو اب پاؤں کو وہ نجاست لگ گئی جو دوبارہ دھونے کی محتاج ہے تو پاؤں کو پھر دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگئی اور ہاتھ بدستور اُسی نجاست سے نجس رہا اس میں تخفیف نہ ہوئی کہ اُس پر سیلان آب نہ ہوا اب پاؤں پر سہ بارہ کا پانی دوبارہ کے حکم میں ہے کہ اُس کے بعد ایک بار اور دھونے کی حاجت ہے لیکن اُس نے اُس کے بعد بھی وہی نجس ہاتھ اُس کے قطرات صاف کرنے میں استعمال کیا تو اب پھر پاؤں کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگئی وبکذا لہٰذا اُسے لازم کہ پاؤں پر دوبارہ پانی نہ بہائے اور قطرات نہ پونچھے اور وہ ہاتھ جُدا دوبارہ دھولے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الامداد والمیاہ الثلثۃ متفاوتۃ فی النجاسۃ فالاولیٰ یطھر ما اصابتہ بالغسل ثلثا والثانیہ بالثنتین والثالثۃ بواحدۃ وکذا الاوانی الثلثۃ التی غسل فیھا واحدۃ بعد واحدۃ وقیل یطھر الاناء الثالث بمجرد الاراقۃ والثانی بواحدۃ والاول بثنتین اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۳ ہلال عید کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق ہوا اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھ لیں بعض بسبب بارش نہ پڑھیں تو جماعت باقی ماندہ دوسرے دن ادا کریں یا اب انہیں اجازت نہ دی جائے گی کہ نماز ہوچکی اور قہستانی میں ہے:

اوصلی الامام صلاتہ مع بعض القوم لا یقضی من فاتت تلک الصلاۃ

marfat.com

عنه لافی الیوم الاول ولا من الغد انتھی ۔ بینوا توجروا ۔

الاجواب اللھم ھدایۃ الحق والصواب ۔ صورت مستفسر میں جماعت باقی ماندہ بے شک دوسرے دن ادا کریں کہ نماز عید الفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے اور بارش کا عذر شرعًا مسموع فی الدر المختار:

توخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط اھ ۔

اور صلاۃ العید میں جواز تعداد متفق علیہ ہے بخلاف جمعہ کہ اس میں خلاف ہے راجح جواز فی الدر المختار:

تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا اھ ۔

تو ادائے بعض اہل شہر سے بعض دیگر کو دوسرے روز نہ پڑھنا کیونکہ ممنوع ہو سکتا ہے کلام قہستانی وغیرہ اُس صورت میں ہے جب عامۂ اہل بلد پڑھ لیں اور ایک آدمی باقی رہ جائے کہ نماز عید بے جماعت مشروع نہیں ناچار پڑھنے سے باز رہے گا ہدایہ کی تعلیل اس پر صاف دلیل:

حیث قال من فاتتہ صلاۃ العید مع الامام لم یقضھا لان الصلوٰۃ بھذہ الصفۃ لم تعرف قربۃ الا بشرائط لا تتم بالمنفرد ۔ اھ

اور عبارت تنویر الابصار مورث تنویر الابصار امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے ابتدا اس مسئلہ کو ایسے پیرایہ میں ادا فرمایا کہ دہم واہم راہ نہ پائے:

حیث یقول ولا یصلیھا وحدہ ان فاتت مع الامام اھ ۔

یوہیں امام حافظ الدین ابو البرکات نسفی کا اپنے متن و شرح وافی و کافی میں ارشاد ازالۂ اوہام و ایقاظ افہام کے لیے کافی و وافی ۔ قال رحمۃ اللہ تعالیٰ ۔

لم تقض ان فاتت مع الامام العید وفاتت من شخص فانھا لا تقضی لانھا ما عرفت قربتہ الا بفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام وما فعلھا الا الجماعۃ فلا تؤدی الا بتلک الصفۃ ۔ اھ ملخصًا ۔

علامہ بدر الدین محمود عینی رمز الحقائق میں فرماتے ہیں:

marfat.com

صلاها الامام مع الجماعة ولم یصلها هو لا یقضیها الا فی الوقت و لا بعدہ لانها شرعت بشرائط لا تتم بالمنفرد۔ اھ۔

مستخلص ہیں زیر قول کنز یم تقض ان فاتت مع الامام لکھتے ہیں:

معناہ لو لم یصل رجل مع الامام لا یقضیها منفردا لان صلاۃ العید لم تشرع علی سبیل الانفراد۔ اھ۔

یا یہ معنے ہیں کہ امام معین ماذون من السلطان ادا کر چکا ہو اور ان باقی ماندہ میں کوئی مامور نہیں تو اقامت کون کرے فاضل محقق حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اسی طرف ناظر:

اذ قال من فاتته الصلاۃ فلم یدرکها مع الامام لا یقضیها لانها لم تعرف قربته الا بشرائط لا تتم بدون الامام ای السلطان او ماموراہ

اسی لیے فاضل سید احمد مصری اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

ای و قد صلها الامام او مامورہ فان کان مامورا باقامتها له ان یقیمها اھ۔ قلت و قد یشیر الیه تعریف الامام فی عبارۃ النقایۃ المذکورۃ وغیرها کما لا یخفی علی العارف باسالیت الکلام۔

بہر طور عبارت جامع الرموز سے بدین وجہ کہ نماز ایک بار ہو چکی باقی ماندہ لوگوں کے لیے ممانعت تصور کرنا محض خطا اقول بلکہ اگر نظر سلیم ہو تو وہی عبارت بعینہا ما نحن فیہ بین جواز پر دال کہ اس میں صرف دوسرے ہی دن کی نسبت ممانعت نہیں بلکہ جب امام جماعت کر چکے تو اُس روز بھی نہ پانے والوں کو منع کرتے ہیں:

حیث قال لا فی الیوم و لا من الغد۔

اول بیان ہو چکا کہ تعداد جماعت نماز عید میں بالاتفاق جائز اور معلوم ہے کہ یہ تعدد تقدم و تاخر سے خالی نہیں ہوتا اگر عبارت شرح مختصر الوقایہ کے یہی معنی ہوتے کہ جب ایک جماعت پڑھ لے تو دوسروں کو مطلقاً اجازت نہیں تو یہ تعدد کیونکر روا ہوتا اور نماز عید کا بھی حکم اس امر میں اس کے مذہب پر جو تعدد جمعہ روا نہیں رکھتا مانند نماز جمعہ ہو جاتا

marfat.com

یعنی جماعت سابقہ کی تو نماز ہوگئی باقی سب کی ناجائز کمافی درالمختار:

علی المرجوح فالجمعة لمن سبق تحریمة اھ۔

تو بالیقین معنی کلام وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے اور قاطع شغب یہ ہے کہ درمختار میں درصورت فوات مع الامام تصریح کی۔

لوامکنه الذھاب الی امام اٰخر فعل لانها تودی بمصر واحد الخ

حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح میں ہے:

لو قد ربعد الفوات مع الامام علی ادراکها مع غیرہ فعل للاتفاق علیٰ جواز تعددھا اھ۔

دیکھو نص فرماتے ہیں کہ ایک امام کے پیچھے نہ پڑھی ہو دوسرے کے پیچھے پڑھے اور حالت عذر میں روز اول و دوم یکساں آج نہ پڑھ سکا تو کل کو مانع واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۴۔ پہلے دن کی بجائے دوسرے دن نماز عید پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بلا عذر نماز عید روز اول نہ پڑھیں تو روز دوم مع الکراہۃ جائز ہے جیسا کہ بعض خطبوں میں لکھا ہے یا اصلا صحیح نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب نماز عید الفطر میں جو بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر روا رکھی ہے وہاں شرط عذر صرف نفی کراہت کے لیے نہیں بلکہ اصل صحت کے لیے ہے یعنی اگر بلا عذر روز اول نہ پڑھی ہو تو روز دوم اصلا صحیح نہیں نہ یہ کہ مع الکراہۃ جائز ہو عامۂ معجزات میں اس کی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اُسے نماز عید الاضحیٰ سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دو روز کی تاخیر بوجہ عذر بلا کراہت اور بلا عذر بروجہ کراہت روا ہے۔ فی درالمختار:

وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط واحکامها احکام الاضحیٰ لکن هنا یجوز تاخیرها الیٰ اٰخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراهة ربه۔

ای بالعذر یدل لها فالعذر هنا لنفی الکراهة وفی الفطر للصحة اھ ملخصًا

وفی نور الایضاح وشرحه مراقی الفلاح کلاهما للعلامة الشرنبلالی تؤخر صلاة عید الفطر بعذر الی الغد فقط وقید العذر للجواز لا لنفی الکراهة

marfat.com

فاذالم یکن عذر لاتصح فی الغداء ملتقطا وفی مجمع الانہر للفاضل شیخی زادہ العذر فی الاضحیٰ لنفی الکراھۃ وفی الفطر للجواز اھ وفی الھندیۃ عن تبیین الامام الزیلعی العذر ھٰھنا لنفی الکراھۃ حتی یؤخرھا الی ثلثہ ایام من غیر عذر جازت الصلاۃ وقد اساؤا وفی الفطر للجواز حتی اخروھا الی الغد من غیر عذر لا یجوز اھ وفی رمز الحقائق للعلامۃ العینی مثلہ وفی شرح النقایہ للشمس القھستانی لو ترکت بغیر عذر سقطت کما فی الخزانۃ اھ وفی شرح المنیۃ الکبیر للعلامۃ الحلبی صلاۃ عید الاضحیٰ تجوز فی الیوم الثانی والثالث سواء اخرت بعذر او بدونہ اما صلاۃ الفطر فلا تجوز الا فی الثانی بشرط حصول العذر فی الاول اھ وفی الفتاوی الخانیۃ ان فاتت صلاۃ الفطر فی الیوم الاول بعذر تصلی فی الیوم الثانی وان فاتت بغیر عذر فلا تصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر لا تصلی بعد ذٰلک واما عید الاضحیٰ ان فاتت فی الیوم الاول بعذر او بغیر عذر تصلی فی الیوم الثانی فان فاتت فی الیوم الثانی بعذر او بغیر عذر تصلی فی الیوم الثالث فان فاتت فی الیوم الثالث بعذر او بغیر عذر لا تصلی بعد ذٰلک۔ اھ

بالجملہ اس کا خلاف کتب متداولہ میں فقیر کی نظر سے کسی روایت ضعیفہ میں بھی نہ گزرا۔ اللّٰھم الا ما رأیت فی جواھر الاخلاطی من قولہ اذا فاتت صلوٰۃ عید الفطر فی الیوم الاول بعذر وبغیرہ صلی فی الیوم الثانی ولم یصل بعدہ اھ فیظن ان یکون خطاء من الناسخ وتحمل ان یکون خلطا من الاخلاطی فانی وأیت لہ غیر ما مسئلۃ خالف فیھا الکتب المعتمدۃ والاسفار المعتبرۃ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۔ کسی درگاہ کا متولی ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جائداد۔ صارف درگاہ بعض اولیاء اللہ

marfat.com

کے لیے وقف ہے ہمیشہ اُس کا تمام بندوبست وانتظام بدست متولیان والامقام رہا اپنی جگہ دوسرے کو متولے کرنا بھی اکثر انہیں کی رائے پر رہا بعض متولیوں نے اپنے بعد تولیت وصیت کی کہ موصی کہ بر بنائے وصیت ان کے بعد متولی ہو اور بعض نے اپنی حیات و حالت صحت ہی میں تولیت اہل خاندان سے کسی دوسرے کو عطا کر دی کہ وہ اُن کی صحت میں بجائے ان کے متولی ہو گیا غرض ہمیشہ اختیار اُن امور کا بدست متولیان رہا اور عہد قدیم سے اب تک یہی اختیارات عامہ انہیں حاصل رہے کہ کسی نے ان کے افعال سے تعرض یا ان کے تصرفات میں دست اندازی نہ کی اب اگر متولی حال اپنی حیات وحالت صحت میں اپنی تولیت کُلاً یا بعضاً کسی امین رشید کو منتقل کرے تو یہ انتقال جائز اور متولی ممدوح کو اس کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔

الاجواب جبکہ صورت مسئلہ وہ ہے کہ سوال میں مذکور ہوئی تو بلاریب متولی حال کو اپنی حیات وتندرستی میں نقل تولیت کا اختیار حاصل اور جس امین رشید کو وہ متولی کرے بے شک مثل اُس کے متولی ہو جائے گا تنویر الابصار:

اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح و الا لا وفی الھندیۃ عن المحیط اذا اراد المتولی ان یقیم غیرہ مقام نفسہ فی حیاتہ وصحتہ لا یجوز الا اذا کان التفویض الیہ علی سبیل التمیم انتھی۔

قلت وتقریر السوال صریح فی عموم الاختیار لا شئ عن تمیم التفویض و فی المقام عند تدقیق النظر تنکشف غوامض لا تکاد تخفی علی الفقیہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

کتبہ

بمحمد المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صورت مسئولہ بلکہ تمام صور اوقاف میں از روئے قواعد فقہیہ کے اولا لحاظ شرائط واقف کا تولیت وغیرہ میں اور نیز مصالح قضاۃ واحکام اسلام کا ضرور تھا اور در صورت نہ ہونے

marfat.com

امر سابق کے تعامل قدیم از قدیم کا اعتبار بغیر عرف حادث کے پس اگر قدیم سے تفویض تولیت کی رائے متصرفین اوقات بر بصورت تعمیم ثابت ہو پس بے شک وہ جائز ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ حررہ الفقیر عبدالقادر عفی عنہ۔

(حاشیہ متعلق مسئلہ نمبر (۵۵) فتویٰ بدایوں

سوال

درصورت کہ جائدادی وقف برائے خانقاہ و زیارت و مسجد و درگاہ متعلق آستانہ بزرگے از بزرگان دین از قدیم جاری است و عمل معمول متولیان سابق بر ہمین است کہ از اولاد آں بزرگ دو شخص یا زیادہ ازاں متولی می شوند بناء علیہ یکے از متولیان کہ وفات یافتہ در حالت حیات خود برائے تولیت وقف مقبوضۂ خود پسر و پسر پسر دیگر متوفی خود بالمناصفہ بطور وصیت در تولیت شریک فرمود پس ایں وصیت صحیح است یا باطل۔

الجواب

درصورت مسئولہ موافق معمول سابق وصیت مذکورہ برائے شرکت در تولیت بالمناصفہ جائے پسر و پسر پسر متوفی سابق صحیح است کہ مسئلہ ینظر فی الوقت الی العہود السابق بین المسلمین۔ در کتب فقہ ردالمحتار وغیرہ مصرح است و وصیت کہ برائے وارث مطلقاً باطل است و برائے غیر وارث زیادہ از ثلث باطل است مُردازاں وصیت در متروکہ مملوکہ موصی است و انہم از رضامندی ورثہ صحیح میگردد کہ حق جملہ وارثان متوفی است و پس کما ہو مصرح فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب حررہ الفقیر الحقیر عبدالقادر عفی عنہ۔

ما ذکرہ جناب المجیب فلا شک اذ فیہ مصیب واللہ اعلم

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بجدہ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(فتویٰ فرنگی محل) ہر چند کہ پسر پسر بوقت وجود پسر از ترکہ میت محروم الارث

marfat.com

است مگر شرکتش در وصیت تولیت درست است ہرگاہ متولی تولیت بپسر دو شخص کردہ و پسر پسر را ہم شریک کردہ وصیت او نافذ خواہد بود موافق وصیت نامہ مرقومہ متوفی تعمیل کردہ خواہد شد الشئ المفوض لاثنین لا یملکہ احدھما کالواکیلین والوصیین والناظرین کذا فی الاشباہ. واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ الراجی حضور ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

مسئلہ ۵۶۔ متولی اوقاف کی تولیت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین سے ایک بزرگ نے کہ اپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین اور جائداد وقفیہ درگاہ خانقاہ کے متولی تھے بنام اپنے صاحبزادہ حامد اور نبیرہ احمد بن محمد کے وصیت فرمائی کہ بعد میرے متوفی تمام جائداد و مصارف درگاہ خانقاہ اور جملہ امور متعلقہ ریاست درگاہی میں شریک مساوی رہیں اور احمد بن محمد نبیرہ میرا باتفاق اپنے عم مکرم کے تصرفات تولیت عمل لائے۔ بعد انتقال بزرگ موصوف احمد و حامد دونوں نے اس وصیت کو قبول و معتبر رکھا لیکن بعد چند روز کے حامد نے تنہا اپنی تولیت چاہی اور احمد کے ساتھ اتفاق پسند نہ کیا از انجا کہ احمد بن محمد کو حامد کے ساتھ اظہار منازعت منظور نہیں لہذا بنظر حفظ حقوق و رعایت مصالح احمد بن محمد کا قصد اس جانب ہے کہ اپنی حیات میں تولیت اپنی کلاً یا بعضاً بنام ایسے شخص راشد امین کے منتقل کرے کہ حامد کو استقلال بالتصرف سے مانع آئے اور استخراج حقوق شرعیہ کر سکے آیا یہ انتقال احمد کو جائز اور شرط اتفاق کہ وصیت میں مذکور اس کو مانع اور اس فعل میں غرض موصی و حکم وصیت سے عدول ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب متولی اوقاف کا اپنی حیات و عالم صحت میں نقل تولیت کرنا اور دوسرے کو بجائے اپنے نہ بطریق توکیل بلکہ علی وجہ الاستقلال قائم کر دینا صرف اُس صورت میں روا کہ اس کے لیے تفویض عام و اختیار تام ثابت ہو ورنہ نہیں۔
تنویر الابصار میں ہے:

marfat.com

اداالمتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح والا لا۔

پس اگر احمد بن محمد کے لیے تفویض عام حاصل ہے تو بیشک اُسے نقل تولیت پہنچتا ہے اور جسے وہ اپنی جگہ متولی کردے گا تمام تصرفات قوامت میں مثل اس کے نفس کے ہو جائیگا اور اُس پر بھی یہی واجب ہوگا کہ باتفاق حامد تصرفات کرے کہ جب وقف واحد پر دو متولی ہوں ان میں کسی کو تنہا تصرف کا اختیار نہیں ہوتا اور بیع و اجارہ وامثال ذلک جو تصرف ایک تنہا کرے گا دوسرے کی اجازت پر موقوف رہیں گے اگر اجازت نہ دے گا باطل ہو جائیں گے اور یہ حکم ایک کے ساتھ مختص نہیں دو ہوں تو دو تین ہوں تو تین ہوں تو تین جس قدر ہوں ہر واحد استقلال بالتصرف سے شرعًا ممنوع اور اتفاق باہمی سب پر لازم حتمی۔ والمسئلہ مصرح بہا فی عامۃ المتون والشروح والفتاوی۔ و الفاضل خیرالدین الرملی اکثر ایرادًا لہا فی فتاواہ۔ وقال العلامۃ زین بن نجم المصری فی وکالۃ الاشباہ الشئ مفوض الی اثنین لایملکہ احدھما کالوکیلین والوصیین والناظرین الخ۔

پس بزرگ موصوف نے کہ احمد بن محمد پر اپنے وصیت نامہ میں حامد کے ساتھ اتفاق شرط کیا بے شرط جہت شرع سے خود لازم تھا اس شرط نے کسی امر زائد کا ایجاب نہ کیا اور اسی طرح شرع مطہر حامد پر فرض کرتی ہے کہ باتفاق احمد کام کرے اور ان میں کوئی مستقل بتولیت و منفرد بتصرف نہ رہے کا ذکر نا لیکن اس لزوم شرطی و وجوب شرعی سے وہ اختیار کہ احمد بن محمد کو تفویض عام سے حاصل ہوا تھا زائل نہیں ہو سکتا۔ فان الشئ لا یتضمن ابطال مالا بد منہ۔ ہم کہتے ہیں حامد کو تولیت ثابت احمد کو ناروا رکھتا اور اُس کے ساتھ اتفاق کو کہ شرطًا نہ سہی شرعًا فرض تھا پسند نہ کرنا اور اُسے تحصیل حقوق شرعیہ سے مانع آنا کے کی جانب سے تعدی ہے لاجرم کہیے گا احمد بلا جرم ہے اب ہم پوچھتے ہیں پھر حامد کے ترک اتفاق سے احمد کی تولیت باطل ہو گئی لاجرم کہیے گا نہیں۔

ولقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لا یجنی جان الا علی نفسہ۔

وقال ربنا تبارک وتعالی ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔

marfat.com

اب ہم دریافت کرتے ہیں تولیت مسلم مگر تفویض عام کہ احمد کے لیے ثابت تھی اس نااتفاقی حامد سے زائل ہوگئی لاجرم کہے گا نہیں اور ہاں کیسے تو دلیل کہاں ومن ادعی شیئاً فعلیہ البرہان پس جبکہ احمد بدستور متولی صحیح وماذون عام ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس تصرف سے مجور اور نقل تولیت سے ممنوع رکھا جاتا ہے مگر تعدی غیر بھی اسباب حجر سے شمار کی جائے گی علمائین وشرح فتاوی میں جہاں مسئلہ نقل تولیت لکھتے ہیں تفویض عام کے سوا دوسری شرط ذکر نہیں کرتے پھر ہمیں اپنی جانب سے احداث قید کب روا اگر یہ کہیے کہ متولی منقول الیہ حامد سے اتفاق نہ کرے گا اور شرط تولیت اتفاق ہے تو نقل صحیح نہ ہوگی قلنا اب بھی تو حامد واحمد متفق نہیں جب باوجود اس کے یہ دونوں بدستور متولی ہیں تو اگر ان دونوں میں ایک کے عوض شخص ثالث آجائے تو سوا شخص کے اور بھی کچھ بدلا اس کی تولیت کیونکہ صحیح نہ ہوگی ظاہرا منشار اعتراض اعتراض یہ ہے کہ بزرگ موصوف نے جوان دونوں کے نام وصیت تولیت کی اس نے انہیں دو کو پسند فرمایا اور اس کا مقصود یہی تھا کہ ازمہ تصرفات انہیں دو کے ہاتھ رہیں تیسرا مداخلت نہ کرے جب باوجود بقائے صلاحیت ہر دو ایک کے عوض شخص ثالث قائم کیا جاتا ہے تو یہ غرض موصی کے خلاف اور حکم وصیت سے سرتابی ہے قلنا موصی متبع شرع کو رعایت مصالح وقف رعایت وصیین سے بالضرورت اہم واقدم ہوگی اور اس نے دو کے لیے وصیت نہ کی مگر اس لیے کہ اشتراک آراء کو وقف کے لیے اصلح وانفع سمجھا اور ایک کی رائے پر راضی نہ ہو۔

او فی العقود الدریۃ مقصودہ اجتماع رائ شخصین فی تعاطی امور الوقف ولیس رای الواحد کرائ الاثنین۔

اب کہ حامد احمد بن محمد کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا غرض موصی ومقصود وصیت کے خلاف اس کی طرف منسوب ہوگا نہ احمد کی جانب بلکہ احمد اس نقل تولیت سے تحصیل غرض اہم میں ساعی ہے کہ خود بلحاظ مصالح خاصہ حامد سے منازعت نہیں چاہتا لہذا ایسے شخص کو متولی کرتا ہے کہ اس غرض اہم کو متروک وزائل اور حامد کو تصرف میں مستبد ومستقل نہ ہونے دے اور استخراج حقوق شرعیہ کرسکے یہ معنی عین تمشیت مقصود اعلی ومرام اس نے ہے نہ اس

marfat.com

کے نافی و منافی کما لایخفی بالجملہ بر تقدیر ثبوت تعویض عام حامد کا اتفاق سے دست کش ہونا اختیارات احمد کا ازالہ نہیں کر سکتا اور صرف اس وجہ بے اصل سے عدم جواز نقل پر نقل و عقل سے کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ دلیل اُس کے خلاف پر ناطق واللہ اعلم بجمیع الحقائق وصلی اللہ علی النبی الصدق الصادق سیدنا محمد افضل الخلائق وعلی آلہ وصحبہ الذین جہنم حیۃ السلام وجنۃ البوائق۔

مسئلہ ۵۷ ۔ خلاف دین باتیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل ذیل ہیں۔

(۱) ایک مسلم جو نماز خلاف معمول بہت جلدی سے پڑھ لیتا تھا اُس کو زجراً ایک اور مسلم نے کہا کیا تو نے نماز کو کوئی کھیل سمجھ رکھا ہے اس پر ایک دوسرے نے کہا اور کیا بظاہر اُس نے بھی زجراً کہا اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) کافر مرتد مبتدع بد مذہب فاسق یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بیٹا بھائی وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ اُن کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسا ہی مانتے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداً اسلام کہنا یا اُن سے خندہ پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کے لیے رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے یا تحریراً تقریراً انہیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب صاحب لکھنا یا اسی طرح کے اور برتاؤ اُن سے برتنا جیسے آج کل کثرت سے شائع ہیں خصوصاً الیسوں میں کے دنیاوی باثر لوگوں سے اگرچہ مذہبی نقطۂ نظر سے انہیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز تو کس درجہ کے اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی جائز غرض کے حصول کے لیے کریں تو کیا حکم ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اُس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اُس تعظیم یا خوشی کرنے ہو یا نہ ہو کہاں تک اُس حد تک نہیں پہنچتا کہ فاعل پر بھی خود ان کی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ کا عائد ہو۔

(۳) بعض لوگ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پورا نہیں پڑھتے بلکہ عند الجاحۃ جب

marfat.com

پڑھتے ہیں صرف لاحول ولاقوۃ پر بے وجہ اقتصار کرتے ہیں یہ اگرچہ سخت قبیح و شنیع ہے مگر اس میں کفر کسی طرح کا بھی نہیں یا کیا اس پورے جملہ کا علم صرف جرنا ول مدخول نفی مقرر کرنا کہنا کیسا ہے۔

(۴) نصاریٰ وغیرہ کی کچہریوں اور ان احکام آج کل کے زمانہ والوں کو عدالت یا عادل کہنا اگرچہ سخت حرام ہے اور فقہا نے حکم کفر تک فرمایا اس سے احتراز ضرور ہے مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ حکم کفر مسئلہ مفتی بہا ہے کہ ایسے استعمال کرنے والے کافر ہو جائیں اور اگر ہے تو کیا قطعی کفران پر عائد ہے اور قطعی بھی ایسا کہ جو دوسرا انہیں کافر نہ سمجھے اس کے بھی ایمان میں خلل آ جائے۔

(۵) کاتب جو اجرت پر کتابت کرتے اور اُس کتابت میں امر خلاف دین ہو اور اجرت پر چھاپنے شائع کرنے والے اُس کو شائع کریں یا کوئی شخص بے اُجرت محض مروت سے ایسا کرے تو اُس کا کیا حکم ہے یا کوئی شخص صفائی خط کے لیے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اُس میں ایسے کلمات بھی نقل کر جائے یا اُن سب صورت میں زبان سے پڑھے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الاجواب (۱) اور کیا کچھ کہنے والے پر بھی الزام نہیں جبکہ اُسے اُس سارق نماز پر زجر مقصود ہو۔

(۲) ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداء اسلام حرام اور بلاوجہ شرعی اُن مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہی صریح موجود اور حدیث میں ان سے بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام اور سخت تر ہیں یہ ہیں کلمات مدح حدیث میں ہے۔

اذا مدح الفاسق غضب الرّب واھتزله عرش الرحمٰن۔

دوسری حدیث میں ہے:

لاتقولوا للمنافق یا سید فانه ان یك سیدكم فقد اسخطتم ربكم عزوجل۔

باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم واختلاط نہ ہو اُن میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ

marfat.com

پر نظر کی جائے گی اور مرتد و مبتدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ۔

فان الضرورات تبیح المحظورات۔

رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب۔

مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلمھا۔

اُن کے ساتھ برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اس کا مرتکب عاصی ہے اُن کا مثل نہیں جب تک اُن کے کفر و بدعت و فسق کو اچھا یا جائز نہ جانے۔

(۳) عند الحاجت صرف لاحول یا لاحول ولاقوۃ پر اقتصار قبیح ہے کفر سے کوئی علاقہ نہیں کہ اپنے حول و قوۃ کی نفی کے لیے ہے علم صرف لاحول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

(۴) عدالت بطور علم راجح ہے معنی وضعی مقصود نہیں ہوتے لہذا تکفیر ناممکن البتہ عادل کہنا ضرور ہے۔ کلمہ کفر ہے مگر مخص براہ خوشامد ہوتا ہے لہذا تجدید اسلام و نکاح کا فی ہاں خلاف ما انزل کو اعتقاداً عدل جانیں تو قطعی وہی کفر ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔

(۵) القلم احد اللسانین جو زبان سے کہنے پر احکام ہیں وہی قلم پر اور ایسی اُجرت حرام اُس کی اشاعت حرام اور ایسی مروت فی النار ہاں جب اعتقاد نہ ہو تو کفر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۸ - داستان امیر حمزہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داستان امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا ذکر ہے یہ عمرو کون ہیں اور ان کی نسبت اُس لفظ کا اطلاق کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں فیضی بے فیض نے جب داستان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

گڑھا اس میں جہاں صدہا کار ناشائستہ واطوار نا بائستہ مثلاً نگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اُس کے محل پر کمنڈ ڈال کر جانا اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسد اللہ و اسد رسولہ سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کیے یوہیں ہزار ہا شہد پن اور مسخرگی کے بیہودہ جتن ان صحابی جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کر دیے اور انہیں معاذ اللہ عیار زود و اطوار کے لقب دے کر بحیلہ داستان جاہل بیچارے تبرائی بنائے یہ اُس مردک کی ناپاک بیباکی اور بیباک ناپاکی اور خدا و رسول پر سخت جرأت تھی مسلمانوں کو ان شیطانی قصوں خصوصاً اُن ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔

تصدیق بدایوں ۔ للہ در المجیب ما احسنہ من ناطق بالحق مصیب والعلم اللہ

حررہ المفتقر الی اللہ المدعو بعبید المقتدر عفی عنہ۔

مسئلہ ۵۹ ۔ اخبار اور شہادتِ شرعیہ

مولانا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ پس از آداب و تسلیمات معروض ۔ اخبار محض جو شہادت میں نامقبول ہے۔ اس کے معنے اُردو میں کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کسے کہتے ہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

کسی بات کی خبر اُن لفظوں سے دینی جو کسی ایسے لفظ سے خالی ہوں جس کا ہونا شریعت مطہرہ نے اُس معاملہ کی شہادت میں ضروری رکھا ہے اخبار محض ہے مثلاً یہ کہنا کہ فلاں جگہ چاند ہوا یا آج چاند لوگوں نے دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان مبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہے ہر امر میں جتنی شرطیں شریعت نے اس پر صحت شہادت کے لیے رکھی ہیں جو شہادت ان کی جامعہ ہو شرعیہ ہے مثلاً زنا میں تین ثقہ عادل مردوں کی شہادت شہادت شرعیہ نہیں ہلال عیدین میں ایک ثقہ عادل کی شہادت شرعیہ نہیں، رمضان مبارک میں دس بیس

marfat.com

ہنود وہابیہ روافض نیچریہ قادیانیہ واشالہم کا ہزار حلفوں کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اس مہینہ کا ہلال دیکھا شہادت شرعیہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۰ اشہد کہنا

شہادت کی دو صورتیں جن میں بلفظ اشہد شہادت دینا ضرور ہے، تو کیا خاص یہی لفظ ہو یا اس کا صرف اُردو فارسی وغیرہ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے جیسے میں شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

الجواب

ترجمہ بھی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۶۱ روزے میں جماع پر قضا یا کفارہ

روزدار سے مجبوراً اکراہ شرعی کر کے کسی نے جماع کیا یا کرایا تو روزہ صرف قضا کرے یا مع کفارہ یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صرف قضا ہے۔ اقول اور یہاں اکراہ شرعی کے صرف دو معنے نہیں کرتا کہ قادر کی طرف سے مثلاً قتل یا قطع وغیرہ کی وعید و تخویف ہو جس کا ذکر کتاب الاکراہ میں ہے بلکہ مجرد بے اختیاری بھی مسقط کفارہ ہے اُس کی صورت عورت میں تو ظاہر کہ وہ کمزور ہے پکڑ کر زبردستی علاج کر دیا مرد میں اس کی شکل یہ ہے کہ مریض ہے جنبش کی طاقت نہیں قرب زن سے اس کے آلہ کو انتشار ہوا کہ وہ امر طبعی ہے اس کے دفع پر ہر انسان قادر نہیں عورت کو منع کرتا رہا وہ نہ مانی یہ دفع پر قادر نہ تھا اُس نے زبردستی داخل کر لیا۔ اس صورت میں بھی مرد پر صرف قضا ہے۔

یدل علیہ قول الفتح مستدلا علی وجوب الکفارۃ ذلک امارۃ الاختیار فعلم ان لاکفارۃ لولا اختیار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

marfat.com

مسئلہ ۶۳ روزے میں کان کے ذریعے پانی ڈالنا

کانوں میں پانی چلا جانا یا خود اُس کا ڈال لینا جو ناقص صوم نہیں ہے کیا یہی حکم ہے اگرچہ دماغ تک پانی پہنچ جائے یا اب کچھ اور۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پانی اگر خود چلا جائے اگرچہ دماغ تک بالاتفاق روزہ نہ جائے گا اور اگر یہ ڈالے اور کان کے اندر جوف تک پہنچائے تو اختلاف تصحیح ہے اور فقیر کے نزدیک راجح افطار۔

ردالمحتار میں ہدایہ وتبیین ومحیط وواء الجیہ سے عدم الفطر اور خانیہ وبزازیہ وفتح وبرہان سے فطر کی ترجیح نقل کی اُس پر خاتمہ فقیر میں ہے۔

اقول: معلوم ان تصحیح قاضی خان مقدم لانہ فقیہ النفس علی ما فی دلیل الفطر من القوۃ الا تری ان من غیب حشفۃ فی دبرہ او ھی فرجہا افطر مع عدم صلاح البدن فی ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمد المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

marfat.com

marfat.com